امر آتما

(جمہوریت کے علمبردار تھامس جیفرسن کی زندگی کے حالات)

مصنف

جین لزٹسکی

مترجم

کیفؔ ایم۔ اے

انڈین یونیورسٹی پبلشرز

کشمیری گیٹ۔ دہلی ۶

پیش لفظ

قوم کے نیتاؤں کی زندگی کے حالات سے ہر دیش اور ہر دور میں آنے والی نسلوں کو جوش اور اُتساہ ملتا ہے۔

بھارت جن حالات میں سے آجکل گزر رہا ہے، تھامس جیفرسن نے ایسے ہی حالات میں امریکہ کی سیاسی اور اقتصادی آزادی کی جنگ لڑی۔ سیاسی آزادی، اقتصادی خوشحالی اور مذہبی رواداری کے سلسلہ میں آج ہمارے دیش کو بھی اُنہی مشکلوں کا سامنا ہے جنہیں حل کرنے کے لئے تھامس جیفرسن نے زندگی بھر ایک کامیاب جد وجہد کی۔

تھامس جیفرسن امریکہ کے تیسرے پریذیڈنٹ تھے۔ مذہب، تقریر، تحریر اور اکٹھے مِل بیٹھنے کی آزادی کے ساتھ ساتھ وُہ اِس بات کے بھی بڑے حامی تھے کہ تمام جھگڑوں کا فیصلہ عدالت کے ذریعے ہونا چاہیئے۔ وُہ ایک باعمل عالم تھے۔ انہیں اپنا مقصد دِل و جان سے پیارا تھا۔ اور اسے حاصل کرنے میں اُن کے پائے ہمت میں کبھی لغزش نہ آئی۔

اس مختصر سی کتاب میں اُس مہان دیش بھگت تھامس جیفرسن کی زندگی کے حالات دِئے گئے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ اِس کے مطالعہ سے نہ صرف ودیارتھیوں کو ہی بلکہ عام لوگوں کو بھی کافی فائدہ پہنچے گا۔ پبلشرز اِس کتاب کے مصنف اور وائیکنگ پریس کے شکر گزار ہیں کہ اُنہوں نے اِس کتاب کو بھارت میں شائع کرنے کی اجازت دی ہے۔ اگر پڑھنے والوں نے ہماری اِس "ناچیز کوشش" کو پسند کیا تو ہم سمجھیں گے کہ ہمیں اپنے مقصد میں کامیابی ہوئی ہے۔

اِنڈین یونیورسٹی پبلشرز

فہرست



اُس وقت ورجینیا میں وہ علاقے شامل تھے جنہیں ہم آجکل ورجینیا پچھمی ورجینیا اور کنٹکی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں آج کے اوہیو، انڈیانہ اور الی نائے کا بھی بڑا حصّہ شامل تھا

۱۔ دو دُنیائیں

ورجینیا کی نوآبادی دو حِصّوں میں بٹی ہوئی تھی اور دونوں حِصّے ایک دوسرے سے اِس قدر مختلف تھے کہ وہ ایک ہی ملک کے دو حِصّے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اگر آپ ورجینیا کے نقشہ کو دیکھیں تو آپ کو اس کا تمام پچھمی کنارا ایسے دکھائی دے گا جیسے ایک بڑی بلی نے اپنے پنجے ریت میں ڈال رکھے ہوں اور اپنے پنجوں سے کھرچ کر دو متوازی پہاڑیوں کی ایک لائن بنا رہی ہو۔ یہ پہاڑیاں "اپے لیچن ماؤنٹین رینج" کہلاتی ہیں۔ ان کے پوربی سِرے والی پہاڑی کا نام "بلیو رج ماؤنٹین" ہے۔ یہاں سے

ورجینیا کے دریا شروع ہو کر سمندر میں جا گرتے ہیں۔ یہ دریا قدرے پہاڑی علاقہ سے گزرتے ہیں جسے پیڈمانٹ یعنی "پہاڑیوں کا دامن" کہا جاتا ہے۔

جب پہاڑوں سے نکل کر یہ دریا سمندر کی طرف جاتے ہیں تو درمیان میں پہنچ کر میدانی علاقہ شروع ہو جاتا ہے۔ بہت عرصہ پہلے ورجینیا کا تمام آدھا پوربی علاقہ اس قدر نیچا ہو گیا تھا کہ سمندر کا پانی اندر داخل ہو گیا اور دریاؤں کی وادیاں پانی سے لبالب بھر گئیں۔ چنانچہ اب سمندر کی لہریں اپنا کھاری پانی جیمز۔ یارک۔ پوٹومیک اور ریپا ہینک کے دریاؤں تک بہا لے جاتی ہیں اور جب کبھی لہروں کا بہاؤ بڑھ جاتا ہے تو یہ دریا اُلٹے بہنے لگتے ہیں۔ اسی لئے اس علاقہ کو "لہروں کا دیش" کہتے ہیں۔

پہلے پہل یہاں آباد کاروں نے اپنے گھر پوربی میدان میں بنائے۔ انہوں نے ڈوبی ہوئی دریائی وادیوں کے کناروں پر جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے باغ باغیچے لگا لئے جو غلاموں کی ملکیت تھے۔ اُن دنوں چھوٹے سمندری جہاز لہروں کے بہاؤ کے ساتھ ان باغبانوں کے گھروں تک جا نکلتے تھے۔ لہروں کے دیش میں بسنے والے ان باغبانوں کے لئے یہ جہاز انگلستان سے اخبار اور کتابیں اور لورپول سے نئی نئی ایجادیں اور عیش و آرام کا سامان لایا کرتے تھے اور یہاں سے تمباکو، لندن میں رہنے والے دوستوں کے نام خط اور اپنے "وطن" یعنی انگلستان میں تعلیم کے لئے جانے والے نوجوانوں کو لے جایا کرتے تھے۔ اس علاقہ کے باغبان دراصل انگریز نسل سے تھے اس لئے

۱- دو دُنیائیں

وہ اپنے تین ہزار میل دور افتادہ مادرِ وطن سے اِس قدر گہرا تعلق رکھتے تھے کہ اُن کا ایسا تعلق نیویارک یا بوسٹن کے ساتھ بھی نہیں تھا جو اُسی ساحل پر واقع تھے۔

جب "لہروں کے دیش" ورجینیا کے تمام پوربی میدان باغ باغیچوں سے بھر گئے تو آبادکاروں نے پچھم کی طرف پیڈمانٹ کی پہاڑیوں کے دامن میں بڑھنا شروع کیا۔ اس علاقہ کے دریا بہت تنگ، کم گہرے اور تیز رفتار تھے۔ اِس لئے ان میں جہازرانی نہیں ہو سکتی تھی۔ یہاں انگلستان سے تازہ ترین خبروں اور خاص طور پر ذاتی خبروں کے پہنچنے میں بڑی دقت پیش آتی تھی۔ یہاں کا صنعتی مال اکثر دشوار گزار سڑکوں اور خطرناک پگڈنڈیوں کے راستے بھیجنا پڑتا تھا۔

انگریزوں کے شاندار مکانوں کی بجائے اس وادی میں لکڑی کے تختوں کے بنے ہوئے مکان تھے۔ بڑے بڑے باغ باغیچوں کی بجائے جنگل کاٹ کر چھوٹے چھوٹے فارم بنائے گئے تھے۔ مختصر یہ کہ یہاں پہلے پہل آباد ہونے والے لوگ ایسے تھے جو اپنے آپ کو پہلے امریکن اور بعد میں انگریز سمجھتے تھے۔ اسی لئے جب تھامس جیفرسن کے پتا ابھی جوان تھے تو اُس وقت ورجینیا میں دو دنیائیں آباد تھیں۔ پورب کی طرف لہروں کے دیش سے آئے ہوئے ورجینیا کے لوگ رہتے تھے جنہیں "ٹکاہو" کہتے تھے۔ پچھم کی طرف اندرونی علاقہ میں رہنے والے لوگ "کوہیس" کہلاتے تھے باپ اور بیٹا دونوں جیفرسن اُن شخصیتوں میں سے تھے جنہوں نے اِن دونوں

دنیاؤں کو ایک کر دیا۔

امریکہ کے تیسرے صدر کے پتا ۱۷۰۷ء میں چیسٹر فیلڈ کاؤنٹی میں پیدا ہوئے۔ یہ جگہ لہروں کے دیش کے امیر علاقہ اور پیڈ مانٹ کے پراچین دیش کے درمیان واقع تھی۔ جیفرسن کا خاندان پچھلی کئی نسلوں سے امریکی تھا مگر ان کے پاس بھاری جائداد نہیں تھی۔ پیٹر جیفرسن نے باقاعدہ طور پر سکول میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی مگر انہوں نے کسی نہ کسی طرح نہ صرف اُس وقت کا بہترین لٹریچر پڑھ لیا بلکہ دوسرے سائنٹفک اور ٹیکنیکل کام بھی سیکھ لئے۔ انہوں نے خود بخود حساب کا علم پڑھ لیا اور کئی دوسرے امتحان وغیرہ بھی پاس کر لئے جس کی وجہ سے وہ کاؤنٹی کے سرویئر بن گئے۔ چوبیس سال کی عمر میں پیٹر جیفرسن کو گورچ لینڈ کاؤنٹی کا جہاں وہ ان دنوں رہا کرتے تھے مجسٹریٹ بنا دیا گیا۔ وہ اس کاؤنٹی کے شیرف بھی تھے مگر انہیں اپنے کام کے لئے دیش بھر میں سفر کرنا پڑا اور اسی وجہ سے انہیں ولیم رینڈلف سے ملنے کا موقع ملا۔ جو ان کے گہرے دوست بن گئے۔ ولیم "ٹکاہو" قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اور اتفاق سے جو جاگیر انہیں اپنے پتا سے ورثہ میں ملی تھی اُسے بھی ٹکاہو کہتے تھے۔

۱۷۳۷ء میں جب پیٹر جیفرسن کی عمر تیس برس کی تھی، اُن دنوں زمینوں پر قبضہ کرنے کی وبا زوروں پر تھی اور یہ وبا اس کے بعد بھی کئی بار پھیلی۔ جلدی ہی جیفرسن اور رینڈلف کو پچھم کی طرف دریائے جیمز کے ساتھ ساتھ نئے باغوں کی تلاش میں نکلنا پڑا۔

۱۔ دو دُنیائیں

کچھ میل نیچے کی طرف جہاں دریائے ریوانہ دریائے جیمز میں گرتا ہے یہ دونوں آبادکار "ڈنجی نس" میں پہنچے جو ولیم کے چچا اشام رینڈلف کے باغ کا نام تھا۔ اشام رینڈلف پودوں کے علم سے اچھی طرح واقف تھا یہاں دونوں دوست کچھ دن ٹھہرے۔ مہمان نوازی کے لئے یہ علاقہ پہلے ہی مشہور تھا اس لئے دونوں نوجوانوں کا پرجوش سواگت کیا گیا۔ ان دونوں نے باغ اور اس میں کام کرنے والے بہت سے غلاموں کو دیکھا اور باغ کی اور باغ کے مالک اشام رینڈلف کے سائنٹفک خیالات کی بہت تعریف کی۔ جہاں تک پیٹر کا تعلق ہے وہ اشام رینڈلف کی بڑی لڑکی جین رینڈلف کے مداح بن گئے۔

آخر دونوں نوجوان ریوانہ کے کنارے کنارے چل دئے اور ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں انہیں ایسی زمین نظر آئی جو ابھی غیرآباد تھی۔ دونوں نے ساتھ ساتھ رہنے کا ارادہ کر رکھا تھا اس لئے انہوں نے دریا کے دونوں کناروں پر اپنا حق جما لیا۔ یہ جگہ ان پہاڑوں سے زیادہ دوری پر نہیں تھی جن سے دریائے ریوانہ نکلتا تھا۔ اس جگہ پر ریوانہ بہت گہرا اور چوڑا نہیں تھا۔ مگر پھر بھی ولیم کا یہ خیال تھا کہ درمیان میں دریا کی موجودگی دونوں دوستوں کو جدا کر رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے پیٹر کو اس بات پر رضامند کر لیا کہ وہ بھی دریا کے اُسی کنارے پر چار سو ایکڑ زمین میں اپنا مکان بنا لیں جس کنارے پر وہ خود آباد تھے۔

پیٹر جیفرسن اور ولیم رینڈلف اس علاقے کے تیسرے اور

جو پہلے آباد کار تھے۔ اُن کا مقصد اِس علاقہ میں گندم اور تمباکو پیدا کرنا تھا۔ اس لئے پہلا کام جو انہیں کرنا تھا وہ تھا زمین کو کھیتی باڑی کے لئے تیار کرنا۔ انہیں زمین کو جھاڑیوں وغیرہ سے صاف کرنا پڑا، غلام لانے پڑے اور مانگ کر یا خرید کر کھیتی باڑی میں کام آنے والے آلات مہیا کرنے پڑے۔ گوچ لینڈ اور ریوانہ کے درمیان کئی بار آتے جاتے ہوئے جیفرسن کو اکثر "ڈنجی نس" میں بھی جانے کا موقع مِلتا تھا۔ ۱۷۳۹ء میں پیٹر جیفرسن نے جین رینڈلف سے شادی کرلی جس کی عمر اُس وقت انیس سال کی تھی۔ اب پیٹر جیفرسن اور ولیم رینڈلف دوست ہونے کے ساتھ ساتھ رشتہ دار بھی ہو گئے تھے۔

رینڈلف نے اپنی طرف مکان کے لئے جو زمین جیفرسن کو دی تھی وہاں انہوں نے اپنی دلہن کے لئے ایک نیا گھر تعمیر کیا۔ دریائے ریوانہ کے اُتری کنارے پر اپنے اس نئے مکان کا نام انہوں نے "شاڈویل" رکھا۔ یہ نام لنڈن کے اس علاقہ کے نام پر رکھا گیا تھا جہاں جین رینڈلف پیدا ہوئی تھی۔ اِس ویران علاقہ کو آباد کرنے کے دوران میں پیٹر کے گھر جین، میری، تھامس اور الزبتھ جیفرسن چار بچے پیدا ہوئے۔

۱۷۴۴ء تک "شاڈویل" کا قریبی علاقہ اِس قدر آباد ہو گیا کہ یہ ایک باقاعدہ کاؤنٹی بن گئی جس کا نام ایلبے مارل پڑ گیا۔ کاؤنٹی کے لئے ایک گورنمنٹ اور گورنمنٹ کے لئے افسروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے پیٹر جیفرسن کو جو پرانے آباد کاروں میں تھے جج بنا دیا گیا۔ ولیم

رینڈلف کو بھی شیرف کا اعزاز بخشا گیا۔

سرحدی علاقہ پر پرنو آبادی کی کچھ فوجی اور کچھ شہری ذمہ داریاں تھیں۔ ریڈ سکن یعنی آدی واسیوں نے بھی ابھی پورے طور پر دم نہیں لینے دیا تھا اور اب تو اوہیو علاقہ کے فرانسیسی بھی قریب ہوتے جا رہے تھے جس سے اُن میں بے چینی بڑھ گئی تھی۔ جیفرسن کو ولیم اینڈ میری کالج کے سرویئر پروفیسر جوشوا فرائی کی کمان میں ملٹری کا لفٹیننٹ کرنل بنا دیا گیا۔

۱۷۴۵ء میں جبکہ ٹام جیفرسن کی عمر ابھی دو سال کی ہی تھی کہ ولیم رینڈلف کا دیہانت ہو گیا۔ موت سے پہلے اُنہوں نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اُن کے تین بچوں کی دیکھ بھال پیٹر جیفرسن کریں۔ ولیم نے اس بات کی بھی تاکید کہ پیٹر اُن کے چھوٹے بچے تھامس مین رینڈلف کی تعلیم کا خود انتظام کریں اور بہتر یہ ہے کہ وہ اپنے سارے کنبہ کے ساتھ گورچ لینڈ میں رینڈلف کی ٹکاہو جاگیر میں چلے جائیں اور اُس کی دیکھ بھال بھی کریں۔ پیٹر نے اپنے مرنے والے دوست کی تمام خواہشوں کو بڑی وفاداری سے پورا کیا۔

مسز جیفرسن جب ایلمز کے خوبصورت درختوں میں سے گزر کر ٹکاہو پہنچی تو اُس کا دل دکھ سے بوجھل ہو رہا تھا۔ اُسے آج سے چھ سال پہلے کے وہ دن یاد آنے لگے جب وہ ایک ایسے ہی پرانے مکان میں رہتی تھی جس کے ارد گرد مختلف قسم کے پھولوں کے انگریزی طرز کے باغ باغیچے تھے۔ اُن کا مکان ایک اُجاڑ پہاڑی پر تھا۔ جس کے ارد گرد بھی باغ باغیچے تھے اور دریائے جیمز کا خوبصورت نظارہ صاف دکھائی دیتا تھا۔

اب اِن کے سات بچے تھے۔ گویا گھر میں ہی ایک سکول کی سی رونق ہو گئی تھی۔ جیفرسن کے بچوں میں ٹام کے علاوہ اس کی دو بڑی بہنیں جین اور میری اور ایک چھوٹی بہن الیزبتھ تھی اور تین بچے رینڈلف کے تھے۔ جیوڈتھ، میری اور تھامس مین۔ رینڈلف کی جاگیر میں ایک سکول بھی تھا۔ ٹام نے اِس سکول میں پانچ سال کی عمر میں پڑھنا لکھنا شروع کیا۔

سات سال تک ٹام جیفرسن ٹکاہو میں ہی رہا جہاں اُس نے شریفانہ طور طریقوں کے ساتھ ساتھ بہادری کے جوہر بھی اپنا لیئے۔ اور یہاں پر ہی اُس کے دل میں خوبصورت ماحول میں زندگی بسر کرنے کی اُمنگ پیدا ہوئی۔

لہروں کے دیش کی سلامتی کا راز یہاں کی تمباکو کی پیداوار میں تھا۔ یورپ میں تمباکو کی بڑی مانگ تھی اور ورجینیا کے لوگ تمباکو کو انگلستان میں بھیج کر اپنی گزر اوقات کیا کرتے تھے۔ اُن لوگوں کی زندگی کا تسلسل تمباکو کی وجہ سے ہی قائم تھا جسے بیچ کر وہ اپنی ضروریات کو پورا کرتے تھے۔

لہروں کے دیش میں باغبانی اور کھیتی باڑی کرنے کے لئے کام کرنے والوں کی ضرورت تھی۔ ان نو آبادیوں میں پیٹر جیفرسن کی طرح ہر شخص باغوں یا کھیتوں کا مالک بن سکتا تھا مگر کام کرنے والے آدمی مشکل سے ملتے تھے۔ چنانچہ تمباکو کی کاشت کے لئے افریقہ سے بہت سے حبشی غلام اغوا کر کے ورجینیا بھیجے گئے۔

ٹکاہو میں جیفرسن کے کنبہ میں مارتھا اور لیوسی دو اور لڑکیوں کا اضافہ ہو گیا۔ پیٹر جیفرسن نے اب اپنے دوست رینڈلف کی خواہشات

کو پورا کر لیا تھا اور وہ واپس اپنی جاگیر شاڈویل میں جانے کو تیار تھے۔ اس وقت ٹام کی عمر نو سال کی تھی اور وہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے قابل تھا۔ ۱۷۵۲ء میں پیٹر نے ٹام کو لوئیز کاؤنٹی میں سکاٹ لینڈ کے پادری ریورنڈ ولیم ڈگلس کے پاس بھیج دیا جہاں اس نے یونانی، لاطینی اور فرانسیسی زبانیں پڑھیں۔ باقی کا کنبہ وہ واپس ایلبے مارل کاؤنٹی میں لے آئے۔ تھوڑا عرصہ بعد انہیں ہاؤس آف برگسِز (قانون ساز اسمبلی) میں اپنی کاؤنٹی کا نمائندہ بنا کر بھیج دیا گیا۔ ۱۷۵۵ء میں انہیں کاؤنٹی لیفٹیننٹ یا ایلبے مارل کا گورنر بنا دیا گیا۔

ٹام کافی پڑھ لکھ گیا تھا مگر اُس کا دھیان چھٹیوں کی طرف لگا رہتا تھا جو کہ وہ شاڈویل میں گزارتا تھا۔ وہ بہت مضبوط اور لمبے قد کا نوجوان تھا جسے ورزش اور میدانی کھیلوں سے بڑی دلچسپی تھی۔ بوڑھے پیٹر جیفرسن اگرچہ گنوار تھے مگر وہ جانتے تھے کہ اپنے بچے کا لڑکپن کس طرح خوش بنایا جا سکتا ہے اور شاڈویل کو دُنیا کی بہترین جگہ میں کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے بچے ٹام کو گھوڑسواری، شکار، کشتی رانی اور لوک گیتوں کے علاوہ یہ دیکھنا بھی سکھایا کہ اُس کے ماحول میں چاروں طرف بکھری ہوئی کائنات میں کس قدر خوبصورتی ہے۔

اگست ۱۷۵۷ء میں پیٹر جیفرسن کا دیہانت ہو گیا۔ اب ٹام جیفرسن جس کی عمر چودہ سال کی تھی گھر کا سب سے بڑا ممبر تھا جسے اپنی بیوہ ماں، چھ بہنوں اور ایک سب سے چھوٹے بھائی رینڈلف کی دیکھ بھال

کرنی تھی۔ پیٹر نے دریائے جیمز کے کنارے واقع اپنی چھوٹی سی جاگیر سنوڈن اپنے سب سے چھوٹے لڑکے کے نام کرا دی تھی اور شاڈویل کی جاگیر سب سے بڑے لڑکے کے نام پر تھی۔ ٹام کے پاس کافی جائیداد تھی۔ اگرچہ اس کے بالغ ہونے تک اس جائیداد کی دیکھ بھال پیٹر کے ایک دوست جان ہارووے کو سونپی گئی تھی۔

پیٹر جیفرسن کی ایک آخری خواہش یہ بھی تھی کہ ٹام کلاسیکل تعلیم حاصل کرے۔ اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے ٹام کے سرپرست نے اسے شاڈویل سے چودہ میل دور لوئیز کاؤنٹی میں ریورنڈ جیمز ماری کے پاس رہنے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ ریورنڈ جیمز ماری اس وقت بڑے کلاسیکل سکالر خیال کئے جاتے تھے۔ اس کے بعد دو سال تک ٹام نے پارسن میری کے سکول میں لاطینی زبان پڑھی۔

ٹام نے چھٹیوں میں گھر آنے کا سلسلہ اب بھی جاری رکھا۔ اگرچہ اب پتا کا ساتھ چھوٹ گیا تھا مگر بندوق لے کر جنگلوں میں گھومنے اور گھوڑ سواری کرنے کی وہ عادتیں بدستور قائم تھیں۔ جو انہوں نے ڈال دی تھیں۔ ٹام اب اپنی بڑی بہن جین کے ساتھ رہتا۔ دونوں پیانو اور وائلن بجاتے اور ساتھ ساتھ گاتے۔ تنہائی کا رہا سہا احساس ڈبنے کار کی دوستی سے دور ہو گیا جو پڑوس میں ہی رہتا تھا اور جو ٹام کا ہم عمر بھی تھا اور ہم مذاق بھی۔ ٹام کو ضرورت تھی تو کسی ایسے ساتھی کی جس سے وہ اپنی سیر و سیاحت کرنے کی خواہش کا اظہار کر سکے۔ دوسرے

۱- دو دُنیائیں

دیشوں میں جانے اور سیر و سیاحت کرنے کی خواہش ٹام کے دل کی گہرائیوں میں مدت سے چھپی ہوئی تھی۔ اُس نے ڈبنے کو اپنا ہمراز بنالیا اور دل کی بات اُسے کہہ دی۔ وہ ڈبنے کو دریا کے دوسرے کنارے پر چھ سو فٹ اونچی ایک پہاڑی پر لے گیا۔ اطالوی زبان میں ایسی پہاڑی کو ماؤنٹی سیلو کہا جاتا ہے۔ یہ پہاڑی شاڈویل کی مخالف سمت پر دریا کے دوسرے کنارے پر واقع تھی۔ یہاں ٹام نے ڈبنے کو بتایا کہ سیر و سیاحت کے بعد اُس کی ایک زبردست خواہش یہ بھی ہے کہ وہ اس پہاڑی کی چوٹی پر ایک شاندار مکان تعمیر کرے۔ اس کے ساتھ ہی دونوں دوستوں نے حلف اٹھایا کہ دونوں میں سے جو بھی پہلے مر جائے دوسرا اُسے شاہ بلوط کے اُس درخت کے نیچے دفن کرے جو دونوں کو بہت محبوب تھا۔



فاکیہ نے جیفرسن کو اپنے محل میں ہر ہفتہ ہونے والی سنگیت سبھا میں شامل ہونے کی دعوت دی

۲- کالج کی تعلیم

ٹام جیفرسن کی عمر ابھی سترہ برس کی بھی نہیں ہوئی تھی کہ وہ ولیم اینڈ میری کالج میں داخل ہونے کے لئے ولیمز برگ چلا گیا۔ اِن نوآبادیوں میں دو اَور کالج بھی تھے۔ جیسے چیوزٹس میں ہارورڈ اَور کنکٹی کٹ میں ییل لیکن دکھنی علاقوں میں رہنے والے نیو انگلینڈ کی نسبت انگلینڈ جانا زیادہ پسند کرتے تھے۔

ٹام جیفرسن نے اب تک ولیمز برگ سے بڑا شہر نہیں دیکھا تھا۔ یہ اُن

۲- کالج کی تعلیم

دنوں ورجینیا کی راجدھانی تھی اور یہاں لکڑی کے دو سو سے زیادہ مکان تھے۔ کیونکہ پتھر اور اینٹ کے مکان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا کہ یہ صحت کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ شہر کے درمیان میں پون میل لمبا اور کافی چوڑا ایک بازار تھا۔ اس بازار کے ایک کنارے پر کالج تھا اور دوسرے کنارے پر راجدھانی کی سرکاری عمارتیں۔ ان دونوں کے درمیان ایک سکوئر یا محلہ تھا جہاں چرچ اور لوگوں کے کچھ مکانات تھے۔ جب ٹام جیفرسن ولیم اینڈ میری کالج میں داخل ہونے کے لئے ولیمز برگ گیا تو اس کے لئے یہ جگہ نئی نہیں تھی۔ اُس کا ایک چچا یہاں کا پریذیڈنٹ رہ چکا تھا اور ٹام نے اُس سے اس جگہ کے متعلق بہت کچھ سُن رکھا تھا۔

انڈین شہزادی پوکاہونٹاس کے دورہ کے بعد شاہ جیمز کو اپنی رعایا کو تعلیم دلانے میں دلچسپی ہو گئی تھی اور اس نے یہاں (ولیمز برگ میں) انڈین بچوں کے لئے ایک سکول کھولا تھا لیکن شاہ جیمز نے جن لوگوں کو سکول قائم کرنے کے لئے بھیجا تھا انڈین طلبا نے انہیں قتل کر دیا۔ کیونکہ در حقیقت انڈین تعلیم حاصل نہیں کرنا چاہتے تھے۔

۷۰ سال بعد سکول پھر قائم کیا گیا اور اب جبکہ ٹام جیفرسن ولیم اینڈ میری میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں پہنچا تو اس ایک سکول کے تین سکول بن گئے تھے۔ سب سے پُرانے انڈین سکول میں آجکل دو اُستاد اور آٹھ ریڈ سکن یعنی آدی واسی طلبا تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس سکول میں دن کے وقت ولیمز برگ سے بھی بچے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتے تھے۔ اس سے آگے ہائی

سکول تھا جسے لاطینی سکول کہتے تھے اور جس میں دو اُستاد لاطینی اور یونانی پڑھاتے تھے۔ اس سکول میں پندرہ سال کی عمر تک کے ودیارتھی پڑھتے تھے۔ اس کے بعد کالج تھا جس کے دو پروفیسر اور ایک پریذیڈنٹ تھا۔ ان تینوں سکولوں کے پڑھائی کے کمرے ایک ہی عمارت میں تھے۔

کالج میں داخل ہونے کے لئے ٹام کو پبلک امتحان دینا پڑا جس میں اس کی لیاقت دیکھ کر ماسٹروں نے اُسے تھرڈ یا جونئر ایر میں داخل کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ٹام نے تعلیم میں غیر معمولی دلچسپی لی اور کالج اُس کے لئے ایک ایسی جگہ تھی جہاں وہ اپنی دماغی قابلیت کے جوہر دکھا سکتا تھا۔ اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے نئے نئے وچاروں، اونچے آدرشوں، سائنس کے مسئلوں اور ان کے حلوں کو تلاش کرنا جنگلوں میں ریچھ کا شکار کرنے یا گھوڑ سواری کرنے سے بھی کہیں زیادہ خوش کن اور پُر جوش ہے۔

پڑھائی کے دوران میں ودیارتھیوں کو جو کچھ پڑھایا جاتا تھا وہ بہت خشک اور غیر دلچسپ ہوتا تھا اور اگر ٹام کو اپنے دو پروفیسروں میں سے ایک پروفیسر ڈاکٹر ولیم سمال کے قریب آنے کا موقع نہ ملتا تو ہو سکتا تھا کہ اُس کا شوق اور ولولے سرد پڑ جاتے۔ ٹام نے فلاسفی کا کورس لے رکھا تھا۔ دو میں سے ایک پروفیسر اُسے مارل فلاسفی (جس میں گرامر، کمپوزیشن اور شُستہ بول چال شامل تھی) لاجک (علم منطق) یعنی سوچنے کا ٹھیک ڈھنگ اور ایتھکس یعنی عمل اور اخلاق وغیرہ پڑھاتا تھا۔ دوسرا پروفیسر ڈاکٹر سمال ٹام

۲- کالج کی تعلیم

کو نیچورل فلاسفی پڑھاتا تھا جس میں حساب، سائنس اور خاص طور پر فزکس اور علم نجوم شامل تھے۔

جب پروفیسر سمال سکاٹ لینڈ سے آیا تو اُس نے نو آبادیوں میں کلاسوں کو پڑھانے کا نیا طریقہ رائج کیا۔ اس سے پہلے یہ طریقہ تھا کہ ودیارتھی اپنا سبق یاد کر لیتے تھے اور کلاس میں آکر سناتے تھے۔ ڈاکٹر سمال نے لیکچر دینے کا سلسلہ جاری کیا۔ وہ خود لیکچر دیتا اور ودیارتھی اسے خاموشی سے سُنتے۔ بعد میں وہ ودیارتھیوں سے کہتا کہ اب اُنہیں جو کچھ پوچھنا ہو پوچھیں۔ جلدی ہی ڈاکٹر سمال نے بھانپ لیا کہ اِن ودیارتھیوں میں ایک ایسا جوہر قابل بھی ہے جو اُس کے لیکچر کو ہمہ تن گوش ہو کر سُنتا ہے۔ اور پھر بڑے مدلّل اور معقول سوال پوچھتا ہے۔ یہ ہونہار ٹام جیفرسن تھا۔ ڈاکٹر سمال نے اسے اپنے قریب لانے کی کوشش کی اور اس کو سیر کے لئے اپنے ساتھ لے جاتا۔ جلدی ہی ٹام ڈاکٹر سمال کا روز کا ساتھی بن گیا۔ ٹام کے لئے نئی دنیا کے دروازے کھُل گئے کیونکہ پروفیسر سمال کی دوستی چارلس ڈارون کے دادا اور مشہور سائنسدان اریسمس ڈارون سے تھی۔ سٹیم انجن کے موجد جیمز واٹ بھی اُس کے دوست تھے۔ ٹام کو سمال کی بات چیت سے سائنس کے ان کرشموں کی ایک جھلک دیکھنے کا موقع ملا جن سے اُس کے دماغ میں آج کی دنیا کا پورا خاکہ کھنچ گیا۔

ورجینیا کے لیفٹیننٹ گورنر فرانسس فاکیہ کالج کے نزدیک ہی رہتے تھے۔ وہ اٹھارہویں صدی کے بہت ہوشیار آدمی تھے جو ہر چیز سے دلچسپی لیتے تھے اور ہر چیز جاننا چاہتے تھے۔ وہ بنک آف انگلینڈ کے ڈائرکٹر رہ

چکے تھے اور ٹیکس کے متعلق ایک کتاب بھی لکھ چکے تھے۔ انہیں فزکس میں خاص دلچسپی تھی اور انگلینڈ کی مشہور سائنٹفک اکیڈمی رائل سوسائٹی کے ممبر یا فیلو بھی تھے۔ موسیقی کا انہیں بڑا شوق تھا۔ پروفیسر سمال نے ٹام کا تعارف ان سے کرایا۔ دراصل فرانسس فاکیہ میں ہر وہ بات تھی جس کا ٹام مداح تھا اور ہر وہ خوبی تھی جسے ٹام اپنانا چاہتا تھا۔

فرانسس فاکیہ کو بھی ٹام سے مل کر اتنی ہی خوشی ہوئی جتنی کہ ٹام کو اُن سے مل کر ہوئی۔ جب فاکیہ کو معلوم ہُوا کہ ٹام وائلن بجا لیتا ہے تو انہوں نے ٹام کو اپنی سنگیت سبھا میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ یہ محفل ہفتہ میں ایک بار اُن کے محل میں ہوتی تھی۔ ٹام کو فاکیہ سے وہ تعلیم ملی جو پروفیسر سمال یا کسی بھی سکول سے حاصل نہیں کی جا سکتی تھی۔ انہوں نے اپنی لائبریری سے ٹام کو نہ صرف انگریزی اور فرانسیسی زبان کی کتابیں ہی دیں بلکہ وہ ٹام کے لئے ایک آدرش انسان بھی بن گئے۔ فاکیہ ٹام سے بہت محبت اور ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ اٹھارہویں صدی میں ڈرائینگ روم بھی بڑے کام کی چیز تھے اور یہاں حاضر جوابی اور آداب محفل کا مظاہرہ کیا جاتا تھا۔

پروفیسر سمال نے ٹام کو اپنے کالج کے دنوں کا ایک اور ساتھی بھی ملایا اور وہ تھا تیس سال کی عمر کا ایک ہونہار وکیل جارج وتھ جس نے اپنے آپ تعلیم حاصل کی اور اب ورجینیا کا لاطینی اور یونانی کا بہت بڑا عالم خیال کیا جاتا تھا۔ فاکیہ، سمال، وتھ اور جیفرسن ان چاروں دوستوں کی ایک چھوٹی سی کلب بن گئی اور وہ ہفتہ میں ایک بار گورنر کے محل پر رات کے کھانے

کے سلسلہ میں اکھٹے ہوتے تھے۔

ٹام نے کالج میں اپنے کئی ہم عمر دوست بھی بنائے۔ اُس کا پرانا شاڈویل کا دوست ڈبنے کار بھی ولیمز برگ آ گیا تھا۔ اس کے علاوہ ٹام کی ماں کے کئی رشتہ دار بھی یہاں رہتے تھے۔ مگر ان دوستوں میں اُس کا سب سے گہرا دوست جان پیج تھا جو بعد میں جیفرسن کی طرح ورجینیا کا گورنر بنا۔

کرسمس کی چھٹیوں پر گھر آتے ہوئے ٹام کرنل ناتھن ڈینڈرج کے باغ میں رُکا۔ میزبانوں میں جو شخص ٹام کی توجہ کا مرکز بنا وُہ پیٹرک ہنری تھا۔ دیہاتی زبان اَور بھدی شکل کے باوجود اُس کی شخصیت سب میں نمایاں اَور ممتاز نظر آتی تھی اَور وہ کافی ہر دلعزیز معلوم دیتا تھا۔ ٹام کو لمبے قد، چھریرے بدن اَور معمولی خد وخال کا یہ زرد رُو انسان بہت پسند آیا۔ اگر اس میں کوئی دلکش چیز تھی تو وہ تھیں اس کی گہری اَور بھوری آنکھیں۔

پیٹرک ہنری کرنل ڈینڈرج کا پڑوسی تھا۔ باپ سے ورثہ میں جو تھوڑی بہت پونجی ہاتھ لگی ہنری نے اس سے ایک سٹور خریدا تھا مگر وُہ چل نہ سکا۔ دو ہفتے تک ٹام جیفرسن کرنل ڈینڈرج کے پاس رہا۔ اس دوران میں ٹام اَور ہنری گہرے دوست بن گئے۔

۲۵۔ اپریل ۱۷۶۲ء کو ٹام جیفرسن نے ولیم اینڈ میری کالج سے ڈگری حاصل کر لی۔ اس وقت اُس کی عمر انیس سال کی تھی۔ لاطینی اَور یونانی میں تو اُسے عبور حاصل ہو گیا تھا اَور وُہ ان زبانوں کی مشکل سے مشکل کتابیں پڑھ سکتا تھا۔ اگرچہ وُہ فرانسیسی زبان اچھی طرح بول نہیں سکتا تھا مگر اُس نے

اس زبان کا مطالعہ بہت زیادہ کیا تھا۔ ٹام جیفرسن نے قسم کھا رکھی تھی کہ ان زبانوں کے علاوہ وہ ہسپانوی، جرمن، اٹلی اور امریکن انڈین زبانوں کو بھی سیکھے گا۔

ٹام جیفرسن کا قد چھ فٹ لمبا تھا۔ ابھی تو اسے اور دبلا پتلا اور دو انچ اور بھی لمبا ہونا تھا۔ اس کی ناک آگے کو اٹھی ہوئی تھی اور چہرے کی بناوٹ میں بھی کوئی دلکشی نہ تھی۔ مگر ہر شخص کو اس کی قابلیت کا لوہا ماننا ہی پڑتا تھا۔



جیفرسن شاہی گورنر کا دوست بن گیا۔ اُس نے گورنر کے ساتھ کئی بار
بحث مباحثے کئے۔ بعد میں وہ وکیل بن گیا۔

۳۔ وکالت کی تکمیل

اِس قدر علم اور ڈپلومہ حاصل کر لینے کے بعد ٹام جیفرسن نے اب اپنے لئے وکالت کا پیشہ پسند کیا اور اس کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اُن دنوں لاء (قانون) پڑھانے کے لئے کوئی باقاعدہ سکول نہ تھا اور وہ یار تھی کو ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے کسی وکیل کے ماتحت کام کرنا پڑتا تھا۔ کورٹ کے ہر اجلاس میں شامل ہونا پڑتا تھا۔ اپنے اُستاد کو مقدمے تیار کرنے میں مدد دینی پڑتی تھی اور پھر فرصت کے وقت میں لاء کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا۔ اگر کوئی

مشکل پیش آجاتی تو وہ دیا بھی اپنے اُستاد سے پوچھ لیتا تھا۔ اس طریقہ سے ایک کلرک کا کام کرنے اور ساتھ ہی تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ لاء کے اصولوں کو اچھی طرح سمجھ لیتا تھا اور عملی تجربہ بھی حاصل کر لیتا تھا۔ پھر اُسے لائیسنس حاصل کرنے کے لئے ورجینیا کے وکیلوں کے بورڈ کے سامنے پیش ہونا پڑتا۔ ان منزلوں سے گزر کر لائیسنس حاصل کرنے کے بعد ہی وہ وکالت کا پیشہ اختیار کر سکتا تھا۔ ٹام کے دوست جارج وتھ نے اُسے اپنے دفتر میں رکھنے کی پیشکش کی۔

جیفرسن جیسے ذہین طالب علم کے لئے جس نے کالج کا چار سال کا کورس دو سال میں ختم کر لیا تھا ایک یا دو سال میں لاء کا امتحان دینا کوئی مشکل بات نہ تھی۔ اُس کے دوست پیٹرک ہنری نے چھ ماہ میں یہ کام کر لیا تھا مگر ہنری کی بات اور تھی۔ ٹام کی طرح اُس وقت اُس کے دل میں تحصیل علم کی اس قدر خواہش نہیں تھی اور نہ ہی اس قدر اونچے آدرش تھے۔ ٹام کی خواہش کی تسکین صرف کسی خاص قانون یا لاء کو جاننے سے نہیں ہو سکتی تھی وُہ تو اس کی تاریخ جاننا چاہتا تھا کہ یہ لاء کہاں سے آیا۔ رومن سے، فرانس سے یا اینگلو سیگسن سے۔ کیا اسے ویسے ہی رکھا جائے یا اس میں تبدیلی کی ضرورت ہے؟ کیا اس لاء سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے یا اُن کی سرگرمیوں میں اس سے رکاوٹ پڑتی ہے؟

اپنے پسندیدہ پیشہ (لاء) کے ان تمام پہلوؤں کو سمجھنے کے لئے ہی اُنیس سال کے اس نوجوان نے فیصلہ کیا تھا کہ ابھی کم از کم پانچ سال تک وُہ

لالٹینس کے لئے درخواست نہیں بھیجے گا۔ ٹام کے مکمل وکیل بننے سے بہت عرصہ پہلے اُس کے بچپن کے ساتھی ڈبنے کار نے وکالت شروع کر دی تھی۔ مگر ٹام کتابوں میں کھویا رہا۔ وہ تو یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ اُس یونیورسٹی کی جس کا وہ اکیلا ہی طالب علم تھا اور جس کے پروفیسر وہ تمام قابل ہستیاں تھیں جنہوں نے قدیم یونان اور رومن کے وقت سے لیکر اس وقت تک بڑی بڑی کتابیں لکھی تھیں۔ دوسرے لفظوں میں ٹام اپنے علم کی تکمیل کسی پروفیسر سے نہیں بلکہ کتابوں کے ذریعہ کر رہا تھا۔ ان سے اُس نے لاء کے علاوہ بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ ایک بار جیفرسن کے ایک دوست نے اُسے کہا کہ لاء کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے پڑھائی کا کوئی پروگرام بنا دو۔ اس پر جیفرسن نے اُسے وہ پروگرام دیا جو اس نے اپنے لئے بنایا تھا۔ یہ پروگرام واقعی بہت حوصلہ شکن تھا۔ پروگرام تھا:-

صبح آٹھ بجے تک ان مضامین کا مطالعہ:-

اگریکلچر (کھیتی باڑی)	باٹونی (پودوں وغیرہ کا علم)
کیمسٹری (کیمیا گری)	ایتھکس اور نیچورل ریلیجن (اخلاقیات)
اناٹومی (جسمانی ساخت کا علم)	ریلیجن (مذہب)
زوالوجی (علم حیوانات)	نیچورل لاء (قدرت کے قانون)

آٹھ سے بارہ بجے تک لاء کا مطالعہ۔

بارہ سے ایک بجے تک سیاسیات کا مطالعہ۔

بعد دوپہر کو ہسٹری کا مطالعہ۔

قدیم ہسٹری

ماڈرن ہسٹری

انگلش ہسٹری

امریکن ہسٹری

شام سے سونے تک

لٹریچر اور شاعری کا مطالعہ خاص طور پر شیکسپئر کا

تنقید

زباندانی

فن تقریر

ان تمام پروگراموں کے بعد جیفرسن وائلن بجانے کے لئے کہاں سے وقت نکالتا تھا؟ وہ اس لئے کہ ٹام جب کالج میں تھا اور اس کے بعد بھی کئی سال تک وہ ہر روز تین گھنٹہ تک وائلن بجاتا تھا اور یہ بھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ وہ ان پروگراموں کے ساتھ ساتھ اپنی جاگیر کا کام بھی چلاتا تھا اور اس کی دیکھ بھال بھی خود کرتا تھا۔ وہ کئی نوٹ بکیں رکھتا تھا۔ روز گھوڑے کی سواری کرتا تھا۔ اپنے دوستوں اور خاص طور پر فاکیہ کے حلقہ احباب میں آنا جانا تھا اور کبھی کبھی بال روم کے ناچ میں بھی شریک ہوتا تھا۔ لا ایک ایسا علم ہے کہ اسے پڑھتے ہوئے انسان کسی اور کام کے لئے وقت نکال ہی نہیں سکتا۔ "اولڈ کوک" کتاب کا مطالعہ کرنے سے ایک بالکل نئی زبان پڑھنی پڑتی تھی۔ اس کے ایک باب کو سمجھنے میں ایک ذہین طالب علم کو بھی کم از کم ایک

چاہیئے۔ ٹام نے جب اس کتاب کو ختم کیا تو اُسے ایسا محسوس ہُوا کہ اسکا ذہن ابھی قانونی واقفیت سے تشنہ ہے۔ مگر اُس نے اپنا مطالعہ جاری رکھا اور نارمن کے حملہ سے پہلے شاہ ایلفرڈ اعظم کے عہد میں انگلینڈ کے پرانے قانونوں کی چھان بین میں لگا رہا۔

اپنی اکیسویں سالگرہ کے دن پہلا کام جو ٹام جیفرسن نے کیا وہ یہ تھا کہ دریائے ریوانہ کو ایک کارآمد اور مفید دریا میں بدل دیا۔ یہ دریا جیفرسن کی زمین کے پاس سے ہی گزرتا تھا اور اگرچہ یہ کافی گہرا تھا مگر کئی ایک رکاوٹوں کے باعث کسان لوگ اس کے ذریعہ اپنی پیداوار کو نچلے علاقوں میں نہیں لے جا سکتے تھے۔ جیفرسن نے "ہاؤس آف برگسز" میں ایک درخواست بھیجی اور آخر اس دریا کو جہاز رانی کے قابل بنا کر ہی دم لیا۔ جیفرسن نے عوام کی خدمت کے لیئے یہ پہلا کام کیا تھا اور اُسے اس پر بجا طور پر فخر تھا۔

سردی کے دنوں میں جیفرسن کو اپنے اُستاد مسٹر وتھ سے صلاح مشورہ کرنے، کورٹ میں اور اسمبلی کے اجلاس میں حاضر ہونے اور اپنی لائبریری کی کتابیں اکٹھی کرنے کی غرض سے اکثر ولیمز برگ آنا پڑتا تھا۔ اس دوران میں وہ اپنے پرانے دوستوں سے بھی ملتا تھا اگرچہ اُس کا پروفیسر ڈاکٹر سمال اب واپس انگلستان چلا گیا تھا۔

اپنی عمر کا بائیسواں سال جیفرسن نے زیادہ تر شاڈویل میں گزارا جہاں وہ مطالعہ کرنے اور وائلن بجانے میں مصروف رہتا۔ ۱۷۶۵ء کا یہ سال جیفرسن کے کنبہ کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ٹام کے بچپن کے ساتھی ڈبنے کار کی شادی

ٹام کی بہن مارتھا سے ہو گئی۔ شادی کے دو ماہ بعد ٹام کی بڑی بہن جین کا انتقال ہو گیا۔ ٹام کو جین سے بہت زیادہ محبت تھی۔ وہ اپنی زندگی کا ہر منصوبہ اور ہر ارادہ اُسے بتایا کرتا تھا۔ اب ٹام شاڈویل میں اکیلا رہ گیا تھا۔

آخر اُس کی پانچ سال کی میعاد پوری ہو گئی۔ اب وُہ اپنے آپ کو ایک کامل وکیل سمجھنے لگا تھا۔ اُس نے اپنا امتحان پاس کیا اور ۱۷۶۷ء میں جب اُس کی عمر چوبیس سال کی تھی تو وُہ بار کا ممبر بن گیا۔



اعلان آزادی جیفرسن کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔ وہ بڑے سیاسی مدبر، عالم، کسان، معمار اور سنگیت کار تھے۔

۴۔ ورجینیا کی قانون ساز اسمبلی

جب پہلے پہل پیٹرک ہنری سے تھامس جیفرسن کا تعارف کرایا گیا تو اُنہیں بتایا گیا تھا کہ ہنری لا پڑھنے کے لئے ولیمز برگ جا رہا ہے۔ ٹام کا خیال تھا کہ اُن کا نیا دوست ہنری کئی سالوں کی محنت کا سلسلہ شروع کر رہا ہے مگر ہنری اپنی جوانی کتابوں میں کھونا نہیں چاہتا تھا۔ جب پیٹرک ہنری ولیمز برگ پہنچا تو اس نے لا کی کچھ کتابوں کی ورق گردانی کی اور چھ ماہ کے بعد ہی امتحان کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ اُسے لائسنس حاصل کرنے کے لئے کسی بھی

وقت امتحان دینے کا حق تھا کیونکہ شرط یہ تھی کہ وہ بار کے تین ممبروں کو اس بات کے لئے رضامند کرلے۔

یہ تین وکیل جو ہنری نے اپنے ممتحن کے طور پر رضامند کئے تھے جیفرسن کے دوست اور استاد جارج وتھ اور جیفرسن کے رشتہ دار پیٹن رینڈلف اور جان رینڈلف تھے۔ ان تینوں نے ہنری سے لاء کے متعلق سوال کئے تو انہیں معلوم ہوا کہ ہنری لاء سے قطعاً بے بہرہ ہے۔ وتھ کو اس سے بڑا صدمہ ہوا اور وہ ایک ایسے شخص کو لائیسنس دلانے کی سفارش کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھا جو قانون سے بالکل بے بہرہ ہو۔ مگر دوسرے دو وکیل ہنری کے مداح ہو گئے تھے اور انہوں نے بھانپ لیا تھا کہ اس کا باتیں کرنے کا مؤثر انداز اور لب و لہجہ ججوں کو بھی اُن کی طرح مسحور کرلے گا۔ انہوں نے اس شرط پر دستخط کرنے اور تیسرے وکیل سے بھی دستخط کرا دینے کی رضامندی ظاہر کی اگر ہنری اس بات کا وعدہ کرے کہ وہ گھر چلا جائے گا اور لاء کی کتابوں کا خوب مطالعہ کرے گا۔ ہنری نے وعدہ تو کرلیا مگر اسے پورا نہ کیا۔ اس نے ٹام سے کچھ کتابیں پڑھنے کے لئے لیں مگر جب وہ شکار سے لوٹا تو کتابیں جوں کی توں واپس کردیں۔ آخر پیٹن رینڈلف نے جس جوہر کی چمک پیٹرک ہنری میں دیکھی تھی وہ آہستہ آہستہ ظاہر ہونے لگا۔ ہنری جو کچھ لاء کی کتابوں سے حاصل نہ کرسکا تھا اس نے تجربہ سے حاصل کرلیا۔ اس کی تقریروں میں وہ اثر تھا کہ پتھر بھی پانی ہو جاتا تھا۔ ۱۷۶۵ء میں ہنری نے "ہاؤس آف برگسز" کا چناؤ جیت لیا۔ یہ بہت نازک وقت تھا اور اسی لئے ہنری نے محسوس کیا کہ اب ورجینیا کی قانون ساز اسمبلی میں جانے کی ضرورت ہے

یہ وہ وقت تھا جب سٹیمپ ایکٹ کے خلاف لوگوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑ رہی تھی۔

۱۷۶۳ء میں فرانسیسیوں اور انڈین کی جنگوں میں انگلینڈ اور اس کی نوآبادیوں کو فتح ہوئی تھی۔ مگر اس سے برطانوی سلطنت کھوکھلی ہو گئی تھی۔ اور ٹیکسوں کے بوجھ تلے دب رہی تھی۔ انگریزوں نے سوچا کہ کیوں نہ اخراجات کا کچھ حصہ امریکی نوآبادیوں سے وصول کیا جائے۔ اس بنا پر انہوں نے کہا کہ اس فتح سے امریکی نوآبادیوں کو بھی برابر کا فائدہ ہوا ہے۔ اس لئے برطانوی پارلیمنٹ نے ایک قانون پاس کر دیا جس کی رو سے تمام قسم کے دستاویزوں پر چاہے وہ قانونی ہوں یا تجارتی ٹیکس لگا دیا گیا۔ جب پیٹرک ہنری ہاؤس آف برگسز کے اجلاس میں شریک ہونے کے لئے ولیمز برگ گیا تو تمام نوآبادی اس قانون کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے تیار تھی مگر اسے کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی۔ غم و غصہ تو موجود تھا مگر رہنمائی کرنے کے لئے کوئی تیار نہ تھا۔ ہنری بالکل نیا ممبر تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کوئی لیڈر یا تجربہ کار آدمی عوام کی اس تحریک کی رہنمائی کرے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ آخر جب ہاؤس کے اجلاس کے ختم ہونے میں ابھی دو دن باقی تھے تو ہنری نے "اولڈ کوک" سے ایک سفید کاغذ پھاڑ کر کچھ ریزولیوشن لکھے۔ وہ چاہتا تھا کہ ہاؤس آف برگسز انہیں پاس کر دے۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ریزولیوشنوں کی عبارت پڑھنے کے بعد اپنی تقریر شروع کر دی۔

ان دنوں دیکھنے والوں کے لئے گیلری نہیں ہوتی تھی اس لئے لوگوں کا ہجوم ہاؤس کے دروازوں پر جمع تھا۔ ان میں لاء کے طالب علم تھامس جیفرسن

بھی تھے۔ انہوں نے بڑے شوق اور دلچسپی سے اپنے دوست ہنری کو اپنی جگہ پر کھڑے ہوتے دیکھا اور اُن ریزولیوشنوں کو سُنا جو اُس نے برطانوی قانون کے خلاف پیش کئے تھے۔ انہوں نے ہنری کو تقریر کا آغاز کرتے وقت دیکھا اُس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی اور ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اپنے پھٹے پرانے کپڑوں کے احساس تلے دب گیا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اُس کی تقریر میں غضب کی روانی پیدا ہو گئی اور دوسرے سُننے والوں کی طرح ٹام نے بھی ایسے محسوس کیا جیسے وہ ہنری کی تقریر کے طوفان میں بہے جا رہے ہیں۔ ہنری نے سٹیمپ ایکٹ پر کڑی نکتہ چینی کی اور گرج کر کہا کہ "سیزر کا خاتمہ بروٹس کے ہاتھوں ہوا۔ چارلس اوّل کا کرامویل کے ہاتھوں اور اب جارج سوم ....

"بغاوت" ہاؤس کے چیرمین نے چلاّ کر کہا اور ہاؤس میں کئی طرفوں سے "بغاوت"۔ "بغاوت" کی صدا گونجنے لگی۔ مگر ہنری میں پل بھر کے لئے بھی لرزش نہ آئی حالانکہ جیفرسن گھبرا گئے تھے۔ ہنری نے اپنا سر اونچا اٹھایا اور اس طرح اپنے جملے کو پورا کیا

"......اب جارج سوم کو ان مثالوں سے سبق لینا چاہیئے اور اگر یہ بغاوت ہے تو اس کا زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیئے"۔

بہت شور و غل کے بعد یہ ریزولیوشن پاس ہو گئے۔ ان ریزولیوشنوں میں شاہ اِنگلستان کو بتایا گیا تھا کہ انگریزوں کی حیثیت سے نو آبادیوں میں رہنے والوں کے بھی کچھ حقوق ہیں جو وہ کبھی بھی چھوڑنے کے لئے تیار نہیں

اُن حقوق میں سے ایک یہ ہے کہ اُن کے اپنے نمائندے ہی اُن پر ٹیکس لگا سکتے ہیں اور وہ صرف وہی ٹیکس ادا کریں گے جو اُن کے نمائندوں نے اُن پر لگائے ہیں۔

آخری ریزولیوشن اس قدر باغیانہ تھا کہ صرف ایک ووٹ کی اکثریت سے پاس ہوا۔

پیٹرک ہنری کو زیادہ تفصیل میں جانا گوارا نہیں تھا۔ اس لئے وہ یہ سوچ کر کہ اُس کا کام ختم ہو گیا ہے گھوڑے پر بیٹھ کر واپس گھر کو روانہ ہو گیا۔ مگر کئی ڈرپوک برگسز (ہاؤس کے ممبر) اس کوشش میں تھے کہ ہنری کے اُس کئے کرائے پر پانی پھیر دیں جو محض اس کی جادو بھری زبان کا نتیجہ تھا۔

دوسرے دن جب ابھی ہاؤس کے اجلاس کی گھنٹی نہیں بجی تھی اور ٹام ہاؤس میں ٹہل رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ اُن کا چچا کرنل پیٹر رینڈلف اور ایک ٹوری ممبر کلرک کی میز پر اُتھل پتھل کر رہے ہیں۔ وُہ کسی ایسے پرانے کیس کی تلاش کر رہے تھے جس میں ہاؤس نے اپنے ہی کئے گئے فیصلہ کو ریکارڈ سے نکال دیا تھا۔ اُس دن ہنری اجلاس میں شریک نہیں تھا۔ ہاؤس نے ہنری کے آخری ریزولیوشن کو ریکارڈ سے نکال دینے کا فیصلہ کر لیا۔

مگر اُن کی تمام کوششیں رائگاں گئیں۔ ہنری کی باغیانہ تقریر سارے ورجینیا اور دوسری تمام نوآبادیوں میں پھیل گئی تھی۔ ٹام جیفرسن نے بھی بہت سے دوسرے لوگوں کے ساتھ اس تقریر کو سُنا تھا۔ اُن کے دماغ میں بھی طرح طرح کے ولولے بلند ہونے لگے مگر وُہ پیٹرک ہنری سے بہت آگے نکل آئے تھے۔

ہنری صرف جارج سوم کے خلاف بغاوت کر رہا تھا مگر جیفرسن سوچتے تھے کہ صرف یہی کیوں؟ کیوں نہ تمام شاہوں کے خلاف بغاوت کی جائے؟ صرف ٹیکس کے خلاف ہی کیوں آواز اُٹھائی جائے، کیوں نہ تمام مظالم کو ختم کیا جائے اور صرف انگریز ہونے کی حیثیت سے ہی حق کیوں مانگے جائیں، کیوں نہ وہ امریکن بلکہ انسان ہونے کی حیثیت سے آزادی کے زیادہ حقدار سمجھے جائیں؟

مگر ان جذبات کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ابھی جیفرسن کو کئی سالوں کے تجربے اور تعلیم کی ضرورت تھی۔ سٹیمپ ایکٹ کے خلاف تقریر سُننے کے دو سال بعد اُس نے وکالت کا امتحان دیا اور وکیل بنا اور اس کے بھی دو سال بعد یعنی ۱۷۶۹ء میں جیفرسن نے سیاسیات میں قدم رکھا۔

جس سال جیفرسن کو وکالت کرنے کا اختیار ملا اُسی سال گورنر فاکیبہ کا انتقال ہو گیا۔ فاکیبہ کی موت کے دوسرے سال شاہ انگلستان نے لارڈ بوٹی ٹورٹ کو ورجینیا کا گورنر بنا کر بھیجا۔ نئے گورنر کے آنے پر "ہاؤس آف برگسز" کے چناؤ بھی پھر سے کرائے گئے۔

گزشتہ دو سال سے ٹام جیفرسن وکالت کر رہے تھے۔ مگر صرف وکالت ہی اُن کی قوتوں اور قابلیت کو صرف کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔ اُنہوں نے یونانی اور لاطینی زبان کی کتابوں سے دیش بھگتی اور خدمت خلق کے اُدیش بھی سیکھ لئے تھے۔ اُن کے اس جذبہ کی تسکین صرف قانون کی زد میں آئے ہوئے لوگوں کی مدد کرنے سے ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے انہوں نے ہاؤس آف برگسز کی ایک نشست کے لئے امیدوار کھڑے ہونیکا ارادہ کر لیا۔

ورجینیا کی قانون ساز اسمبلی

اُن دنوں چناؤ لڑنا فرصت کا کام تھا اور امید وار کو ایک خاص طریقہ پر چلنا ہوتا تھا۔ جیفرسن کو بھی اس طریقہ کے ماتحت اپنی کاؤنٹی ایلبے مارل میں ہر ووٹر سے ملنا پڑا اور اسے ووٹ دینے کی درخواست کرنی پڑی۔ اُن دنوں ووٹر اس امید وار کو ووٹ ہی نہیں دیتے تھے جو انہیں ذاتی طور پر نہیں ملتا تھا اور ووٹ نہیں مانگتا تھا۔ چناؤ کے تین دن جیفرسن نے ووٹروں کے لئے کھانے پینے کا خوب انتظام کیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتے تو انہیں کنجوس خیال کیا جاتا اور شاید یہ سمجھا جاتا کہ وہ ایک اچھے برگسز (ہاؤس کے ممبر) ہی نہیں بن سکتے۔ تین دن تک چناؤ ہوتا رہا۔ آخر ٹام جیفرسن کامیاب ہو گئے۔ اُن دنوں پوشیدہ طور پر ووٹ ڈالنے کا طریقہ رائج نہیں تھا۔ اس لئے اپنے ووٹروں کی تین دن تک خاطر تواضع کرنے کے بعد وُہ بھی اپنے باپ پیٹر جیفرسن کی طرح ہاؤس کے ممبر چُن لئے گئے۔ اس وقت ٹام کی عمر چھبیس سال کی تھی۔

اسمبلی کے تیسرے دن کے اجلاس میں کئی ایک ریزولیوشن پاس کئے گئے جن میں بغیر نمائندگی کے ٹیکس لگانے اور اُن نو آباد کاروں پر جن کے خلاف بغاوت کا الزام تھا اپنے گھروں سے دُور لندن میں مقدمے چلانے کی پالیسی پر کڑی نکتہ چینی کی گئی۔ علاوہ ازیں ایک ریزولیوشن میں تمام تیرہ نو آبادیوں کے لوگوں سے اپیل کی گئی کہ وہ انگلستان کے خلاف اپنی رنجشوں کو دور کرنے کے لئے متحد ہو جائیں۔ یہ آخری ریزولیوشن بہت اہم تھا اور ممبروں نے اسے پاس کر کے انتہائی جرأت کا ثبوت دیا تھا۔

اس کے دو دن بعد شاہی گورنر نے ہاؤس کے ممبروں کو کونسل چیمبر میں

بلایا۔ ہاؤس کے سو ممبر کونسل چیمبر میں پہنچے اور گورنر کے ارد گرد اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔

گورنر نے شاہانہ رعب کے ساتھ کہا "مسٹر سپیکر اور ہاؤس آف برگسز کے معزز ممبران۔ میں نے آپ کے ریزولیوشنوں اور ارادوں کو سن لیا ہے۔ آپ نے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں ہاؤس کو توڑ دوں"۔

اس طرح "ہاؤس آف برگسز" توڑ دیا گیا اور باغیانہ عنصر کو سختی سے دبایا جانے لگا۔ تھامس جیفرسن صرف پانچ دن تک ہی ہاؤس کے ممبر رہ سکے۔ بعض ممبروں نے سوچا کہ اب باتیں بنانے کا وقت نہیں بلکہ عمل کا وقت آ گیا ہے۔ جیفرسن بھی ایک ایسی ہی پارٹی میں شامل ہو گئے جس نے انگلستان سے ٹکر لینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ہاؤس کے سابق برگسز (ممبروں) نے ایک حلف اٹھایا کہ جہاں تک ممکن ہو سکے اُس وقت تک انگریزی مال کا بائیکاٹ کر دیا جائے جب تک کہ انگلستان اپنی امریکی تجارت سے ہاتھ دھو کر یہ محسوس نہیں کرتا کہ نو آبادیات کو سختی سے نہیں دبایا جا سکتا۔

ورجینیا کے ان لوگوں نے برگسز (ممبروں) کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک عام شہری کی حیثیت سے دوسرے دن ایک ہوٹل ریلے ٹیورن کے اپالو روم میں ایک میٹنگ کی جس میں ہر شخص نے اس حلف نامے پر دستخط کئے۔ تھامس جیفرسن نے بھی اس پر دستخط کر دئے اور ایک نظر حلف نامہ کی عبارت کو دیکھا جس میں درج تھا:۔

"میں پہلے سے زیادہ محنت اور بچت کروں گا۔ امریکہ میں مالیہ اکٹھا کرنے کی غرض سے برطانوی پارلیمنٹ نے جن چیزوں پر ٹیکس لگا رکھا ہے حتے الامکان

اُن چیزوں کو نہیں خریدوں گا اور صرف کاروبار کے لئے ہی سستا کاغذ خریدوں گا جس کے بغیر کہ بن نہیں پڑتی۔ جب تک انگلینڈ ان ٹیکسوں اور قانونوں کو منسوخ نہیں کرتا۔ میں جہاں تک ممکن ہو سکا کوئی بھی مال برطانیہ سے یا برطانوی جہازوں پر نہیں منگواؤں گا اور آخر میں اپنی بھیڑوں کی حفاظت کروں گا تاکہ ہمیں برطانیہ سے منگوائی گئی اون استعمال نہ کرنی پڑے۔

ہاؤس کے ۱۰۸ سابق ممبروں میں سے ۸۵ نے اس حلف نامے پر دستخط کر دئے۔ جب نئے چناؤ ہوئے تو یہ ۸۵ ممبر دوبارہ ہاؤس کے ممبر چُن لئے گئے۔ گورنر اس مہذب اندولن سے بہت متاثر ہوا اور اُس نے برطانوی سرکار کو مشورہ دیا کہ وہ ورجینیا کے متعلق اپنی پالیسی میں نرمی اختیار کرے۔ اور اتفاق یہ ہوا کہ برطانیہ میں اُس وقت جو پارٹی برسراقتدار آئی وہ نوآبادیوں کو ناراض کرنے کے خلاف تھی۔ گورنر نے نئے ہاؤس کو بلایا اور ان سے وعدہ کیا کہ اُن کی نمائندگی کے بغیر ان پر کوئی مزید ٹیکس نہیں لگایا جائے گا۔ جیفرسن دوبارہ ہاؤس آف برگسز کے ممبر بن گئے اور اُس وقت تک ممبر رہے جب تک کہ ہاؤس کی میعاد پوری نہ ہوئی۔



جیفرسن نے اپنے لئے ایک مکان بنایا اور اُس خوبصورت لڑکی
سے شادی کرلی جو اُن کے سنگیت کی دلدادہ تھی۔

۵- شادی خانہ آبادی

جب بچپن میں ٹام جیفرسن شاڈویل کے سامنے دریا کے اُس پار ماؤنٹ سیلو کی چوٹی پر بیٹھ کر ڈبنے کار کے ساتھ کھیلا کرتے تھے تو وہ اکثر اس سے پہاڑی پر ایک شاندار مکان بنانے کی باتیں کیا کرتے تھے۔ مگر وہ صرف بچپن کی باتیں ہی نہیں تھیں بلکہ زندگی میں جب بھی اُنہیں فرصت کے کچھ لمحے مِلتے وُہ اپنے منصوبوں میں کھو جاتے۔ جُوں جُوں وہ جوان ہوتے گئے اُن کی اُمنگیں اور آرزوئیں بھی بڑھتی چلی گئیں۔

ہفتہ واری میٹنگوں میں فاکیہ، سمال اور ونھ کے ساتھ جن باتوں پر اکثر بحث ہوتی تھی اُن میں ایک یورپ میں عمارتوں کی خوبصورتی بھی شامل تھی۔ یہ سب لوگ فنِ عمارت کے متعلق بہت کم جانتے تھے۔ اس لئے وہ اکثر فنِ عمارت پر پالیڈیو کی مشہور کتاب کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ پالیڈیو سولھویں صدی کا فنِ عمارت کا ایک ماہر تھا جسے کلاسیکل رومن طرز کی عمارتوں سے گہری دلچسپی تھی۔ جس وقت ٹام نے پالیڈیو کی کتاب دیکھی وُہ مسحور ہو کر رہ گئے۔ اس میں یونان اور رومن طرز کی شاندار مگر سادہ عمارت کا ایسا نمونہ دِیا گیا تھا جسے ٹام پسند کرتے تھے۔ عمارت کی یہ قسم وقت اور کلچر دونوں کی مانگ کو پورا کر سکتی تھی۔

ٹام نے پالیڈیو کی کتاب کا اچھی طرح سے مطالعہ کیا۔ ڈرائنگ کی مشق کی اور خود ہی مکان کے لئے سینکڑوں خاکے کھینچ ڈالے۔ آخر جیفرسن نے اپنے مکان کا نقشہ تیار کر لیا اور اپنے نئے باغ کا منصوبہ تیار کرنا شروع کر دیا۔ ۱۷۷۰ء میں جب جیفرسن پہلی بار برگس دہاؤس کے ممبر بنے تھے اور اُس وقت مکان کی کاغذی منصوبہ بندی ہی ہو رہی تھی کہ ایک دن اُن کا ایک نوکر دوڑا دوڑا یہ خبر لایا کہ شاڈویل کو آگ لگ گئی ہے اور سوائے راکھ کے اب وہاں کچھ نہیں رہا۔ یہ خبر نوکر نے ٹام کو اس وقت دی جب وہ اپنی ماں کے ساتھ پڑوس میں گئے ہوئے تھے۔

اب ماؤنٹی سیلو پر مکان بنانے کو زیادہ عرصہ تک ملتوی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اُنہی گرمیوں میں ٹام نے مکان کا کام شروع کرا دیا۔ ٹام کی ماں

بہنیں اور بھائی اور سیسٹر کے مکان میں رہنے لگے اور ٹام خود پہاڑی پر ایک شیڈ میں رہنے لگے تاکہ کام کی نگرانی کر سکیں۔

اچانک جیفرسن میں ایک عجیب تبدیلی آ گئی۔ وُہ منصوبہ جو کئی سالوں سے اُن کے دماغ میں مکمل ہو رہا تھا اب وُہ اُس میں ذرا بھر کی دیر بھی برداشت کرنے کو تیار نہ تھے۔ وُہ چاہتے تھے کہ اُن کا مکان جلد مکمل ہو جائے۔ اُنہیں ایسا معلوم ہونے لگا کہ تعمیر کا کام بہت آہستہ ہو رہا ہے۔

جو خاکے انہوں نے پہاڑی کی چوٹی پر اکیلے بیٹھ کر یا کسی اُداس میخانہ میں بیٹھ کر کھینچے تھے انہیں بہت رومانی معلوم ہونے لگے۔ ان خاکوں سے سکول میں پڑھنے والے بچے کا لڑکپن تو جھلکتا تھا مگر وہ سنجیدگی نام کو بھی نہیں تھی جو ہاؤس آف برگسز کے ایک ممبر کے کام میں ہونی چاہیئے تھی۔ آخر یہ کیا تھا جس نے ایک ہونہار وکیل اور سیاستدان کو پالیڈیو کی کلاسیکل سادگی بھلا دینے پر مجبور کر دیا اور اُن کے تصوّر میں ایسے مکان گھومنے لگے جو صرف رومانی ناولوں میں ہی مل سکتے ہیں۔

چارلس سٹی کاؤنٹی میں ایک مشہور وکیل جان ویلز رہتا تھا۔ جیفرسن کو ولیمز برگ کی کورٹ میں کئی بار اُس سے ملنے کا موقع ملا۔ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ مسٹر ویلز نے جیفرسن کو "دی فارسٹ" میں آنے کی دعوت دی۔

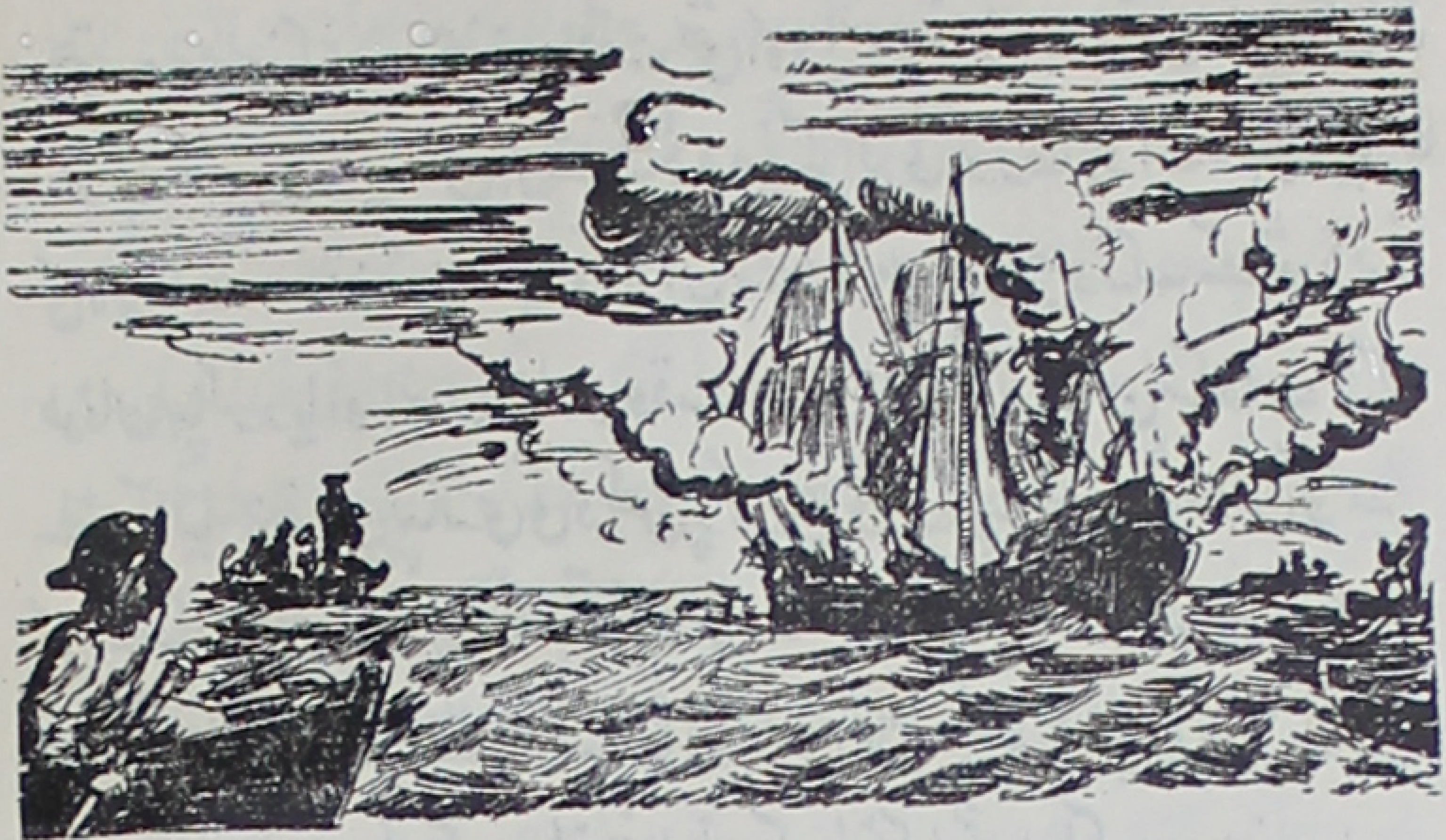
مسٹر ویلز کے ساتھ اُس کی لڑکی مسز مارتھا سکیلٹن رہتی تھی جو بیوہ تھی اور جس کی عمر تئیس (۲۳) سال تھی۔ مارتھا بہت خوبصورت اور دلکش

تھی۔ وہ میوزک سے بخوبی واقف تھی اور اسی غرض سے اُس نے سکھانے کے لئے مشہور ونیشین آرٹسٹ ڈومینیکو البرٹی کو رکھا ہوا تھا۔ جب جیفرسن کی مارتھا سے واقفیّت ہوئی تو اُن کے دل میں بھی میوزک کے شوق نے طوفان بپا کر دیا اور انہوں نے اسی وقت سینور البرٹی کو وائلن سکھانے کے لئے رکھ لیا۔ جیفرسن پہاڑی کی دکھن پُوربی چوٹی پر اپنے چھوٹے مکان کو تعمیر کرانے کے کام میں لگے ہوئے تھے اور بڑے مکان کی تعمیر کا کام ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ اُنہوں نے اسے روک دیا اور اپنی تمام دلچسپی فرنیچر کی طرف لگا دی۔

پہلے اُنہوں نے ایک ساز بنوانے کے لئے کہا مگر اچانک ہی اپنا ارادہ بدل دیا۔ اُنہوں نے ایک بڑی پیانو دیکھ لی تھی۔ اب وہ اسے لینا چاہتے تھے۔ جیفرسن جب بھی کوئی نئی اور بہتر چیز دیکھ لیتے وہ پرانی چیز کی بجائے اسے ترجیح دیتے اور ایک بار انہوں نے کہیں لکھ بھی دیا تھا کہ یہ تمام کام اس قابل ہونا چاہیئے کہ میری محبوبہ اسے پسند کرے۔

یہ بھید کھُل چکا تھا۔

۱۷۷۲ء کو نئے سال کے پہلے دن ہی مارتھا ویلز سکیلٹن اور تھامس جیفرسن ازدواجی رشتے میں بندھ گئے۔



گیپسی کے واقع کی وجہ سے غم و غصہ کا ایک طوفان بپا ہو گیا۔ یہ واقعہ جزیرہ رہوڈ میں ہوا تھا۔

۶۔ کیا امریکن لوگ انگریز ہیں؟

جیفرسن کا بہنوئی اور دوست ڈبنے کار لوئیز کاؤنٹی میں رہتا تھا اور وہیں وکالت کرتا تھا۔ ۱۷۷۳ء میں اُسے ہاؤس آف برگسز کا ممبر چُن لیا گیا۔ اگرچہ کار عمر میں پیٹرک ہنری سے سات سال چھوٹا تھا مگر تقریر کرنے میں وہ ہنری کے برابر کی ٹکر سمجھا جاتا تھا کیونکہ کئی بار ایسا ہوتا تھا کہ لوئیز کاؤنٹی کی عدالت میں دونوں کو ایک دوسرے کے خلاف بحث کرنی پڑتی تھی۔

اب سے آٹھ سال پہلے جس طرح پیٹرک ہنری گھوڑے پر سوار ہو کر

ولیمز برگ آیا کرتا تھا۔ اسی طرح "گیپسی" کے واقعہ پر ڈبنے کار بھی گھوڑے پر بیٹھ کر ولیمز برگ پہنچا۔ نو آبادیوں کے لوگوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑی ہوئی تھی۔ اس دفعہ برطانیہ نے پھر زبردستی سے کام لیا تھا۔ "گیپسی" کا واقع رہوڈ کے جزیرہ میں ہوا۔

ایک سال پہلے کی بات ہے کہ برطانیہ کا ایک "گیپسی" نامی جنگی جہاز نیوپورٹ اور پراویڈنس کے درمیان سمندری راستے پر گھات میں لگا رہتا تھا۔ اِن دونوں بندرگاہوں سے جو جہاز نکلتے تھے برطانوی کمانڈر سمندری ڈاکو کی طرح اچانک اُنہیں آگھیرتا تھا۔ دراصل وہ تجارت کے لئے چوری چھپے لیجانے والے مال کی تلاشی لیتا تھا۔ نو آبادیوں میں رہنے والے لوگوں کو کمانڈر سے کوئی ہمدردی نہیں تھی بلکہ رہوڈ جزیرہ کے رہنے والے برطانیہ کی اِس زبردستی سے پیچ و تاب کھا رہے تھے۔

تیرہ نو آبادیوں میں سے رہوڈ کا جزیرہ ہی ایسا تھا جو اپنا گورنر خود چُنتا تھا۔ گورنر نے "گیپسی" کے کمانڈر کی اِس حرکت پر احتجاج کیا اور کہا کہ جب تک کمانڈر کے پاس گورنر کا اجازت نامہ نہ ہو جہازوں کو روکنا اور اُن کی تلاشی لینا خلاف قانون ہی نہیں بلکہ ڈاکہ زنی بھی ہے۔

ایک دن ڈاک لے جانے والا جہاز نیوپورٹ سے پراویڈنس کی طرف روانہ ہوا۔ گیپسی کے کمانڈر کو اس امر کی کوئی اطلاع نہیں دی گئی تھی۔ کمانڈر نے ۲۳ میل تک ڈاک کے جہاز کا پیچھا کیا۔ آخر گیپسی ایک ریتلی چٹان میں دھنس گیا۔ ڈاک کے جہاز کے کپتان نے خوشی خوشی یہ واقعہ پراویڈنس میں بیان

کیا۔ مسٹر براؤن نے جو کہ شہر کا بہت بارسوخ تاجر تھا یہ واقعہ سُنا اور خوب مضحکہ اُڑایا۔ وہ جانتا تھا کہ تین بجے تک "گیسپی" چٹان میں سے نہیں نکل سکے گا۔ اُس نے آٹھ کشتیاں لیں۔ ہر ایک کی کمان سمندری کپتان کے حوالے کی اور اُنہیں اس جگہ بھیج دیا جہاں "گیسپی" دھنسا ہُوا تھا۔ انہوں نے جاکر جہازیوں اور دوسرے آدمیوں کو بچالیا اور "گیسپی" جہاز کو آگ لگادی۔ جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ شاہ انگلستان کا فرمان لے کر ایک کمشنر انگلینڈ سے پراویڈنس پہنچا۔ فرمان یہ تھا کہ گیسپی کو آگ لگانے میں جس کسی کا بھی ہاتھ ہے اور دونوں طرفوں کے گواہوں کو شاہ کے جہاز میں لندن لایا جائے جہاں اُن پر مقدمہ چلایا جائے گا۔ پراویڈنس کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ اُن آٹھ کشتیوں میں کون کون تھا۔ مگر سارے شہر میں کمشنر کو ایک بھی شخص ایسا نہ ملا جو اس واقعہ پر تھوڑی بہت روشنی ڈال سکے۔

جلدی ہی انگلستان کی پارلیمنٹ نے یہ قانون پاس کر دیا کہ اگر کسی نے اُن کے کسی ملاح کو یا اُن کی کسی کشتی وغیرہ کی کسی چیز کو ہاتھ لگایا تو وہ ایک بھاری جرم کا مرتکب ہوگا۔ جس کی سزا موت بھی ہو سکتی ہے۔ اور ایسے مجرموں کو مقدمہ چلانے کے لئے انگلستان لایا جائے گا۔ پارلیمنٹ نے اس بار پھر ایک بڑی غلطی کی تھی کیونکہ اس قانون کا تعلق تمام نوآبادیوں سے تھا جن میں ورجینیا بھی شامل تھی۔

ڈبنے کار اس بات میں جیفرسن سے متفق تھا کہ "گیسپی" کے واقعہ میں زیادہ بحث مباحثہ کا کچھ نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ ریلیے ٹیورن (ہوٹل) میں نجی طور پر پیٹرک ہنری اور دونوں بھائیوں

ہنری اور رچرڈ ایچ لی سے ملا جائے اور سوچا جائے کہ اب کیا ٹھوس قدم اُٹھانا چاہیئے۔

جب وہ اکٹھے ہوئے تو جیفرسن نے کہا کہ "اگر برطانیہ کسی ایک نو آبادی پر حملہ کرے تو اسے تمام نو آبادیوں پر حملہ خیال کیا جائے۔ لیکن تمام نو آبادیوں کے درمیان کوئی رسل و رسائل کا سلسلہ ہونا ضروری ہے تاکہ ایک نو آبادی یہ جان سکے کہ دوسری نو آبادی میں کیا ہو رہا ہے۔"

تینوں ساتھیوں کی منظوری سے جیفرسن نے تمام نو آبادیوں میں نامہ و پیغام بھیجنے والی مستقل کمیٹیوں کو قائم کرنے کے ریزولیوشن تیار کر لئے۔ سیموول ایڈمز نے یہی کام پہلے چیوژلس میں شروع کر رکھا تھا۔ اگر برطانیہ ان تمام نو آبادیوں سے ایک سا سلوک رکھنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اُن کو بھی برطانیہ سے نپٹنے کے لئے متحد ہو جانے کا طریقہ سیکھنا چاہیئے۔ ہاؤس کے اگلے اجلاس میں کار نے نامہ و پیغام بھیجنے والی کمیٹیوں کو قائم کرنے کا سمجھوتہ رکھا۔ ریزولیوشن پاس کر لئے گئے اور جیفرسن، کار، پیٹرک ہنری اور دوسرے ڈیلیگیٹوں کو مقرر کیا گیا کہ وہ دوسری نو آبادیوں کے ڈیلیگیٹوں سے مل کر بات چیت کریں۔

کار اپنی پہلی تقریر کی کامیابی سے اپنی بیوی کو آگاہ کرنے کے لئے گھر چلا گیا۔ وہاں سے وہ کسی قانونی کام کے سلسلہ میں شارلوٹسول روانہ ہو گیا۔ مشکل سے وہ ابھی وہاں پہنچا ہی ہو گا کہ اُسے بڑی شدت کا صفراوی بخار ہو گیا اور اس سے پہلے کہ اُسے گھر لے جایا جا سکے اُس کا دیہانت ہو گیا۔ اس

سے پیشتر کہ اس سانحہ کی خبر جیفرسن کو پہنچ سکے اُسے شاڈویل میں دفنا دیا گیا۔ کار اپنے پیچھے تین لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑ گیا تھا۔ جیفرسن اپنی بہن مارتھا کو اور بچوں کو اپنے ساتھ ماؤنٹی سیلو لے گئے۔ اُنہوں نے ڈبنے کی قبر کو وہاں سے ہٹا کر ماؤنٹی سیلو میں شاہ بلوط کے اس درخت کے نیچے بنوایا جہاں اب سے پندرہ سال پہلے اُنہوں نے فیصلہ کیا تھا۔ جیفرسن نے اپنا وعدہ پورا کر دیا تھا۔

اگرچہ ڈبنے کار مر چکا تھا مگر اُس کی تقریر نے اپنا کام کر دکھایا اور نامہ و پیغام بھیجنے والی کمیٹیوں کے متعلق جیفرسن کا پلان پورا ہو گیا تھا۔ پہلی بار اہم خبروں کے ساتھ جو نیم سنجیدہ اور نیم مزاحیہ خبر ان کمیٹیوں کے ذریعہ بھیجی گئی تھی وُہ بوسٹن کی چائے پارٹی کے متعلق تھی۔ یہ خبریں ایک شخص کے ہاتھ دُوسرے تک اور دُوسرے سے تیسرے تک کے پرانے طریقے سے جسے گریپ وائن سسٹم کہتے ہیں پہنچائی گئیں۔ جب ورجینیا کے جوشیلے نوجوانوں نے یہ سُنا کہ جہاز کی تمام انگریزی چائے کو بوسٹن کی بندرگاہ پر استعمال کر لیا گیا ہے تو ایک کہرام مچ گیا۔ لیکن جیفرسن جانتے تھے کہ حالات بہت جلد پلٹا کھائیں گے اور وہ اس کے لئے تیار ہو گئے۔

برطانیہ سے خبر پہنچی کہ ایک ایسا قانون بنا دیا گیا ہے جس کے ماتحت یکم جون ۱۷۷۴ء سے بوسٹن کی بندرگاہ کو بند کر دیا جائے گا اور اس بندرگاہ کے ذریعہ کوئی تجارت نہیں ہو سکے گی۔ اس قانون کو لاگو کرنے کے لئے برطانوی فوجی دستوں کو بھی بھیجا جا رہا ہے۔

اُس پُرانی پارٹی نے جس میں اب ڈبنے کار نہیں تھا جلدی میں

احتجاج کے نئے طریقوں پر غور کرنے کے لئے ایک میٹنگ بلائی۔ یاد رہے کہ یہ وہی پارٹی ہے جس نے نامہ و پیغام بھیجنے والی کمیٹیاں قائم کی تھیں۔ یہ پارٹی اُس طریق کار پر چلنا چاہتی تھی جو پیوری ٹن نے اختیار کیا تھا۔ دوسرے دن ہاؤس آف برگسز نے ایک بل پاس کیا جس میں یکم جون کو ورجینیا میں بھوک ہڑتال کرنے اور دعائیں مانگنے کا بل پاس کیا گیا۔ یہ فیصلہ انہوں نے پیوری ٹن کی تاریخ سے متاثر ہو کر اور ان کے اصولوں کے آدھار پر کیا تھا۔ جب یہ بل دستخط کے لئے شاہی گورنر کے سامنے رکھا گیا تو اُس نے فوراً ہی ہاؤس آف برگسز کو توڑ دیا۔ مگر ممبروں نے گھر جانے کی بجائے ایک کنونشن بلائی۔ ورجینیا کے چارٹر میں کسی کنونشن کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا تھا۔ اسلئے اگر کنونشن بلائی گئی تھی تو گورنر اس میں کوئی دخل اندازی نہیں کر سکتا تھا۔ اس کنونشن کا مقصد یہ تھا کہ کچھ ایسے ڈیلیگیٹ چُنے جائیں جو ہر سال دوسری نو آبادیوں کے لوگوں سے ملیں اور اس طرح سارے براعظم کی ایک کانٹی نینٹل کانگرس بنائی جائے۔ کانٹی نینٹل کانگرس کیونکہ خلاف قانون جماعت تھی اس لئے بادشاہ نے اسے منظور تو کیا کرنا تھا اُلٹا اس کے فیصلوں میں دخل اندازی شروع کر دی۔

ہر کاؤنٹی سے کنونشن کے لئے وہی شخص چنا گیا جسے ہاؤس آف برگسز کے لئے چنا گیا تھا۔ اور یہ بات تھی بھی قدرتی۔ جیفرسن کو البے مارل کی کاؤنٹی سے ڈیلیگیٹ چُنا گیا۔ جیفرسن جولائی کے آخر میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر کنونشن میں شامل ہونے کے لئے ولیمز برگ روانہ ہو گئے۔

راستے میں اُنہیں پیچش کی سخت تکلیف ہو گئی اور اس حالت میں

اُن کے لئے ناہموار راستوں پر گھوڑے کا سفر مشکل ہو گیا۔ وہ راستے میں ہی آرام کرنے پر مجبور ہو گئے اور مایوسی کی حالت میں بستر پر لیٹ گئے۔

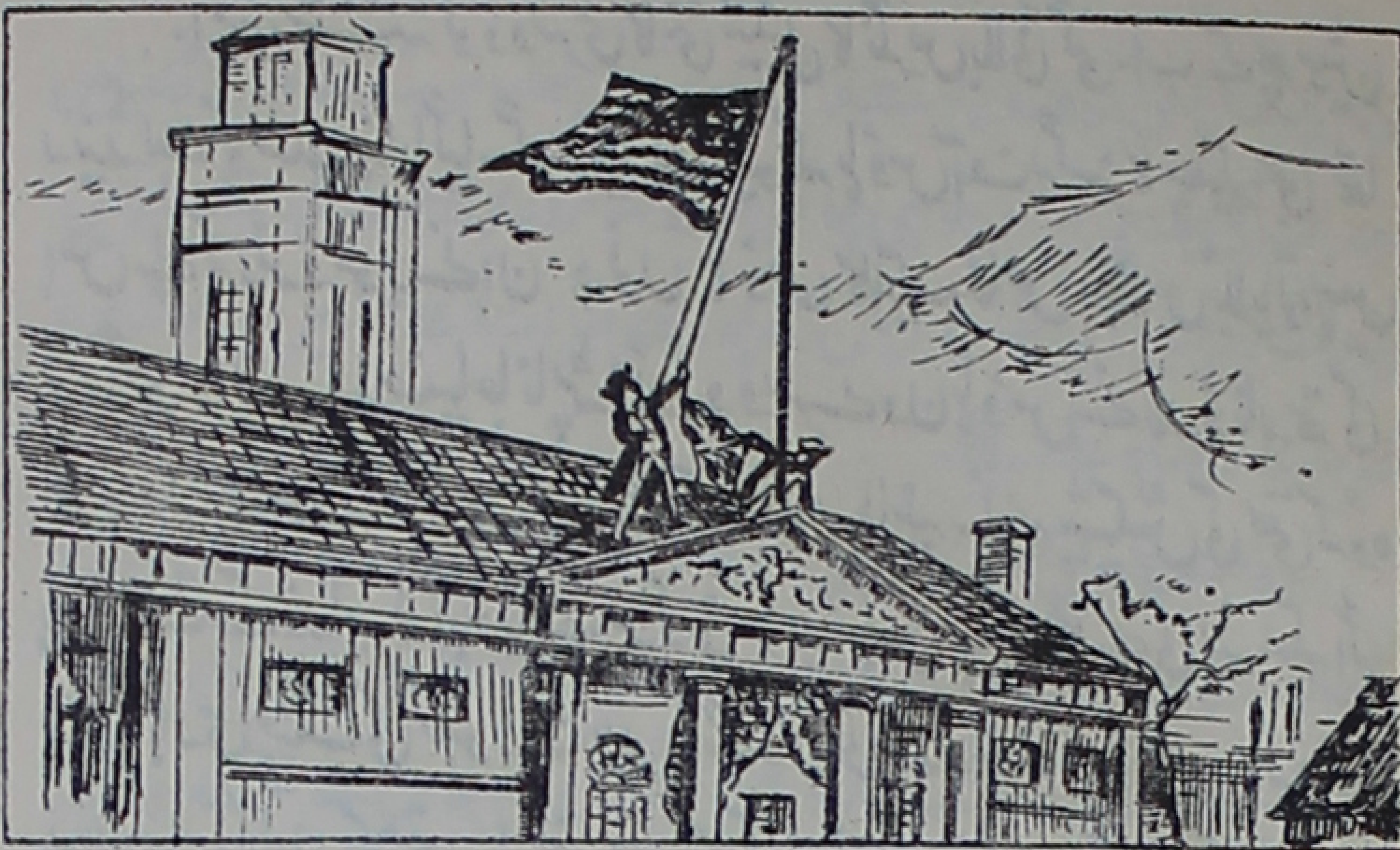
اُنہوں نے کچھ ریزولیوشنوں کا مسودہ تیار کر رکھا تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ اسے کنونشن میں پیش کریں گے مگر اب اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں تھا کہ ان ریزولیوشنوں کو ڈاک کے ذریعہ بھیج دیا جائے۔ وہ اب اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ ان ریزولیوشنوں پر زیادہ محنت نہیں کر سکتے تھے۔ خوش قسمتی سے ریزولیوشنوں کی دو کاپیاں تھیں۔ انہوں نے ایک پیٹرک ہنری کو اور دوسری اپنے رشتہ دار پیٹن رینڈلف کو جسے کنونشن کا صدر بنایا جانا تھا بھیج دی۔ ان ریزولیوشنوں میں اُن خیالات کا اظہار کیا گیا تھا جنہیں جیفرسن اپنی طالب علمی کے زمانہ سے سوچ رہے تھے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وہ اصل میں پیڈمانٹ کے باشندے تھے اور اپنے آپ کو کبھی انگریز نسل سے نہیں سمجھتے تھے۔ اُن کے باپ دادا نے انگلینڈ کو کبھی اپنی جنم بھومی نہیں چُنا تھا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ وہ وہاں پیدا ہوئے تھے اور جب وہ عمر میں قدرے سنبھل گئے تو ترک وطن کر کے پیڈمانٹ چلے گئے۔ درحقیقت وہ امریکہ میں آئے تھے کیونکہ وجہ کچھ بھی ہو اُنہیں انگلینڈ پسند نہیں تھا۔

اگرچہ انگلینڈ اور امریکہ کا بادشاہ ایک ہی تھا مگر یہ دونوں ایک دیش نہیں تھے۔ علاوہ ازیں نہ ہی انگلینڈ نے اور نہ ہی شاہ انگلستان نے اٹلانٹک کے پچھمی ساحل کا یہ نیا علاقہ خریدا تھا۔ نو آبادکاروں نے خود ہی ویران اور کم آبادی والے علاقوں میں زمین لے لی اور اپنی محنت سے اُسے کھیتی باڑی کے قابل بنالیا

یہ زمینیں ان آباد کاروں کی ملکیت تھیں اور ان پر کسی اور کا یا برطانیہ میں رہنے والے کسی شخص کا کوئی حق نہیں تھا۔ انگلستان کے قانون کے مطابق یہ تمام زمین بادشاہ کی ملکیت تھی اور اس نے اس زمین کو محض کام میں لانے کے لئے لوگوں کو بطور تحفہ عطا کر رکھا تھا۔ جیفرسن کی رائے اس کے بالکل برعکس تھی۔ اُن کا کہنا تھا کہ بادشاہ کو نو آبادیوں کے رہنے والوں نے اس لئے چن رکھا ہے کہ دیش کا نظم و نسق چلانے میں مدد ملے۔ اگر بادشاہ نو آبادیوں کے لوگوں کے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتا تو وہ آسانی سے کسی دوسری حکومت کو چن سکتے ہیں۔

جیفرسن نے اپنے ریزولیوشن میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ یہ تو صرف نارمن کی فتح کے بعد ایسا ہوا کہ بادشاہ کو رعایا کی تمام زمینوں کا مالک سمجھا گیا اور اسے یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنی خوشی کے مطابق انہیں کسی کو بھی دے سکتا ہے۔ پہلی کانٹی نینٹل کانگرس کے ڈیلیگیٹوں کے لئے یہ ریزولیوشن ہدایت کا کام دیتے تھے اور انہوں نے کنونشن کے کئی ممبروں پر بہت اثر کیا۔ مگر اُس وقت جیفرسن کے خیالوں کو ضرورت سے زیادہ بے باک بلکہ باغیانہ سمجھا گیا۔ کنونشن کے تمام ممبروں نے اس بات پر زور دیا کہ وہ سب انگریز ہیں اور انگریزوں جیسے حقوق رکھتے ہیں اس لئے اُن کی نمائندگی کے بغیر اُن پر ٹیکس نہیں لگایا جا سکتا۔ کنونشن نے کچھ بزدلانہ اور مختلف قسم کے ریزولیوشنوں کے حق میں ووٹ دئے اور ڈیلیگیٹوں کے ہاتھ انہیں کانٹی نینٹل کانگرس میں بھیج دیا جو فلاڈلفیا میں ہو رہی تھی۔

انگلینڈ میں جیفرسن کے ریز ولیوشنوں کو امریکہ کی پوزیشن کی بہترین تصویر سمجھا گیا۔ امریکہ کے ایجنٹ نے جو لندن میں ہاؤس آف برگسز کی نمائندگی کرتا تھا اِن ریز ولیوشنوں کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا جس کا نام تھا "برطانوی امریکہ کے حقوق کا جائزہ"۔ نو آباد کاروں کے حامی اور برطانیہ کے مشہور سیاست دان ایڈمنڈ برک نے اس پمفلٹ کو دیکھا اور اس میں کچھ رد و بدل کرنے کے بعد اُس نے اِسے اپنی تقریروں میں استعمال کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت برطانیہ نے جیفرسن کا نام اُن خطرناک لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا جنہیں باغی قرار دیا جاتا تھا۔ دونوں ایڈمز کے علاوہ جان ہن کاک، پیٹرک ہنری اور دوسرے چوٹی کے دیش بھگت بھی اس فہرست میں شامل کر لئے گئے۔



ولیمز برگ میں راج بھون سے برطانوی جھنڈا اُتار دیا گیا اور اُس کی جگہ تیرہ دھاریوں والا جھنڈا لہرا دیا گیا۔

۷ ـ اعلانِ آزادی

فلاڈلفیا میں کانٹی نینٹل کانگرس نے اُن طریقوں پر سوچ بچار کیا جن کے ذریعہ انگلستان کو مجبور کیا جا سکے کہ وُہ نو آباد کاروں کی مانگ کو سُنے۔ فیصلہ کیا گیا کہ اس مقصد کے لئے تجارتی حربہ کام میں لایا جائے۔ پہلا تو یہ کہ دسمبر ۱۷۷۴ء کے بعد تمام برطانوی مال کا بالکل بائیکاٹ کر دیا جائے اور کوئی مال برطانیہ سے نہ منگوایا جائے۔ اگر یہ حربہ کامیاب نہ ہو تو پھر نو آبادیات برطانیہ کو اپنا مال بھیجنے سے انکار کر دیں۔

۱۰ مئی ۱۷۷۵ء کو دوسری کانٹی نینٹل کانگریس بلائی گئی۔ اب کے پھر پیٹن رینڈلف کو صدر بنایا گیا۔ مگر رینڈلف کیونکہ ہاؤس آف برگسز کا سپیکر بھی تھا اس لئے گورنر ڈنمور نے ان دنوں ہاؤس کا ایک خاص اجلاس بُلایا تو انہیں فوراً ہی واپس ورجینیا جانا پڑا اور دوسرے دن ہاؤس نے لارڈ نارتھ کی تجویزوں پر غور کرنا شروع کر دیا۔ حکومت برطانیہ نے یہ پیشکش کی تھی کہ وہ پارلیمنٹ کے ذریعہ نوآبادیات پر کوئی مزید ٹیکس نہیں لگائے گی بشرطیکہ اگر ہر نوآبادی جنگ کی صورت میں انگلستان کی امداد کرنے کو تیار ہو۔ لارڈ ناتھ نے ان تمام نوآبادیوں کو متحد ماننے سے انکار کر دیا۔ اُس نے ہر نوآبادی کو علیحدہ علیحدہ سجھاؤ پیش کئے۔ علاوہ ازیں اُس نے (لارڈ نارتھ) اس بات پر بھی زور دیا کہ اگر کسی ایک نوآبادی میں کوئی بغاوت ہو تو دوسری نوآبادیاں اُسے دبانے میں برطانیہ کا ہاتھ بٹائیں اور آخر میں تمام نوآبادیاں ان طریقوں پر پابند رہیں جن کے ذریعہ نیو انگلینڈ کی تمام سمندری تجارت کو ختم کیا جا سکے۔ لارڈ نارتھ کی ان تجویزوں کا جواب بھیجنے کی بجائے ورجینیا کے ہاؤس نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کا جواب تیار کر کے پہلے کانگرس کے سامنے رکھا جائے تاکہ تمام نوآبادیاں یک زبان ہو کر اس پر اپنی رائے دے سکیں۔

پیٹن رینڈلف اور ہاؤس نے متفقہ طور پر یہ محسوس کیا کہ لارڈ نارتھ کی تجویزوں کا جواب تیار کرنے کے لئے صرف ایک ہی شخص موزوں ہے اور وہ ہیں تھامس جیفرسن جنہوں نے "برطانوی امریکہ کے حقوق کا جائزہ" نام کی کتاب بھی لکھی تھی۔ جیفرسن اب صرف ایک قابل قانون دان ہی نہیں تھے بلکہ

برطانیہ کے متعلق اُن کا رویہ بہت واضح اور مستقل تھا۔ اس کے علاوہ فلاڈلفیا میں رینڈلف کی جگہ پر جیفرسن کو ہی چُنا گیا تھا کیونکہ ضروری کاموں کے سلسلہ میں رینڈلف ورجینیا آ گیا تھا۔ جیفرسن کے کچھ اپنے خیالات تھے جنہیں وہ کانگرس کے سامنے رکھنا چاہتے تھے۔

دوسری کانٹی نینٹل کانگرس میں جس کا اجلاس گزشتہ چھ ہفتوں سے ہو رہا تھا۔ بہت سے جوشیلے لوگ اکٹھے ہوئے تھے اور سرکاری طور پر یا غیر سرکاری طور پر انگلستان کے ساتھ جنگ جاری تھی۔ کانگرس کے اجلاس سے تھوڑا عرصہ پہلے لیکسنگٹن (میسے چیوزٹس) میں برطانیہ کی باقاعدہ فوجوں اور کسانوں کے درمیان لڑائی ہوئی اور جس دن دوسری کانگرس کا اجلاس شروع ہوا اُسی دن ایتھن ایلن نے گرین ماؤنٹین کے جوانوں کی رہنمائی کی اور ٹائیکونڈروگا کے قلعہ پر حملہ کر کے اُس پر قبضہ کر لیا۔ جون کے مہینے میں بنکر ہل (میسے چیوزٹس) کے مقام پر بھی برطانوی دستوں اور بارہ ہزار امریکیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ لڑائی کے لیے ان امریکیوں کو مقامی کمیٹی آف سیفٹی (حفاظتی کمیٹی) نے بلایا تھا۔

جیفرسن کے ساتھ ورجینیا کے دوسرے ڈیلیگیٹ، ورجینیا کی فوج کے ہیڈ کرنل جارج واشنگٹن بیٹھے ہوئے تھے۔ جارج واشنگٹن نے وردی پہن کر اجلاس میں شمولیت کی۔ جب کانگرس نے انگلستان کے خلاف بغاوت کرنے کا فیصلہ کر لیا تو کانٹی نینٹل فوجوں کا کمانڈر انچیف کرنل جارج واشنگٹن کو بنا دیا گیا۔

جیفرسن کی کتاب "برطانوی امریکہ کے حقوق کا جائزہ" جس وقت لکھی گئی

تھی تو اُس وقت یہ بہت باغیانہ قسم کی کتاب سمجھی جاتی تھی مگر اب یہ حالات پر بالکل پوری اُترتی تھی۔ یہ کچھ حیران کن بات نہیں تھی کہ پانچ دنوں کے اندر ہی جیفرسن کو ایک بہت اہم اور نازک کام سونپ دیا گیا۔ اُنہیں اور جان ڈکنسن کو اس بات پر ایک ایڈریس تیار کرنے کو کہا گیا تھا کہ ہمارے ہتھیار سنبھالنے کی وجہ کیا ہے؟ آخر کار کانگرس نے یہ مان لیا تھا کہ طاقت کا مقابلہ طاقت سے ہی کیا جائے گا۔ جیفرسن کی طرح جان ڈکنسن بھی ایک اعلیٰ درجہ کا وکیل تھا مگر اس کے علاوہ کمیٹی کے اِن دونوں ممبروں کی کوئی بات بھی ایک جیسی نہیں تھی۔ ڈکنسن بہت محتاط اور قدامت پسند تھا۔ جب اُس نے جیفرسن کے ایڈریس کا پہلا مسودہ دیکھا تو وہ غصہ سے دیوانہ ہو گیا —— نہیں صاحب نہیں، مَیں اس کی کبھی اجازت نہیں دے سکتا۔ آخر کیوں ورجینیا کا یہ سرخ بالوں والا نوجوان جیفرسن، نوآبادیوں کو انقلاب کی طرف دھکیل رہا ہے!

آخر ڈکنسن نے اس ایڈریس کو نرم لفظوں میں دوبارہ لکھا۔ صرف آخر کے وہ چار پیراگراف ویسے کے ویسے ہی رہنے دئے جن میں جیفرسن نے زوردار الفاظ میں پروٹسٹ کیا تھا۔ کانگرس کے انقلاب پسند اور دلیش بھگت ممبروں نے یہ محسوس کیا کہ صرف جیفرسن ہی اُن کی راہنمائی کر سکتے ہیں اور وہی ایک شخص ہیں جو اُن کے جذبات کی سچی ترجمانی کر سکتے ہیں۔ کانگرس چونکہ ڈکنسن کی محتاط پالیسیوں کو چھوڑ چکی تھی اس لئے اسے جیفرسن کے زورِ قلم پر زیادہ بھروسہ ہو چلا تھا۔

کانگرس کا سب سے اہم کام تھا لارڈ نارتھ کی تجویزوں کا جواب تیار کرنا

ورجینیا کی طرف سے جو جواب جیفرسن نے تیار کیا تھا اُسے بہترین جواب سمجھا گیا۔ اِس لئے جب اِس کام کے لئے کمیٹی چُنی گئی تو ہماری اُمید کے مطابق کمیٹی کے ممبروں میں بنجامن فرینکلن، جان ایڈمز اور رچرڈ ہنری لی کے ساتھ جیفرسن بھی شامل تھے۔ سب سے زیادہ ووٹ فرینکلن کو ملے اور اُس کے بعد دوسرے درجہ پر جیفرسن کو۔ اُنہیں تمام تیرہ نو آبادیوں کے اِن امریکنوں میں بڑی شہرت حاصل ہو گئی تھی۔

لارڈ نارتھ کی تجویزوں کو بڑی نفرت سے رد کر دیا گیا کیونکہ وہ توہین آمیز گمراہ کن اور غیر دوستانہ تھیں۔ انگلستان کو ٹیکس لگانے کا اختیار اب بھی تھا۔ اگرچہ ٹیکس لگانا یا نہ لگانا اُس کی مرضی پر تھا۔ وُہ اب بھی نو آبادیوں پر ٹیکس لگاتا تھا اور اُن پر یہ پابندی عائد کرتا تھا کہ وُہ سوائے اس کے کسی اور ملک کے ساتھ تجارت نہ کریں۔ بوسٹن پر حملے انسانیت کے خلاف تھے۔ لارڈ نارتھ کی تجویزوں کا جو جواب دیا گیا وہ ورجینیا کی خواہش کے مطابق تھا۔

یکم اگست کو کانگرس کا اجلاس اُٹھ گیا اور جیفرسن دس دن کے لئے گھر روانہ ہو گئے۔ وہ اپنے دوست اور رشتہ دار جان رینڈلف کو "الوداع" کہنے کے لئے عین وقت پر پہنچ گئے۔ جان انگلستان میں رہائش اختیار کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ وہ ٹوری تھا اور انگلستان کے خلاف انقلاب کو پسند نہیں کرتا تھا۔ اگلے مہینے جیفرسن کو ایک اور سانحہ (ٹریجڈی) سے دوچار ہونا پڑا جس کا انہیں گہرا صدمہ ہوا۔ اِس دفعہ اُن کی ڈیڑھ سال کی بچی مر گئی۔

کانگرس کا اجلاس پھر ستمبر میں ہوا۔ جیفرسن کے واپس فلاڈلفیا پہنچنے

سے تین ہفتہ پہلے ہی اجلاس شروع ہو گیا تھا۔ دسمبر کے مہینہ میں وُہ کانگرس میں ہی تھے۔ جب یہ خبر پہنچی کہ شاہ انگلستان نے امریکہ کی نو آبادیوں کو بغاوت کا علاقہ قرار دے دیا ہے اَور الزام لگایا ہے کہ وہ ایک خود مختیار حکومت قائم کرنا چاہتی ہیں۔ ۱۷۷۵ء میں کرسمس کے فوراً بعد جیفرسن گھر چلے آئے کیونکہ ورجینیا میں اُن کے لئے کافی کام پڑا تھا۔

جیفرسن خفیہ سرگرمیوں کو چلانے میں بہت ماہر تھے۔ اُنہیں خاموش اَور خفیہ طریقوں سے لوگوں کی راؤں کو منظم کرنے میں کمال حاصل تھا۔ وُہ اپنے بارسوخ دوستوں اَور جان پہچان والے لوگوں سے بڑی مؤثر اَور مدلل بات چیت کر سکتے تھے اَور خط و کتابت کے ذریعہ بھی کام کر سکتے تھے۔ اِس دوران میں اُنہوں نے گولہ بارود کے لئے رقم اکھٹی کی اَور کمیٹی آف پبلک سیفٹی (حفاظتی کمیٹی) کے کام کو سنبھالا۔ اب جیفرسن ایلبے مارل کاؤنٹی کی فوج کے افسر اعلیٰ بھی بن گئے تھے مگر اُن کا سب سے بڑا کام یہ تھا کہ وہ ورجینیا کو متحدہ نو آبادیوں کی اگلی فیصلہ کن مہم کے لئے تیار کریں۔

جب مئی ۱۷۷۶ء میں آزادی کے سوال پر غور کرنے کے لئے ورجینیا میں کنونشن بلائی گئی تو جیفرسن اَور ایسے دوسرے لوگوں کی محنت رنگ لائی۔ کنونشن میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ کانگرس کے ڈیلیگیٹوں کو ہدایت کی جائے کہ وُہ متحدہ نو آبادیوں کی آزادی اَور خود مختیاری کا اعلان کر دیں۔ ولیمز برگ میں سٹیٹ ہاؤس یعنی راج بھون پر برطانوی جھنڈا اُتار کر اُس کی جگہ تیرہ دھاریوں والا جھنڈا لہرا دیا گیا۔

جونہی جیفرسن کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ نو آبادیاں اب آزادی کے حق میں ووٹ دیں گی تو وہ دوبارہ اپنی سیٹ حاصل کرنے کیلئے فلاڈلفیا چلے آئے۔ ورجینیا بالکل محفوظ تھا۔ اب اگلا اہم کام کانگرس میں کرنا باقی تھا۔ اس دفعہ جیفرسن نے دیکھا کہ کانگرس میں اُن کے ساتھی بہت دلیر اور مرنے مارنے کو تیار ہیں۔ اب ان کی راہنمائی جان ایڈمز، پیٹرک ہنری اور تھامس جیفرسن کے ہاتھ میں تھی۔ ہر نو آبادی کے پڑھے لکھے ہر آدمی نے اس پمفلٹ کو پڑھا تھا جس کے جوش وخروش کے سامنے جیفرسن کی کتاب "برطانوی امریکہ کے حقوق کا جائزہ" بھی ماند پڑ جاتی تھی۔

بنجامن فرینکلن جب لنڈن میں تھا تو اُس کی ملاقات ایک شخص تھامس پین کے ساتھ ہوئی جسے اُس نے ترغیب دی کہ وُہ (تھامس پین) امریکہ چلا جائے جہاں کاروبار کا موقع ملنا یقینی تھا۔ پین گزشتہ ایک سال سے یہاں آیا ہُوا تھا۔ اُس نے "کامن سینس" کے نام سے ایک پمفلٹ لکھا جس میں آزادی کے حق میں ایسی سیدھی سادھی اور پُر زور دلیلیں دی تھیں کہ اُن کا کوئی جواب ہی نہیں تھا۔ یہ جنوری ۱۷۷۶ء کی بات ہے۔ جون کے آغاز میں ورجینیا سے بھیجی گئی ہدائتوں پر عمل کرتے ہوئے ڈیلیگیٹوں نے کانٹی نینٹل کانگرس کے سامنے تجویز پیش کی کہ ایک اعلان آزادی تیار کیا جائے جس کی عبارت یہ ہو کہ "یہ متحدہ نو آبادیاں آزاد اور خود مختیار ہیں اور انہیں آزادی اور خود مختیاری کا حق حاصل ہے"۔ اس تجویز کی تائید میسے چیوزٹس کے جان ایڈمز نے کی۔ بعد میں جو زبردست بحث ہوئی اُس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ کسی کو بھی

امریکہ کی آزادی کے حق سے انکار نہیں اور نہ ہی اس حقیقت سے انکار ہے کہ امریکہ پہلے سے ہی خود مختیار رہے۔ کیا اُس وقت کانگریس انگلستان کے خلاف ایک کامیاب جنگ کی راہنمائی نہیں کر رہی تھی؟ لیکن کیا یہ اچھی پالیسی تھی کہ سچائی کو محض لفظوں میں ہی بیان کر دیا جائے اور عملی قدم نہ اٹھایا جائے۔
تمام نو آبادیاں عملی قدم اُٹھانے کے لئے تیار نہ تھیں۔ درمیانی نو آبادیاں نیویارک، نیوجرسی، پنسلوینیا۔ ڈیلاویئر اور میری لینڈ اور ان کے ساتھ دکھنی کیرولینا بھی، جیسا کہ جیفرسن کہا کرتے تھے "ڈکنسن کی نیمے دروں نیمے بروں کی پالیسی" پر چل رہی تھیں۔ لیکن نو آبادیوں کی آزادی کے حق کے متعلق عوام کی مانگ اس قدر زور پکڑ گئی کہ کانگرس نے جلدی ہی اعلان آزادی تیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اگرچہ کانگرس اس انتظار میں تھی کہ پچھڑی ہوئی نو آبادیاں بھی اس مانگ میں دوسری نو آبادیوں کے ساتھ مل جائیں۔ آخر "اعلان آزادی" کو لکھنے کے لئے ایک کمیٹی چُن لی گئی۔ اس کمیٹی میں جان ایڈمز، بنجامن فرینکلن، روگر شرمین، رابرٹ لیونگسٹن اور تھامس جیفرسن شامل تھے۔ جیفرسن کو سب سے زیادہ ووٹ ملے اور اسی قابل وکیل کو اعلان آزادی لکھنے کا اصل کام سونپا گیا۔

اس وقت جیفرسن کی یہ خواہش تھی کہ وہ دونوں جگہوں پر موجود ہوتے۔ ورجینیا کو اب آزادی کے اعلان کا یقین ہو گیا تھا اس لئے انہوں نے اپنا نیا ودھان بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ مگر تاریخی لحاظ سے اس قدر اہم وقت میں جیفرسن فلاڈلفیا کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ ورجینیا کے بہت سے ڈیلیگیٹ

گھروں کو بھاگ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کو جو اُن کا پرانا دوست اَور اُستاد بھی تھا اَور جس کا نام جارج وتھ تھا جیفرسن نے آئین کا وہ ڈھانچہ دے دیا جو انہوں نے جلدی میں تیار کیا تھا۔

جب وتھ ولیمز برگ پہنچا تو اُسے معلوم ہُوا کہ ورجینیا کا ودھان بنانے والوں نے وہ قانونی تحریر منظور کر لی ہے جو جیمز میڈیسن اَور جارج میسن نے تیار کی تھی۔ بہرحال انہوں نے جیفرسن کے ودھان کا پیش لفظ لے لیا اَور اس سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی۔ جیفرسن کی اس ابتدائی عبارت میں انگلستان سے علیحدہ ہونے کے حق میں کئی ایک دلیلیں دی گئی تھیں۔ اصل میں یہ وہ مسودہ تھا جسے جیفرسن اعلانِ آزادی میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اب جیفرسن نے اعلانِ آزادی کو بڑی شُستہ اَور بامحاورہ زبان میں لکھنا شروع کیا تاکہ وُہ دنیا کی بہترین تحریر سمجھی جائے۔ بعد میں اِس عبارت میں اُنہیں کچھ ایسے لفظوں کی تبدیلی کرنی پڑی جو ایڈمز کو پسند نہ تھے اَور کچھ ایسے خیالات کا اضافہ کرنا پڑا جو فرینکلن نے بتائے تھے۔ آخر کانگرس کے سامنے پیش کرنے کے لئے اعلان تیار ہو گیا۔

۴ جولائی ۱۷۷۶ء کو کانٹی نینٹل کانگرس نے اعلانِ آزادی کو منظور کر دیا۔ اعلان کے بیشتر حصہ میں ان برائیوں کا ذکر کیا گیا تھا جو شاہ انگلستان اَور اُس کی سرکار نے نوآبادکاروں کے خلاف کی تھیں۔ لیکن اعلان کا سب سے اہم اَور بہترین حصہ وُہ تھا جس میں مختصر طور پر اپنی شکایتوں کو بیان کیا گیا تھا۔ پہلے حصّے میں یہ سدھانت دیا گیا تھا کہ قوم کو ایسی سرکار کے بدلنے کا حق ہر وقت حاصل ہے

جو اُس کے موافق نہ ہو اور جو اُن فرائض کو پورا نہ کرتی ہو جو ایک سرکار کو کرنے چاہئیں۔

یہ صرف بغاوت ہی نہیں بلکہ مذہبی عقیدہ کی خلاف ورزی بھی تھی۔ انگلینڈ کی تاریخ میں کئی بار بادشاہوں کی تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ ان میں سے بعض تبدیلیوں میں تشدد سے بھی کام لیا گیا تھا مگر لوگوں کا عقیدہ یہی تھا کہ بادشاہ کو حکومت کرنے کے اختیارات خدا کی طرف سے دئے گئے ہیں۔ یعنی ڈیوائن رائٹس آف کنگز۔ مگر اس کے برعکس نئی ریاستہائے متحدہ کے اعلان آزادی میں بتایا گیا تھا کہ بادشاہ یا سرکار کا کام حکومت کرنا نہیں بلکہ اپنی رعایا کی زندگی، آزادی اور خوشی کی حفاظت کرنا ہے اور جو سرکار اپنی ان ذمہ داریوں کو پورا نہیں کرتی وہ عوام کی حمایت حاصل کرنے کی حقدار نہیں۔ ایسی سرکار مجرم ہے اور اُس جرم کو جو یہ اپنی رعایا کے تئیں کرتی ہے ظلم کہا جاتا ہے۔ ان سختیوں اور مظالم کی لمبی فہرست کا مقصد دنیا کو یہ ثابت کرنا تھا کہ بادشاہ جارج کی سرکار ظالم ہے۔ اس لئے تو آبادیوں کے لوگ اس بات پر ناراضمندی ظاہر کرتے ہیں کہ اُن پر برطانوی سرکار حکومت کرے۔ اب نیا عقیدہ یہ ہے کہ عوام کو بھی خدا کی طرف سے یہ حق حاصل ہے کہ وہ نافرض شناس سرکار کو بدل دیں۔

اس نقطۂ نگاہ سے ہمیں یہ فقرہ نہ بھولنا چاہیئے کہ "تمام انسانوں کو ایک جیسا پیدا کیا گیا ہے"۔ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ اسے سنکر مذاق اُڑائیں کہ کیا تمام آدمیوں کے ایک جیسے قد ہوتے ہیں یا ایک جیسی سوجھ بوجھ ہوتی ہے؟ کیا کچھ لوگ دوسروں سے طاقتور یا دانا نہیں ہوتے۔ مگر جیفرسن کا جو کہ خود بھی مدبر

تھے اِس فقرہ سے یہ مطلب نہیں تھا۔ اُن کا مطلب یہ تھا کہ جب تمام لوگوں پر یکساں طور پر حکومت کی جاتی ہے تو تمام سرکاریں بھی یکساں طور پر اپنی اپنی رعایا کی رضامندی سے طاقت حاصل کرتی ہیں۔ اگر میرے اور آپ کے فرائض ایک جیسے ہیں اور ہم دونوں ایک جیسے قانونوں کو مانتے ہیں تو پھر ہمارے حقوق بھی ایک جیسے ہونے چاہئیں اور ان حقوق میں زندگی، آزادی اور خوشی کی حفاظت بھی شامل ہے۔



جیفرسن نے ورجینیا کے لئے مذہبی آزادی کا ایک مشہور قانون بنایا
جو امریکہ میں اپنی قسم کا پہلا قانون تھا۔

۸- داخلی انقلاب

امریکی نوآبادیوں نے جیفرسن کے دستاویزات پر دستخط کر کے برطانیہ کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا تھا۔ برطانیہ ان باغیانہ سرگرمیوں کو بند کرنا چاہتا تھا کیونکہ اِن کا مطلب تھا جنگ۔ جو صورتِ حال اب پیدا ہو گئی تھی اِسے ہم "خارجی انقلاب" کا نام دے سکتے ہیں جس کا ہیرو ایک فوجی جارج واشنگٹن تھا۔
اعلان آزادی میں ان انسانی حقوق کا ذکر کیا گیا تھا جنہیں کوئی سرکار بھی درگزر نہیں کر سکتی تھی۔ اس میں سرکار کی جو وضاحت کی گئی تھی وہ مہذب

دنیا کے کسی ملک میں بھی نہیں تھی۔ اس اعلان میں ایسی باتیں شامل تھیں جن کی مدد سے یورپ کے کسی بھی ملک میں انقلاب کو جائز ثابت کیا جاسکتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں یہ اعلان انسان کے خیالات میں ایک انقلاب لانا چاہتا تھا۔ اسے ہم "داخلی انقلاب" کا نام دے سکتے ہیں اور اس انقلاب کے ہیرو تھے بنجامن فرینکلن تھامس پین اور تھامس جیفرسن جو سبھی بڑے مفکر اور فلاسفر تھے۔ خیالات میں انقلاب پیدا کرنا جیفرسن کی زندگی کا مقصد تھا۔

اب جب کہ کانٹی ننیٹل کانگرس نے اپنا سب سے بڑا کام ختم کرلیا تھا جیفرسن نے اپنی توجہ ورجینیا کی طرف لگادی۔ انہوں نے کانگرس میں دوبارہ ڈیلیگیٹ منتخب ہونے سے انکار کر دیا۔ جارج وشنگٹن نے بھی ایسا ہی کیا۔ دونوں ہی اپنے گھوڑوں پر جلدی جلدی گھر کو روانہ ہو گئے۔ کیونکہ ورجینیا کا ودھان دوبارہ لکھا جارہا تھا۔ اب ورجینیا ایک آزاد ریاست تھی اور اس نے پیٹرک ہنری کو اپنا گورنر چن لیا تھا۔ بادشاہ کے ہوتے ہوئے ہاؤس آف برگسز، جس کو اب ہاؤس آف ڈیلیگیٹس کہتے تھے، کے ذریعہ کوئی اصلاح کرنا ناممکن تھا۔ لیکن انقلاب کے دوران لوگوں کے دماغ کچھ ایسے ہو جاتے ہیں کہ وہ ہر تبدیلی کو قبول کر لیتے ہیں۔ جیفرسن ڈکٹیٹر بننے کے خواہشمند نہیں تھے اور نہ ہی انہیں اقتدار حاصل کرنے کی تمنا تھی۔ انہوں نے لوگوں کے لئے آزادی حاصل کی تھی تاکہ وہ آزادی، خوشی اور بھروسے سے زندگیاں گزار سکیں۔ دنیاوی عزت انہیں اپنی آزاد قوم کے خلوص میں مل گئی تھی۔ یہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے کہ جیفرسن کو ساری قوم کے ودھان کی نسبت ورجینیا کے ودھان سے زیادہ دلچسپی تھی مگر یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ تیرہ سابقہ نوآبادیاں

ابھی کسی طرح بھی ایک قوم نہیں بنی تھیں۔ اعلان آزادی کے بعد بھی کانٹی ننٹل کانگرس سب کے لئے مشترکہ قانون نہیں بنا رہی تھی۔ جیفرسن کو ورجینیا آئے ایک مہینہ ہو گیا تھا جبکہ اُنہیں اطلاع دی گئی کہ سیلاس ڈین اور بنجامن فرینکلن کے ساتھ انہیں بھی فرانس جانے کے لئے چُنا گیا ہے تاکہ فرانس کے ساتھ دوستی اور تجارت کے معاہدے کئے جا سکیں۔ جیفرسن کو ہمیشہ سے ہی یہ خیال تھا کہ وُہ ایک نہ ایک دن ضرور سمندر پار جائیں گے۔ تین دن تک وُہ ارادے باندھتے رہے اور "ایکسپریس" اُن کے لئے رُکی رہی۔ آخر کار انہوں نے نہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ کیونکہ اُن کی بیوی کی صحت اس قدر کمزور تھی کہ وہ انہیں چھوڑ کر سمندر پار نہیں جا سکتے تھے اور پھر ورجینیا کی قانونی اصلاحات پر لے دے بھی شروع ہو گئی تھی۔

جس قانونی انقلاب کو جیفرسن نے اپنے دماغ میں بسا رکھا تھا اُسے لانا اکیلے آدمی کا کام نہیں تھا۔ اُنہیں ضرورت تھی ایسے دوستوں، حامیوں، اُستادوں اور پیروکاروں کی جو ان کی خامیوں کو پُورا کریں۔

جیفرسن کی زندگی کی سب سے اچھی چیز اُن کی جارج وتھ کے ساتھ دوستی تھی۔ وہ وتھ کو بہت نیک اور بلند اخلاق انسان سمجھتے تھے اور وتھ بھی اپنے پُرانے شاگرد کو دل و جان سے چاہتا تھا۔ سیاسی زندگی میں وتھ میں جیفرسن کی ان دو خوبیوں کی کمی تھی یعنی ہوشیاری اور تحمّل ——— کمیٹی کی میٹنگ میں بھی وُہ اپنی مخالفت پر بھڑک اُٹھتا تھا۔ جیفرسن کا ایک اور بزرگ دوست جارج میسن تھا جس نے ورجینیا کا ودھان تیار کیا تھا۔ یہ شرافت اور اخلاق

میں جارج وشنگٹن سے بالکل ملتا جلتا تھا مگر اُس میں بعض ایسی خوبیاں بھی تھیں جس کی وجہ سے وُہ لوگوں میں زیادہ مقبول تھا۔ جارج میسن بہت خوبصورت تھا اور بال روم میں اُس کی دلکشی اور بھی بڑھ جاتی تھی۔ جب جیفرسن نے اعلانِ آزادی لکھا تو میسن کے بل آف رائٹس کو آدرش کے طور پر سامنے رکھا تھا۔ یہ بل آف رائیٹس ورجینیا کے نئے ودھان میں شامل تھا۔ میسن نے کٹر انقلاب پسندوں کے چھوٹے سے گروپ کو آتش بیانی عطا کی۔ انقلاب میں ایسے نوجوانوں کی جو بالغ آدمیوں کا کام کر سکیں اس طرح ضرورت ہوتی ہے جیسے بالغ آدمیوں کو کسی کام کو سرانجام دینے کے لئے بزرگ آدمیوں کے تجربہ اور مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے جیفرسن کو اِس مقصد کے لئے ایک آدرش نوجوان مِل گئے اور وُہ تھے جیمز میڈیسن جن کی عمر پچیس سال کی تھی۔ اگرچہ وہ تحریر اور تقریر میں اِس قدر ہونہار نہیں تھے مگر وُہ ایک انتھک اور مستقل مزاج دیش بھگت تھے جنہوں نے دیش بھگتی میں جیفرسن کو اپنا آدرش بنا رکھا تھا۔

جیفرسن، وشنگٹن، میسن اور میڈیسن ورجینیا کے ودھان کو انقلابی ڈھنگ سے بنانے میں لگے ہوئے تھے۔ اگرچہ پیٹرک ہنری اور دوسرے ساتھی بھی کبھی کبھار اُن کی مدد کر دیا کرتے تھے مگر یہ چاروں دوست ورجینیا کو ایک جمہوری ریاست بنانے کے لئے کمر باندھے ہوئے تھے کیونکہ وُہ محسوس کرتے تھے کہ نو آبادیوں کو برطانوی حکومت سے آزاد کرانے کا نام انقلاب نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ریاستیں تو آزاد ہوں مگر اُن میں رہنے والے لوگ پھر بھی غلام رہیں۔ اصلی انقلاب تو یہ تھا کہ اِن لوگوں کے لئے ایک ایسی جمہوری حکومت قائم کی جائے

جیسی کہ یورپ میں بھی نہیں تھی اور لوگوں کو خود فیصلہ کرنے کی اجازت دی جائے کہ کس طریقے سے اُن کی زندگی، آزادی اور خوشی کی حفاظت ہو سکتی ہے۔

انگلستان میں امیر طبقہ کی حکومت تھی اور اس طبقہ کی طاقت، دولت اور سماجی رتبہ کا انحصار زمین کی بڑی بڑی جاگیروں پر تھا۔ امیرانہ طرزِ زندگی کو بہت تھوڑے لوگوں تک محدود کرنے کے لئے جاگیردار کی تمام جاگیر اور حقِ ملکیت جوں کے توں اُس کے بڑے بیٹے کو مل جاتے تھے۔ دوسرے لڑکوں کو اس جائداد کا کچھ حصّہ بھی نہیں ملتا تھا۔ جب ورجینیا میں پہلے پہل لوگ آباد ہوئے تو اُن کے لئے اس پرانے طریقہ پر عمل کرنا قدرتی تھا۔ اُن دنوں مانگنے پر زمین مل جاتی تھی۔ ان آباد کاروں نے "لہروں کے دیش" میں زمین حاصل کر کے وہاں باغ باغیچے لگا لئے۔ اور باپ کے مرنے کے بعد جاگیر بڑے لڑکے کو اور اس کی موت کے بعد اس کے بڑے لڑکے کو ملنے کا طریقہ جاری رکھا۔ ٹوری، نوآبادیوں میں انقلاب لانے کے مخالف تھے اور وہ زیادہ تر اسی جاگیردار طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اب جیفرسن نے سوچا کہ اس طبقہ کی طاقت کا انحصار اُن قانونوں پر ہے جو اُن کے حقِ وراثت کی حفاظت کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو امریکہ اس سے کہیں زیادہ آباد ہوتا اور بڑے بڑے کھیتوں کی بجائے جنہیں جاگیردار غلاموں سے کاشت کراتے ہیں۔ یہاں چھوٹے چھوٹے کھیت اور محنتی کسان آباد ہوتے۔ اس کے علاوہ جیفرسن وراثت کے قانون کو غیر منصفانہ بھی خیال کرتے تھے۔

اگر کوئی شخص بغیر وصیّت کئے مر جاتا تو اُس کی تمام جائداد اُس کے بڑے

لڑکے کو ملنی تھی۔ اسے سب سے پہلے بچے کا قانون کہتے تھے۔ اسی قانون کے ماتحت دوسرے بھائیوں کو چاہے وہ ضرورت مند ہی کیوں نہ ہوں اس جائیداد کا کچھ حصّہ بھی نہیں دیا جاتا تھا تاکہ جائیداد کم نہ ہونے پائے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ باپ دادوں کی وصیّت کے مطابق زمین کے حصّے بخرے نہیں کئے جا سکتے تھے۔ اور وہ جوں کی توں رہتی تھی اور بڑا لڑکا جو کہ اس کا جائز مالک ہوتا تھا اسے اپنے بڑے لڑکے کے حوالے کر دیتا تھا۔ ورثہ میں جو زمین ملتی تھی اُس میں کسی طرح کی کمی نہیں کی جا سکتی تھی۔ ورجینیا کے لوگ اِس بات میں انگریزوں سے بھی سبقت لے گئے تھے کہ وہ جائیداد اور مکانوں کے ساتھ حبشی غلام بھی ورثہ میں دیتے تھے۔

جوں جوں جاگیر بڑھتی جاتی اُس میں کھیتی باڑی کرنے والے غلاموں کی تعداد بھی بڑھتی جاتی۔ جیفرسن کے وراثت کے قانون اور جائیداد کو منتقل نہ کر سکنے کے قانون کو منسوخ کرانے کی کوششوں کی بڑی مخالفت کی گئی۔ اس سلسلہ میں جیفرسن کا سب سے بڑا مخالف مسٹر پینڈلٹن تھا جو بہت قدامت پسند تھا۔ اگرچہ بعد میں وُہ بھی انگلستان کے خلاف انقلاب میں شامل ہو گیا۔ جب بھی منسوخی کا بل پاس ہونے لگتا پینڈلٹن کوئی ایسی ترمیم پیش کر دیتا جو کہ بل کا مفہوم اور مقصد ہی بدل دیتی۔ انقلاب پسند طبقہ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ مگر جیفرسن نے صبر سے کام لیا اور آخر قانون بنا کر ہی دم لیا۔ اب آئندہ اگر کوئی شخص وصیّت کئے بغیر ہی مر جاتا تو اُس کی جائیداد اُس کے بچوں میں برابر برابر بٹ جاتی اور اُن پر اس جائیداد کو بیچنے یا انتقال کرنے کی کوئی روک نہ ہوتی۔

اس کے بعد جیفرسن نے غیر ملکیوں کو ورجینیا کا جائز شہری بنانے کی طرف توجہ دی۔ اُن کا بل یہ تھا کہ جو غیر ملکی ورجینیا کا شہری بننا چاہتا ہو اُسے پہلے عدالت میں اپنے ارادہ کا اظہار کرنا ہوگا اور اس کے دو سال بعد تک ریاست میں رہائش رکھنی ہوگی۔ جائز شہری بننے والے شخص کی بیوی اور نابالغ بچے بھی اُس کے ساتھ جائز شہری تصوّر کئے جائینگے ور ورجینیا میں آنے والے تمام ایسے نابالغ غیر ملکی جن کے ماں باپ نہ ہوں وُہ بغیر کسی قانونی کارروائی کے خاص عمر کے بعد خود ہی جائز شہری بن جائیں گے۔

امریکہ ہمیشہ سے ہی یورپ کے دیشوں سے تنگ آکر بھاگنے والے یا قانونی پنجہ سے بچنے والے لوگوں کی پناہ گاہ رہا تھا۔ جیفرسن چاہتے تھے کہ کم ازکم ورجینیا س نیک روائت کو برقرار رکھے۔ یہ بل جلدی ہی پاس کرا لیا گیا۔

جیفرسن کی اگلی جدوجہد اس قدر آسان نہیں تھی۔ جیفرسن اور اُن کے ساتھی مذہبی آزادی کو لانے کے درپے تھے اور یہ خیال اس قدر نیا اور اچھوتا تھا کہ بہت سے لوگوں کو اسے سُن کر دکھ ہُوا۔

امریکہ کی بہت سی نوآبادیوں میں تھوڑی بہت مذہبی رواداری پیدا ہو گئی تھی۔ لوگوں کو اجازت تھی کہ جو مذہب بھی وہ پسند کریں اُس کا پرچار کریں۔ ایسا کرنے پر انہیں مجرم نہیں گردانا جاتا تھا۔ وُہ اپنے چرچوں میں اپنے طریقہ سے عبادت کر سکتے تھے مگر انہیں ہمیشہ مذہبی آزادی حاصل نہیں ہوتی تھی بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ورجینیا میں مذہبی رواداری بھی نہیں تھی۔ دکھنی علاقہ میں رہنے والے پیوریٹن نہیں تھے اور ان کا چرچ ایسکوپیلین یا چرچ آف

انگلینڈ تھا اور اتوار کو چرچ میں حاضر ہونے کے لئے قدرے سخت قانون تھے۔ مگر جس وقت سروس (عبادت) جو کہ زیادہ لمبی نہیں ہوتی تھی ختم ہو جاتی تھی آپ کا فرض پورا ہو جاتا تھا اُس کے بعد تمام دن آپ جو چاہیں کر سکتے تھے۔ البتہ ریاست کے منظور شدہ مذہب سے تعلق نہ رکھنا جُدا بات تھی۔ اس کے لئے اس دنیا کی عدالت بھی سزا دیتی تھی اور اس سے دور اگلی دنیا میں بھی اسے گناہگار سمجھا جاتا تھا۔ ورجینیا میں رہنے والی صرف آدھی آبادی منظور شدہ چرچ سے وابستہ تھی مگر تمام لوگوں کو یکساں طور پر چرچ کے لئے ٹیکس دینا پڑتا تھا۔ علاوہ ازیں قانونی شادی کے لئے ایسکوپیلین وزیر کی خدمات حاصل کرنا ضروری تھا۔

جیفرسن کہا کرتے تھے کہ "مجھے کوئی دکھ نہیں ہوتا اگر میرا پڑوسی یہ کہے کہ خدا بیس ہیں یا پھر ایک بھی نہیں۔ اس سے نہ ہی تو میری جیب پر ڈاکہ پڑتا ہے اور نہ ہی میری ٹانگ ٹوٹتی ہے۔ کیا ضروری ہے کہ اس معاملہ میں سب لوگوں کی رائے ایک سی ہو؟ جب سے عیسائیت پھیلی ہے لاکھوں بے گناہ انسانوں کو زندہ جلایا گیا، تکلیفیں پہنچائی گئیں، جرمانے کئے گئے اور قید کی کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا مگر پھر بھی عقیدوں اور خیالوں میں ذرا بھر بھی مطابقت اور یکجہتی پیدا نہیں ہوئی۔ اس جبر کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ دنیا کی آدھی آبادی کو بیوقوف بنایا گیا ہے اور آدھی کو مکار اور چالاک"۔

تمام برگسز عملی طور پر ایسکوپیلین تھے مگر ان کا اعتدال پسند طبقہ مذہبی پابندیوں اور رکاوٹوں کو دور کرنے کے سلسلہ میں کسی حد تک جیفرسن کا ساتھ دینے کو تیار تھا۔ وہ مانتے تھے کہ ایسے چرچ کے لئے جس سے لوگ وابستہ نہ

ہوں اُن پر ٹیکس لگانا بے انصافی ہے۔ اُن کا کہنا تھا کہ لوگوں کو یہ اجازت کیوں نہیں دی جاتی کہ وُہ بتا سکیں کہ وہ اپنا ٹیکس کس چرچ کو دینا چاہتے ہیں۔ کیا یہ مذہبی آزادی نہیں ہو گی؟ مگر جیفرسن نے جواب دیا کہ نہیں کیونکہ مذہب کے نام پر کسی قسم کی سودا بازی مذہبی تشدد کی صورت اختیار کر سکتی ہے۔ اس لئے مذہب اپنانے اور مذہبی امداد دینے کا معاملہ لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔

آٹھ سال تک یہ جدوجہد جاری رہی۔ آخر جب جیفرسن فرانس میں تھے تو میسن اور میڈلین نے مذہبی آزادی قائم کرنے کے متعلق اُن کا بل پاس کروالیا۔ بعد میں بل آف رائیٹس کی پہلی ترمیم کے طور پر امریکہ کے ودھان میں بھی مکمل مذہبی آزادی کا اصول داخل کر دیا گیا۔ یہ بہت کچھ جیمز میڈلین کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ انقلاب کے دوران ورجینیا میں ۲۵۰۰۰۰ غلام تھے۔ جیفرسن کے پاس بھی ڈیڑھ سَو سے زیادہ غلام کام کرتے تھے مگر اُنہوں نے خریدا ایک بھی نہیں تھا۔ ان میں سے کچھ اُنہیں اپنے پتا کی جاگیر کے ساتھ اور کچھ بیوی کی جاگیر کے ساتھ ملے تھے۔

جب شاہی گورنر کے ماتحت جیفرسن پہلی بار برگس دلاؤس کے ممبر بنے تھے تو انہوں نے غلام رکھنے کے طریقہ کے خلاف کام شروع کیا تھا۔ اُن کی پہلی تجویز یہ تھی کہ آزاد کئے گئے غلاموں کو ورجینیا میں رہنے کی اجازت دی جائے۔ مگر یہ تجویز ناکامیاب رہی۔ اُس وقت جیفرسن نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک ولیش میں شاہ انگلستان کی حکومت ہے غلامی کے خلاف کوئی بھی ترقی پسندانہ قدم نہیں اُٹھایا جا سکتا۔ جیفرسن نے اعلان آزادی لکھتے ہوئے بادشاہ پر

یہ بھی الزام لگایا تھا کہ اُس نے غلامی کو محدود کرنے میں آبادکاروں کی کوششوں میں رکاوٹ ڈالی تھی۔ مگر اب انہیں معلوم ہُوا کہ بہت سے آبادکار بھی ایسے تھے جو اس معاملہ میں بادشاہ کے حواریوں کی طرح سوچتے تھے۔ وُہ اس الزام کو بادشاہ پر لگائے گئے الزامات میں سے کاٹنے پر مجبور ہو گئے اور یہ بات انہیں بہت ناگوار گزری۔

مگر پھر بھی اعلان آزادی میں یہ درج تھا کہ تمام انسان آزاد اور برابر ہیں اور یہ دُنیا کے تھوڑے ہی دیشوں میں سے ایک ہے جہاں غلامی کو روا رکھا گیا ہے ـــــ پہلے پہل تو جیفرسن کے جی میں آیا کہ وہ غلام رکھنے کے رواج کو ہٹانے کے سوال پر براہ راست حملہ کر دیں اور اسے ختم کر کے ہی دم لیں مگر اُن کے دوستوں نے انہیں اس مسئلہ کے نشیب و فراز بتائے جس سے غلامی کو ختم کرنے کا معاملہ ناممکن دکھائی دینے لگا۔ پہلے ورجینیا کے باغبانوں نے مخالفت کی۔ اُس وقت جبکہ کچھ نوآبادیوں میں غلاموں کی تعداد مالکوں سے دگنی ہو گئی تھی تو انہیں اچانک آزاد کرنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے دھیرے دھیرے کام کرنیکی ضرورت تھی۔ میسن کا خیال تھا کہ آزاد کرنے سے پہلے انہیں پڑھا لکھا دینا چاہیئے اور ان کے مالکوں کو چاہیئے کہ اس سلسلہ میں وُہ ان کی مدد کریں۔ آخر جیفرسن کے غلامی کے متعلق اپنے سابقہ تجربہ نے ہی اُنہیں یہ بات ذہن نشین کرا دی کہ غلامی کے رواج کا خاتمہ کرنے کا صرف یہی ایک یقینی طریقہ ہے کہ غلاموں کو دیش سے نکال دیا جائے کیونکہ اُن کے خیال کے مطابق جو لوگ غلام رہ چکے ہیں اُنہیں اُن لوگوں کے ساتھ امن و امان سے نہیں رہنے دیا جائے

گا جو کبھی اُن کے آقا یا مالک ہوتے تھے۔

آخر میں جیفرسن نے ایک پلان تیار کیا کہ اس دن کے بعد جو حبشی بچے پیدا ہوں گے وہ آزاد ہوں گے اور اپنے ماں باپ کے پاس رہیں گے۔ وُہ اس وقت تک ماں باپ کے پاس رہیں گے جب تک کہ وہ عمر میں اس قدر بڑے نہ ہو جائیں کہ کسی پیشہ کی ٹریننگ حاصل کر سکیں۔ پھر اُنہیں پبلک کے خرچ پر اپنی لیاقت اور رجحان کے مطابق کھیتی باڑی، دستکاری یا سائنس کی تعلیم دی جائے گی۔ جب حبشی لڑکے کی عمر اکیس سال اور لڑکی کی عمر اٹھارہ سال ہو جائے گی تو انہیں آلات، بیج، گائیں گھوڑے اور ہتھیار دے کر کسی مناسب نوآبادی یا عام طور پر افریقہ میں بھیج دیا جائے گا اور امریکی سرکار کی طرف سے بعد میں افریقہ کو آزاد کرنے کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی امریکہ کے جہاز یورپ کے ملکوں میں بھیجے جائیں گے تا کہ وہ غلاموں کی بجائے گوری نسل کے آزاد آباد کار لے آئیں۔ مگر جیفرسن نے غلامی کو دُور کرنے کے لئے جتنی کوشش بھی کی وُہ باغبانوں کی مخالفت کا سامنا نہ کر سکی۔ آخر ۱۷۸۲ء میں میڈیسن نے کچھ ادلا بدلی کے بعد جیفرسن کا پرانا بل پاس کرا دیا۔ بل یہ تھا کہ آزاد کئے گئے غلاموں کو ورجینیا میں رہنے کی اجازت دی جائے۔ اب جو قانون بنایا گیا تھا وُہ اس طرح تھا کہ غلاموں کا مالک انہیں اس شرط پر آزاد کر سکتا تھا کہ اگر وُہ یقین دلائیں کہ اُن کی آزادی سے لوگوں کو کوئی دُکھ نہیں پہنچے گا۔ آٹھ سالوں میں اس قانون سے دس ہزار غلام آزاد ہو گئے۔

اگر جیفرسن کے وسیع پلان پر عمل کیا جاتا تو ہو سکتا تھا کہ دیش خانہ جنگی

کی تباہی سے بچ جانا۔ مگر یہ پلان تو ۱۸۲۲ء کو چالو کیا گیا جب کہ جیفرسن کے دوست اور شاگرد جیمز منرو امریکہ کے پریذیڈنٹ تھے۔ اس سال جھوٹی اشمن کچھ آزاد کیے گئے غلام افریقہ کے پچھمی ساحل پر لے آیا جہاں انہوں نے اپنے دیش لبریا کی بنیاد رکھی مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی کیونکہ اس عرصہ میں کپاس بیلنے کی مشین ایجاد ہو چکی تھی اور غلاموں کی قدر و قیمت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ انہیں آزاد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

جیفرسن ورجینیا کو ایک ایسی آدرش ریاست بنانا چاہتے تھے جس میں ہر امیر غریب پڑھا لکھا ہو۔ بھلا تعلیم کے بغیر ایک شہری کس طرح سمجھ سکتا تھا کہ اُس کے حقوق کیا ہیں، انہیں کس طرح برقرار رکھنا ہے اور اپنی حکومت کو کس طرح سوجھ بوجھ کے ساتھ چلانا ہے؟ جیفرسن نے دیش بھر میں پبلک سکولوں کا سلسلہ شروع کرنے کا پلان تیار کیا۔ ہر کاؤنٹی کو وارڈوں میں تقسیم کیا گیا۔ ہر وارڈ کا رقبہ پانچ یا چھ مربع میل تھا۔ ہر وارڈ میں ایک سکول تعمیر کیا جانا تھا جس کے اخراجات لوگوں پر ٹیکس لگا کر پورے کیے جانے تھے اور یہ ٹیکس کوئی بچہ ہو یا نہ ہو اُن لوگوں پر لگایا جاتا جو جائیداد کے مالک تھے۔ امریکہ میں آجکل ماڈرن سکول اسی طریقہ پر چلائے جاتے ہیں۔ ان سکولوں میں ہر بچے کو چاہے وہ امیر ہو یا غریب لکھائی پڑھائی اور اراضی کی تعلیم دی جانی تھی۔ اس کے علاوہ ریاست کے مختلف حصوں میں ہائی سکول کی قسم کے گرائمر سکول قائم کیے جانے تھے جن میں یونانی، لاطینی، جغرافیہ اور مزید اراضی پڑھائے جانے کا پروگرام تھا وارڈ کے ہوشیار بچوں کو وظیفہ دے کر ان گرائمر سکولوں میں بھیجا جانا تھا۔ دو

سال کی پڑھائی کے بعد جو ودیارتھی بہت ہوشیار ہوتے انہیں گرامر سکول میں مزید تعلیم دی جاتی تھی۔

پلان کے مطابق چھ سال کی تعلیم کے بعد آدھے ودیارتھیوں کو تو تعلیم سے فارغ کر دیا جاتا تھا اور وہ گرامر یا وارڈ سکولوں میں استاد بنا دئے جاتے تھے اور باقی آدھے ودیارتھیوں کو اپنی پسند کی سائنس میں تین سال کا کورس کرنے کے لئے ولیم اینڈ میری کالج میں بھیج دیا جاتا تھا۔ اس طریقہ سے بہت ہونہار اور ہوشیار ودیارتھیوں کی تعلیم کا سارا خرچ ریاست کو اُٹھانا پڑھتا تھا۔ جیفرسن کا یہ تعلیمی پلان کئی سال کے بعد عمل میں لایا گیا اور وہ بھی پورے طور پر نہیں بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے۔ ۱۷۹۶ء میں جیفرسن کے دوستوں نے جوں توں کر کے اُن کے تعلیمی بل کا وہ حصہ پاس کروا دیا جو چھوٹے سکولوں سے تعلق رکھتا تھا مگر اس میں بھی ایک ایسی ترمیم کر دی کہ جس نے بل کو ناکارہ کر دیا۔ ترمیم یہ تھی کہ وارڈ سکولوں کو کھولنے کا فیصلہ کاؤنٹی کے مجسٹریٹ کریں گے اور مجسٹریٹ کیونکہ بڑے بڑے جاگیردار تھے اور وارڈ سکولوں کے اخراجات بھی امیر آدمیوں پر ٹیکس لگا کر پورے کئے جانے تھے اس لئے بہت کم وارڈ سکول قائم کئے گئے امیر لوگ تو اپنے بچوں کے لئے پرائیویٹ اُستاد رکھ لیتے تھے اور انہیں سکولوں کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی تھی۔

اب ورجینیا کے قانون کی حفاظت کرنے کے لئے نہ ہی بادشاہ تھا، نہ عدالت اور نہ برطانوی پارلیمینٹ۔ ہر شخص نے یہ محسوس کیا کہ موجودہ صورت حال پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ پرانے قانون کو ری پبلک قسم کی حکومت

کے مطابق بنانے کے لئے ورجینیا کی اسمبلی نے تین بہترین قانون دان، تھامس جیفرسن، جارج وتھ اور ایڈمنڈ پینڈلٹن چُنے۔

جیفرسن کو پرانے برطانوی قانون کو ٹھیک کرنے کا کام سونپا گیا۔ برطانیہ کا یہ قانون ورجینیا کی نوآبادی کے وجود میں آنے سے بھی پُرانا تھا۔ وتھ کو اعلان آزادی تک کا برطانوی قانون سونپا گیا اور پینڈلٹن کے حوالے وہ قانون کئے گئے جو کہ ورجینیا نے خود بنائے تھے۔

جیفرسن نے محسوس کیا کہ سب سے بھاری اصلاح کی ضرورت موت کی سزا کے قانون میں ہے۔ اُن دنوں برطانوی قانون میں زندگی کی کوئی وقعت نہ تھی اور وہ ضرورت کی ایک عام چیز سے بھی سستی تھی اور بعض اوقات آدمیوں کو معمولی سے جرم پر یعنی روٹی کا ایک ٹکڑا چرانے پر پھانسی پر لٹکا دیا جاتا تھا۔

جیفرسن، وتھ اور پینڈلٹن نے متفقہ طور پر اس بات کی سفارش کی کہ سوائے قتل اور کسی خطرناک بغاوت کے باقی تمام مجرموں کے لئے موت کی سزا بند کر دی جائے مگر ورجینیا کی قانون ساز اسمبلی کو اس سفارش کو قانونی شکل دینے میں گیارہ سال کا عرصہ لگ گیا۔

پرانے قانون کا مطالعہ کرتے ہوئے جیفرسن کو وہ دن یاد آ گئے جب پڑھائی کے دنوں میں وُہ اور ڈبنے کار "اولڈ کوک" (قانون کی کتاب) کی اُلجھی ہوئی عبارت کو سمجھنے میں لگے رہتے تھے۔ اُنہوں نے ارادہ کر لیا کہ ان قانونوں کو دوبارہ لکھتے ہوئے وُہ ان کی زبان کو اس قدر عام فہم اور اندازِ تحریر کو اتنا سادہ بنا دیں گے جتنا کہ وُہ زیادہ سے زیادہ کر سکتے ہیں۔ وتھ نے بھی اِس کام میں اُن کا

ہاتھ بٹایا۔ ورجینیا میں قانون کا مطالعہ کرنے والے آجکل کے ودیارتھیوں کو جیفرسن کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کہ انہوں نے قانون کے مطالعہ کو دوسرے دیشوں سے آسان بنا دیا ہے۔

تمام قانون پر نظرثانی کرنے کے بعد انہیں ۱۲۶ علیحدہ علیحدہ بلوں کی صورت میں اسمبلی کے سامنے رکھا گیا۔ ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی میڈلین نے انہیں پاس کرانے کا بیڑہ اٹھا لیا۔ آخر چھ سال کی سرتوڑ کوششوں کے بعد میڈلین ۵۶ بل پاس کرانے میں کامیاب ہو گئے۔



جیفرسن میدانِ جنگ میں

۹- زمانۂ جنگ کے گورنر

جب جیفرسن اور اُن کے دوست اپنے دلیش کے مستقبل کو بہتر بنانے میں لگے ہوئے تھے تو لڑائی کے مختلف محاذوں سے جو خبریں آئیں وہ کافی حوصلہ شکن تھیں۔ لیکن ۱۷۷۷ء کے آخر میں ایک حیران کن اور اچھی خبر آئی کہ سارا ٹوگا کے مقام پر برگوین نے ہتھیار ڈال دئے ہیں۔ دوسری چیزوں کے علاوہ اس خبر کا اثر دو طریقوں سے ہماری کہانی پر بھی پڑا۔ ایک تو یہ کہ فرانس اس نئی ریپبلک کا ساتھی بن گیا اور دوسرا یہ کہ چار ہزار جنگی قیدیوں کو ورجینیا میں رکھنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

ایلبے مارل کی کاؤنٹی میں جو فوجی دستے اور افسر خیموں میں ٹھہرے ہوئے

تھے اُن میں سے بیشتر حسینز تھے۔ یہ کاؤنٹی ماؤنٹی سیلو (جہاں جیفرسن نے اپنا مکان تعمیر کیا تھا) کے نزدیک تھی۔ یہ فوجی سات سو میل کا تکلیف دہ سفر طے کرنے کے بعد یہاں پہنچے تھے۔ جیفرسن کو اِن کی حالتِ زار اور ان کے مستقبل پر بڑا ترس آیا۔ ان میں سے بیشتر سپاہیوں کو دباؤ ڈال کر لایا گیا تھا اس لئے ان کا دھیان اپنے کام میں نہیں لگتا تھا۔ جرمن افسروں میں، جو کسی طرح بھی انقلابی نو آبادیوں کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے، بہت سے ایسے لوگ تھے جن کا کلچر خالص یورپین تھا۔ جیفرسن نے اپنے پڑوس میں بہت سے نئے آدمیوں سے جان پہچان کر لی۔ اُنہوں نے افسروں کے لئے اپنے باغ، مکان اور لائبریری کے دروازے کھول دیئے۔ انگریز جنگی قیدیوں کے کمانڈر جنرل فلپس نے بھی، جسے جیفرسن "مغرور ترین قوم کا مغرور ترین انسان" کہا کرتے تھے، پڑوسیوں کی طرح رہنا شروع کر دیا۔ وہ جیفرسن کی حلیمی کا بہت مداح تھا اور اُس نے ایک بار اُنہیں یہ دعوت نامہ بھیجا "برطانوی افسر اگلے سنیچروار کو بیرکوں میں ایک ڈرامے کا بندوبست کر رہے ہیں۔ مجھے خوشی ہو گی اگر آپ اور آپ کی دھرم پتنی ڈرامہ دیکھنے کے لئے تھیٹر میں تشریف لائیں۔ کیا آپ اور آپ کی دھرم پتنی مجھے یہ عزّت بخشیں گے؟"

جیفرسن نے اپنے ایک دوست کو لکھا "انسان کی بھلائی اسی میں ہے کہ جس قدر ممکن ہو سکے جنگ کی تباہ کاریوں کو کم کیا جائے۔ اس لئے موجودہ قوموں میں دشمن کے قیدیوں سے فراخدلی اور نرمی کا برتاؤ کرنے کا جو طریقہ رائج ہے وہ صرف خوشی کا باعث ہی نہیں بلکہ ساری دُنیا کے دلیشوں کے لئے، چاہے وہ دوست ہوں یا دشمن یا غیر جانبدار، دلچسپی کا باعث بھی ہے"۔

۱۷۷۹ء میں جیفرسن کو ورجینیا کا گورنر بنا دیا گیا۔ اُس وقت ورجینیا کی ریاست علاقہ میں آج سے بہت بڑی تھی۔ پچھم کی طرف یہ ریاست مس سی پی تک پھیلی ہوئی تھی اور اس میں وہ تمام علاقے شامل تھے جنہیں ہم آجکل ورجینیا، پچھمی ورجینیا اور کنٹکی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ موجودہ اوہیو، انڈیانہ اور الی نائے کے کافی حصّے بھی اس ریاست میں شامل تھے۔

اور کئی لحاظ سے بھی ورجینیا ایک مکمل دیش تھا جسے اپنے علیحدہ حقوق حاصل تھے۔ یہ ضرورت کے وقت دوسرے ملکوں سے قرض لے سکتا تھا۔ جیفرسن نے گورنر بننے کے دو دن بعد ورجینیا نے فرانس سے اس طرح معاہدہ کیا جیسے یہ ایک خود مختار دیش ہے۔

فرانس کے ساتھ ورجینیا کے گٹھ جوڑ کا جہاں کچھ اچھا نتیجہ نکلا وہاں بُرا نتیجہ بھی ہوا۔ اچھا نتیجہ تو یہ ہوا کہ دونوں طرف دلوں میں تبدیلی ہو گئی تھی۔ اب جبکہ فرانس نے فوجیں بھیجنا منظور کر لیا تھا اس طرف رضا کاروں (والنیٹروں) کی بھرتی بند کر دی گئی۔ اب ضرورت کا احساس پہلے جیسی شدت کے ساتھ نہیں تھا۔

دوسری طرف بُرا نتیجہ یہ ہوا کہ فرانس اور ورجینیا کے گٹھ جوڑ سے برطانیہ اور زیادہ غصہ میں آ گیا۔ کیونکہ اب اسے ڈر تھا کہ کہیں یہ نو آبادیات فرانس کے قبضہ میں نہ آ جائیں۔ اس لئے انہوں نے لڑائی کو تیز کر دیا اور زمینوں کو برباد کرنے کا کام زیادہ باقاعدگی سے شروع کر دیا۔ برگوین کی شکست کی تلافی کرنے کے لئے انہوں نے دکھنی علاقہ پر یلغار کی کیونکہ کم آباد ہونے کی وجہ سے اسے فتح کرنا

آسان تھا۔

اب برطانوی فوجیں دکھن کی طرف سے اُتری کیرولینا کے راستے آگے بڑھ رہی تھیں۔ جیفرسن نے ہر قیمت پہ اُنہیں ورجینیا سے دُور رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس سلسلہ میں اُنہیں جنرل گیٹس پر بڑی امیدیں تھیں جو کہ اُتری کیرولینا میں برطانوی فوجوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ جیفرسن نے جہاں تک ممکن ہو سکا گیٹس کو اسلحہ اور فوجیوں کی امداد بہم پہنچائی۔

ورجینیا کی تمام بچاؤ کرنے کی طاقت کیرولینا میں صرف ہو رہی تھی جس کی وجہ سے ورجینیا کے لوگوں کو بڑی تشویش تھی۔ اُن کا خیال تھا کہ ورجینیا کے سپاہیوں کو اپنے دیش میں ہی لڑنا چاہیئے۔ جب جیفرسن نے اپنے تمام ذرائع گیٹس کی امداد پر لگا دئے تھے تو اُس وقت انہیں یہ بھیانک خبر ملی کہ دکھنی کیرولینا میں کیمڈن کے مقام پر امریکن فوجوں کو زبردست شکست ہوئی ہے۔ اس ایک لڑائی میں وہ تمام ساز و سامان دشمن کے قبضہ میں آ گیا تھا جسے اکٹھا کرنے میں ورجینیا نے دو مہینے لگائے تھے۔ اُن کی تمام قربانیاں اکارت گئی تھیں اور جیفرسن کے مخالفوں نے کھلم کھلا کہنا شروع کر دیا تھا کہ اب برطانیہ ورجینیا پر دھاوا بول دے گا۔ خوش قسمتی سے جیفرسن کے دل کی تسکین کے لئے ورجینیا کی فوجوں نے کم از کم ایک کامیاب مہم سر کر لی تھی۔ دکھنی علاقہ کو برباد کرنے کے نئے برطانوی پلان کے مطابق برطانوی جرنیل ہیملٹن نے ۱۷۷۹ء کی سردیاں کچھ انڈین قبیلوں کے سرداروں کو یہ ترغیب دینے پر گزار دیں کہ وہ امریکنوں پر حملہ کر دیں۔ انڈین نے کوئی قیدی نہ بنایا اور نہ ہی مرد، عورت، شہری آبادی اور

فوجیوں میں کوئی امتیاز کیا۔ وہ قتل و غارت کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ جیفرسن کے ایک پرانے پڑوسی کرنل جارج روگرز کلارک کو ۱۳۰ قبائلیوں کے ایک چھوٹے سے فوجی دستہ کے ساتھ ہیملٹن کو گرفتار کرنے کے لئے پچھمی جنگلوں کی طرف روانہ کیا گیا۔ اگرچہ یہ کارنامہ ناقابل یقین معلوم دیتا ہے۔ مگر کلارک نے واقعی معجزہ کر دکھایا اور موسم بہار کے شروع میں ہیملٹن اور اس کے ساتھ برطانوی فوجوں کو گرفتار کر لیا۔ ہیملٹن اور دو دوسرے افسروں کو ولیمز برگ لایا گیا اور دوسروں کو پیرول پر چھوڑ دیا گیا۔ اب ورجینیا کو پچھمی سرحد کی حفاظت کی ضرورت نہیں تھی اور اب وہ دکھنی علاقہ میں برطانوی فوجوں کی پیشقدمی روکنے کے لئے اپنی تمام طاقت جمع کر سکتے تھے۔ اس دوران میں کیرولینا میں فاتح برطانوی فوجیں آہستہ آہستہ ورجینیا کی سرحدوں کی طرف بڑھ رہی تھیں مگر اس پیش قدمی پر انہیں مہینوں لگ رہے تھے کیونکہ جگہ جگہ پر گوریلا فوجیں انہیں روک دیتی تھیں۔ اس وقت ورجینیا کو ایک نئے محاذ سے بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ چس پیک کی خلیج میں ایک درجن مسلح جہاز آ کر لنگر انداز ہوئے اور انہوں نے وہاں فوجیں اتاریں۔ ورجینیا خوفزدہ ہو گیا مگر ہوا کچھ بھی نہیں کیونکہ ان جہازوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ کارنوالس کا انتظار کریں۔ کارنوالس کو کیرولینا کے گوریلا دستوں نے روک رکھا تھا۔ یہ جہاز ایک مہینہ سے زیادہ انتظار کرنے کے بعد واپس روانہ ہو گئے۔ ابھی ورجینیا سکھ کی سانس بھی نہ لینے پایا تھا کہ راجدھانی میں خاص پیامی یہ پیغام لے کر آیا کہ چس پیک کی خلیج کی طرف آتے ہوئے ستائیس جنگی جہاز دیکھے گئے ہیں۔ پیامی نے یہ معلوم کرنے کے لئے انتظار ہی نہ کیا تھا کہ

اُن جہازوں پر کیسے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ یہ اتوار ۲۱ دسمبر ۱۷۸۰ء کا واقعہ ہے۔ اس کے دو دن بعد منگوار کو گورنر کو معلوم ہُوا کہ یہ برطانوی جہاز تھے جو کہ جیمز کی طرف جا رہے تھے۔ فوراً ہی جیفرسن نے فوجوں کو حکم دیا کہ رچمنڈ کے اُوپر جنگی ٹھکانہ پر تمام فوجی سامان بھیج دیا جائے۔ اس جگہ جیمز اِس قدر تیز رفتار تھا کہ جہاز رانی نہیں ہو سکتی تھی۔

ویر وار شام کو گورنر جیفرسن کو اطلاع ملی کہ باغی بینیڈکٹ آرنلڈ کی کمان میں برطانوی فوجیں نوآبادیات کی سرزمین پر اُتری ہیں۔ جیفرسن اس وقت اکیلے تھے۔ حکومت کے تمام افراد یا تو ڈیوٹی پر باہر گئے ہوئے تھے یا اپنے کنبوں کو خطرے والی جگہوں سے دُور لیجانے میں لگے ہوئے تھے۔ ورجینیا میں بھی اِس قدر فوج نہیں تھی کہ آرنلڈ کی فوجوں کو روکا جا سکے اور پھر جیفرسن خود بھی ایک سپاہی نہیں تھے۔

اپنے کنبہ کو ٹکاہو میں ایک رشتہ دار کے پاس بھیجنے کے بعد جیفرسن گھوڑے پر سوار ہو کر نگرانی کرنے کی غرض سے وہاں پہنچے جہاں دریا کے پار فوجی رسد اور ساز و سامان بھیجا جا رہا تھا۔ آدھی رات کو وُہ گھوڑے پر ہی سوار ٹکاہو پہنچے تاکہ دیکھ لیں کہ اُن کا کنبہ صحیح سلامت دریا پار کر گیا ہے۔ دن کے وقت جیفرسن اور ان کا گھوڑا دونوں بھوکے اور تھکے ماندے تھے۔ مگر وُہ اسی وقت گھوڑے پر سوار رچمنڈ روانہ ہوئے جہاں سے آخری ساز و سامان دریائے جیمز کے پار بھیجا جا رہا تھا۔ رچمنڈ پہنچنے سے تھوڑا پہلے جیفرسن کو معلوم ہو گیا کہ اس پر دشمن کا قبضہ ہو چکا ہے۔ وُہ فوراً ہی وہاں سے واپس ہو لئے اور سیدھے بیرن وان سٹیوبن کے کیمپ میں صلاح کے لئے پہنچے۔ کیونکہ اس وقت وہی ایک کمانڈر

تھا جس تک رسائی ہو سکتی تھی۔
آرنلڈ اُس وقت رچمنڈ میں تھا۔ وہ آگ لگا کر اور تباہی و بربادی مچا کر تھوڑے سے تھوڑے وقت میں شہر کو ناکارہ بنانا چاہتا تھا۔ اس عرصہ میں ورجینیا کی فوجیں اس کے ارد گرد اکھٹی ہو رہی تھیں مگر خوش قسمتی سے ہوا کا رُخ بدل گیا اور وُہ اپنے جہازوں میں سوار ہو کر روانہ ہو گیا۔ اُس کا حملہ اب ختم ہو چکا تھا۔
جب جیفرسن بینڈکٹ آرنلڈ کا تعاقب کرتے ہوئے رچمنڈ پہنچے تو اُس وقت گھوڑے پر سفر کرتے ہوئے اُنہیں متواتر ساڑھے تین دن ہو گئے تھے۔ اب جیفرسن کو ایک ایسا عہدہ سنبھالنا پڑا جو اُن کی پسند کے مطابق نہیں تھا۔ اُنہیں فوجی ڈکٹیٹر بنا دیا گیا۔ اس وقت تمام سول حکومت عملی طور پر ختم ہو چکی تھی۔
ورجینیا چاروں طرف سے خطرے میں گھرا ہوا تھا۔ پورب کی طرف سٹیوبن اور لافے ایتھ کی روکنے کی کوششوں کے باوجود بینڈکٹ آرنلڈ نے ریاست میں لوٹ مار مچا رکھی تھی۔ دکھن میں کارنوالس اور ٹارلٹن نے سرحد پار کر لی تھی۔ وُہ اُتر کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہے تھے یہ خبر بھی گرم تھی کہ پچھمی علاقوں میں انڈین نے پھر لڑائی کا راستہ اختیار کر رکھا تھا۔ ساحلوں کے ساتھ ساتھ کئی جگہوں پر برطانوی بحری بیڑا حملہ کرنے کے لئے تیار کھڑا تھا۔
کئی بار مدد کی درخواستوں کے جواب میں واشنگٹن نے آخر ایک فوجی نوجوان لافے ایتھ کو ورجینیا بھیج دیا۔ مارچ ۱۷۸۱ء میں رچمنڈ میں داخل

ہونے سے چار سال پہلے یہ نوجوان میجر جنرل لانے ایتھ امریکہ میں ہی تھا۔ پہلی ہی ملاقات میں جیفرسن اور لانے ایتھ عمر بھر کے لئے ایک دوسرے کے گہرے دوست بن گئے۔

افراتفری میں قانون ساز اسمبلی کی میٹنگ ہوئی جس میں گورنر کو فوج بلانے اور اُس کے ذریعے ویگن، گھوڑے، خوراک، ساز و سامان، کپڑے اور حبشی ضبط کرنے کے اختیارات دے دئے گئے۔ اُنہیں ایسے ٹوریوں کو گرفتار کرنے کے اختیارات بھی دِئے گئے جن کی وفاداری پر شک تھا۔ اُنہیں کرنسی جاری کرنے کا اختیار بھی سونپا گیا۔ مختصر یہ کہ جس شخص نے لوگوں کو آزاد کرانے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا تھا آج اُس کے ہاتھ میں ہی ایسی جابرانہ طاقت دے دی گئی تھی جو کبھی شاہی گورنر کو بھی نصیب نہ ہوئی تھی۔

جب دوسری بار جیفرسن گورنر بنے تو اِس عرصہ میں قانون ساز اسمبلی کو دشمن کے ڈر سے چار بار بھاگنا پڑا۔ پہلی بار جنوری ۱۷۸۱ء میں جب آرنلڈ نے رچمنڈ میں لوٹ مار مچا دی تھی۔ پھر مارچ میں اور اس کے بعد مئی میں جب دشمن کی فوجیں اس قدر نزدیک پہنچ گئی تھیں کہ جو ممبر باقی رہ گئے تھے انہوں نے مانٹی سیلو کے نزدیک شارلوٹسول میں ملنے کا فیصلہ کیا۔ وہاں بھی جنرل ٹارلٹن اور اس کی انگریز فوجیں پہنچ گئیں تو انہیں وہ جگہ بھی چھوڑنی پڑی۔ جیفرسن خود گرفتار ہوتے ہوتے بچ گئے۔ یکم جون کو ان کی گورنری کی میعاد ختم ہو گئی مگر جنگ کے مسلسل خطرے کی وجہ سے کسی وقت بھی اسمبلی کے اتنے ممبر اکٹھے نہ ہوتے کہ ووٹوں کے ذریعہ کوئی فیصلہ کیا جا سکے۔ مئی کا مہینہ بھی گزر گیا اور

ورجینیا کا کوئی گورنر مقرر نہ کیا گیا۔

جب ۷ جون کو قانون ساز اسمبلی کے بکھرے ہوئے ممبر پھر اکٹھے ہوئے تو وہ بہت پریشان تھے۔ اُنہیں کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی جس پر وہ الزام لگا کر اپنا بوجھ ہلکا کر سکیں اور یہ قدرتی تھا کہ جیفرسن ہی ان کی نکتہ چینی کا نشانہ بنتے۔

"کیا ہم نے کہا نہیں تھا کہ تمام سامان رسد اور فوجی کیرولینا میں جنرل گیٹس کے پاس نہ بھیجے جائیں؟ اب وہ سب کہاں ہیں۔ چاروں طرف سے دشمن نے گھیر رکھا ہے۔" اسمبلی کے ممبر جیفرسن کے خلاف چلا رہے تھے "ہم نے یہ کہا تھا وہ کہا تھا۔" کا سلسلہ جاری رہا۔ ان لوگوں کے ساتھ جیفرسن کا ایک پرانا اور قدامت پسند مخالف جارج نکولس بھی مل گیا۔ یہ لوگ وہی تھے جنہوں نے حق وراثت کے رواج کو ہٹانے کی مخالفت کی تھی۔ اور جو جیفرسن سے اس لئے نفرت کرتے تھے کہ اُنہوں نے ورجینیا کو مذہبی آزادی دلائی تھی۔ جارج نکولس جیفرسن کی کاؤنٹی ایلبے مارل کا ہی ایک نوجوان نمائندہ تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اُٹھا اور سابق گورنر (جیفرسن) پر یہ الزام لگایا کہ وہ بینیڈکٹ آرنلڈ کو ریاست میں خوف و ہراس پھیلانے کا موقع دے کر اپنے فرض میں ناکام رہے ہیں۔ جیفرسن کے دوست اُنہیں بچانے کے لئے آگے بڑھے مگر اُنہیں ان باتوں سے کافی صدمہ پہنچا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ پچھلے تیرہ سال کی سیاسی زندگی میں اُنہوں نے ہمیشہ ریاست کے مفاد کے لئے کام کیا تھا۔ اُنہیں حیرانی کے ساتھ دُکھ بھی تھا اور اُنہوں نے اپنے ایک دوست کی معرفت نکولس سے اُن الزامات کی فہرست منگائی جو وہ جیفرسن پر لگانے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اُسی دوست کی معرفت اُنہوں نے نکولس کو وہ سب جواب بھیج دئے جو وہ دینے کا ارادہ

دکھتے تھے۔ اس کے بعد وُہ ریاست کی احسان فراموشی اور ناشکرگزاری پر غور کرنے کے لئے اپنے گھر چلے گئے۔ ہمیشہ کے لئے دستبردار ہونے سے پہلے اُنہوں نے اپنے خیال کے مطابق اپنے اُصولوں پر کئے گئے ایک اور چیلنج کا جواب دیا اور اپنی ریاست کی ایک اور خدمت کی: قانون ساز اسمبلی کی اس آخری میٹنگ میں ایک پارٹی نے اس بات کی پُرزور حمایت کی کہ ڈکٹیٹر بنایا جانا چاہیئے۔ اس پر جیفرسن نے کہا کہ "ڈکٹیٹر بنائے جانے کا خیال ہی جنتا کے خلاف بغاوت ہے۔ بلکہ ساری انسانیت سے غداری ہے"۔ اُنہوں نے اپنے دوستوں کو اکٹھا کیا جو اب بھی اکثریت میں تھے اور ڈکٹیٹر شپ کے حامیوں کے منصوبے خاک میں ملانے کا فیصلہ کر لیا۔

وُہ جانتے تھے کہ ان جنگ کے دنوں کے لئے دلیش کو ایسے راہنما کی ضرورت تھی جو اگر ڈکٹیٹر نہیں تو کم از کم ایک سپاہی ضرور ہو مگر اُسے باقاعدہ طور پر چُنا جائے۔ اُنہوں نے اپنی کوششیں جنرل نیلسن کو اپنا جانشین بنانے پر لگا دیں۔

جنرل نیلسن جیفرسن کی حکومت کے صلاح کاروں میں سے تھے۔ اُنہوں نے نقدی، فوجی صلاحیت اور اپنے اثر و رسوخ سے اُن کے نظم و نسق کی امداد کی تھی جب انہیں گورنر چُنا گیا تو اُنہوں نے ہنگامی حالات میں گورنر ہونے کی وجہ سے ہر کام میں بڑی احتیاط کی۔ ورجینیا نے جیسا کہ شاید وہ چاہتا تھا ڈکٹیٹر شپ کا لُطف بھی اُٹھا لیا تھا۔

نیلسن نے لوگوں کو فوج میں بھرتی ہونے پر مجبور کیا اور ویگنوں، گھوڑوں، غلاموں اور سامان رسد کے کاموں پر خاص توجہ دی۔ اور اگرچہ اُنہوں نے اپنی صحت اور جائیداد دونوں ہی اپنے دلیش پر قربان کر دی تھیں مگر وُہ لوگوں

کو خوش کرنے میں پچھلے گورنر سے زیادہ کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ چھ ماہ تک گورنر رہنے کے بعد انہیں بھی یہ عہدہ چھوڑ کر اپنے پر لگائے گئے الزامات کا جواب دینے کے لئے اسمبلی کے سامنے جانا پڑا۔

اس عرصہ میں جیفرسن اپنی بیوی کی جاگیر "پاپولر فارسٹ" میں تھے جو کہ بیڈ فورڈ کاؤنٹی میں واقع تھی۔ وہ اس انتظار میں تھے کہ کب اسمبلی کی میٹنگ بلائی جائے تاکہ وہ وہاں جا کر اپنے پر لگائے گئے الزامات کا جواب دے سکیں انہوں نے دل میں ٹھان لیا تھا کہ اس کے بعد وہ کبھی کوئی عہدہ نہیں سنبھالیں گے اور اپنی گھریلو زندگی بسر کریں گے۔

اگست میں کانٹی نینٹل کانگرس کے پریذیڈنٹ نے لافے ایتھ کے ہاتھ جیفرسن کو ایک خط بھیجا جس میں انہیں سمندر پار امریکہ کی نمائندگی کرنے کا عہدہ پیش کیا گیا تھا۔ مگر جب تک وہ ذاتی طور پر اپنے پر لگائے گئے الزامات کا جواب نہ دے لیتے وہ کہیں نہیں جا سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

قانون ساز اسمبلی کے اجلاس سے پہلے ہی جنگ ختم ہو چکی تھی۔ یارک ٹاؤن کے مقام پر کارنوالس نے ہتھیار ڈال دئے تھے۔ ورجینیا اب حملہ آوروں کی زد سے نکل چکا تھا اس لئے بہت خوش تھا اور چھوٹی چھوٹی رنجشیں بھلا بیٹھا تھا۔ جب ایک ماہ بعد نومبر میں جیفرسن ایلبے مارل کی کاؤنٹی سے اسمبلی کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ بغیر مخالفت کے چن لئے گئے۔

جیفرسن بڑی سنجیدگی سے اپنی جگہ سے اٹھے اور کہنے لگے کہ ہاؤس کو یاد ہو گا کہ پچھلے اجلاس میں مجھ پر الزامات لگائے گئے تھے۔ کیا وہی ممبر مہربانی کر کے

اب اُن الزامات کو دہرائیں گے۔ مَیں ان کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

اُنہیں کوئی جواب نہ ملا۔ جارج نکولس جان بوجھ کر ہی غیر حاضر رہا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد اُنہوں نے وہ الزامات پڑھے جو اُنہیں اپنے ایک دوست کی معرفت ملے تھے۔ پھر ایک ایک کر کے اُن کا جواب دیا اور اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

فوراً ہی بعد اسمبلی کا ایک اور ممبر کھڑا ہوا اور اُس نے جیفرسن کی بے لوث اور ایماندارانہ خدمات کے لئے شکریہ کا ریزولیوشن پیش کیا جو اسمبلی اور کونسل دونوں نے پاس کر دیا۔

ہاؤس کے اگلے اجلاس میں جیفرسن شامل نہ ہوئے۔ جیسا کہ اُنہوں نے ارادہ باندھ رکھا تھا وہ اپنے گھر ماونٹی سیلو چلے گئے اور باقیماندہ زندگی ایک پرائیویٹ شہری کے طور پر بسر کرنے کی ٹھان لی۔ جیفرسن کے وُہ دوست جو اُن کے سیاسی مخالفوں کے رویّہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اب جیفرسن کے اِس ارادے (سیاسی زندگی کو خیر باد کہنے کا ارادہ) سے بھی نفرت کا اظہار کرنے لگے۔ اُن کے خیال میں جیفرسن نے مغرور اور زیادہ حسّاس ہونیکا ثبوت دیا تھا۔ وُہ جانتے تھے کہ اُن کے لئے اور نئی جمہوری ری پبلک کے لئے جیفرسن کی قدر و قیمت کیا تھی۔ وُہ انہیں بُرا بھلا کہنے سے بھی نہیں چوکتے تھے اور جیمز منرو نے انہیں وہ تمام باتیں لکھیں جو اب لوگوں کی زبان پر تھیں۔ جیفرسن نے جواب میں لکھا کہ مَیں نے اپنا دل ٹٹولا ہے اُس میں اب سیاسی زندگی کی کوئی تمنّا باقی نہیں رہی۔ اُن کے دل پر اس بات کا گہرا صدمہ تھا کہ وہ لوگ بھی جو اُن (جیفرسن) کے مقاصد کو جانتے تھے اور جنہوں نے اُن (جیفرسن) کے ساتھ مل کر کام کیا تھا اس طرح اُنہیں ٹھکرا دیں گے۔ وُہ اِس

صدمہ کی تاب نہ لا سکے اور اپنے خط کے آخر میں لکھا کہ "میں محسوس کرتا ہوں کہ جو زخم میرے دل پر لگے ہیں وہ صرف موت سے ہی اچھے ہو سکتے ہیں۔"

کچھ عرصہ بعد جارج نکولس نے ایک خط شائع کیا جس میں اپنے رویّہ پر شرمندگی کا اظہار کرتے ہوئے بڑے خوبصورت الفاظ میں جیفرسن سے معافی مانگی۔ اب سیاسی زندگی سے کنارہ کشی کرنے کے لئے اُن کے پاس کوئی بہانہ نہیں تھا۔



ایک شریف کسان کی زندگی بسر کر کے جیفرسن اپنے دو آدرشوں میں
سے ایک کو پُورا کر رہے تھے۔

۱۰۔ جنگ کو واپسی

تھامس جیفرسن نے سیاسی زندگی سے کنارہ کش رہنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور جس چیز نے انکے اس ارادے کو تقویت دی وُہ یہ تھی کہ اُنہوں نے اپنی گھریلو زندگی میں کئی دلچسپیاں پیدا کر لی تھیں۔ فلاڈلفیا اَور ولیمز برگ کی زندگی اَور گورنری کے دو مصروف سالوں کے دوران اُنہیں اپنی دلچسپیوں کو پُورا کرنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا۔

اُن کی پہلی دلچسپی تھی ماؤنٹی سیلو کے مکان اَور اس کے صحن کو مکمل کرنا۔

ایک شریف کسان بن کر جیفرسن اپنے دو آدرشوں میں سے ایک کو پُورا کر

رہے تھے اور وُہ تھا مطمئن اور شانت زندگی بسر کرنا۔ اُن کا دوسرا مقصد تھا ایک سائنسدان کی حیثیت سے زندگی گزارنا۔ اپنے کالج کے دنوں میں ہی اُنہوں نے پروفیسر سمال سے زندگی کے سائنٹِفک نظریے سیکھ لِئے تھے اور وُہ یوں کہ اُنہیں غیر واضح اور عام باتوں کی نسبت ٹھوس اور صحیح بات زیادہ پسند تھی۔ اُنہوں نے پانچ سال تک آس پاس کے علاقوں میں ہونے والی بارش کی ٹھیک مقدار، تھرمامیٹر کی مدد سے لیا گیا کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ درجۂ حرارت اور ہوا کے چلنے کا مفصل حساب رکھا۔ اب ماؤنٹی سیلو میں بھی اُنہوں نے برف پڑنے اور پگھلنے، مختلف درختوں کے پتوں کے گرنے۔ باغ میں پھلوں کے تیار ہونے اور کونپلیں پھوٹنے اور ان کے ساتھ ہی کیڑوں اور پرندوں کے متعلق تفصیل کا پورا پورا ریکارڈ رکھا تھا۔ اُنہوں نے مختلف سبزیوں اور پھلوں کے تیار ہونے کے اوقات بھی نوٹ کِئے تھے۔

وُہ یہ تمام تفصیل اپنی نوٹ بک میں لکھ لیتے۔ ورجینیا کے متعلق اور بھی بہت سی دلچسپ باتیں جو جیفرسن کے سُننے میں آئیں اِسی نوٹ بک میں درج تھیں۔ کئی اور باتیں بھی جو اُن کے اپنے لِئے یا پڑوسیوں کے لِئے مفید ہو سکتی تھیں، وُہ اپنی نوٹ بک میں لکھ لیتے تھے۔ اپنی ریاست کے قدرتی ذرائع، پیداوار، لوگ، سرحدیں قانون اور رسم و رواج کے متعلق اُن کی معلومات اس قدر مکمل تھیں کہ بغیر ارادہ کے بھی وُہ صحیح معنوں میں امریکہ کے سب سے پہلے جغرافیہ دان بن گئے۔

جیفرسن کے دوسرے بچے کی پیدائش کے بعد مسز جیفرسن کی صحت ٹھیک نہ ہوتی تھی۔ وُہ دن بدن کمزور ہوتی جارہی تھیں اور آخر ۶ ستمبر ۱۷۸۲ء کو اُنکی خشک اور اُداس زندگی کا انت ہو گیا۔ مسز جیفرسن اپنے پیچھے اپنی ہم نام لڑکی مارتھا

اَور دو دوسری چھوٹی لڑکیاں میری اَور لوسی الزبتھ چھوڑ گئی تھیں۔ میری کی عمر چار سال تھی اَور لوسی الزبتھ ابھی بچہ ہی تھی۔ جیفرسن نے اپنے دل میں دوسری شادی نہ کرنے اَور بچوں کی ماں کے فرائض بھی خود سرانجام دینے کا عہد کر لیا۔ اُنہوں نے سوچا کہ اپنے بچوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کرنے سے اُن کے دل سے مارتھا کی جدائی کا غم جاتا رہے گا۔

دیش کی باگ ڈور اب کانگرس کے ہاتھ میں تھی۔ کانگرس کا قیام کنفیڈریشن کے آرٹیکلز، جسے ۱۷۸۱ء میں پاس کیا گیا تھا، کے ماتحت ہُوا تھا۔ ابھی جیفرسن اہلِ مونٹی چلو میں تھے کہ اُنہیں کانگرس کی طرف سے یہ سندیش ملا کہ انہیں راجدوت مقرر کر دیا گیا ہے اَور وُہ پیرس چلے جائیں جہاں وہ انگلستان سے صلح کا سمجھوتہ طے کرنے میں بنجامن فرینکلن اَور جان جے کا ہاتھ بٹائیں۔ جیفرسن کے دوستوں کو اُمید تھی کہ بیوی کا دیہانت ہو جانے پر اب وُہ دوبارہ سیاسی زندگی میں لوٹنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

حقیقت تو یہ تھی کہ وُہ نہ صرف سیاسی زندگی میں لوٹنے پر آمادہ تھے بلکہ بے تاب تھے۔ اُنہیں یہ ایک موقع ملا تھا کہ وہ ضروری خدمات اَور سخت محنت میں پڑ کر اپنے آپ کو بھول جاتے۔

عین سردی کا موسم تھا جب جیفرسن سمندر پار جانے کی غرض سے فرانسیسی جہاز فری گیٹ پر سوار ہونے کے لئے فوراً بالٹی مور پہنچے۔ مگر اُنہیں معلوم ہُوا کہ فری گیٹ برف میں دھنس گیا ہے اَور برطانوی بحری بیڑے نے ابھی تک بندرگاہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اس سے پہلے کہ ان مشکلات پر قابو پایا

جاتا کئی دنوں کی رُکی ہوئی ڈاک آ پہنچی۔ جس میں یہ خبر تھی کہ صلح کے معاہدہ کے پہلے مسودہ پر دستخط ہو چکے ہیں۔ اب جیفرسن کی ضرورت نہیں رہی تھی ۔ کیا فرانس دیکھنا ان کی قسمت میں نہیں تھا؟

جیفرسن ماؤنٹی سیلو لوٹ آئے جہاں اُنہوں نے بڑی اُداسی سے گرمیاں کاٹیں۔ وُہ ہمیشہ کی طرح سخت محنت میں لگے رہتے مگر اُنہیں کام میں کوئی مزہ نہ آتا۔

اِس عرصہ میں جیفرسن کے دوستوں نے انہیں سیاسی زندگی کی گہما گہمی میں لانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ ان گرمیوں میں کنفیڈریشن کی کانگرس میں ورجینیا کی نمائندگی کرنے کے لئے اُنہیں چُنا گیا۔ اُن کے فرائض نومبر میں شروع ہوئے۔

کانگرس کی سب سے فوری ضرورت اپنے نئے دیش کے لئے کرنسی کا سلسلہ قائم کرنا تھا۔ پہلے پہل یہ سوچا عین قدرتی تھا کہ کرنسی اور سکوں کے سلسلہ میں برطانوی سسٹم اپنایا جائے ۔ مثلاً چار فاردنگ کی ایک پینی۔ ۱۲ پینی کا ایک شلنگ ۲۰ شلنگ کا ایک ساورن یا پونڈ۔ اس کے علاوہ ۲۱ شلنگ کی ایک گنی۔ ۲ شلنگ کا ایک فلورن اور اڑھائی شلنگ کا ایک ہاف کراؤن۔ برطانوی سکوں کی پیچیدگی اور بے ترتیبی کو دیکھ کر جیفرسن اور کئی دوسروں نے اس سسٹم کو اپنانے کا ارادہ چھوڑ دیا۔ امریکہ کا دیش ایک بالکل نئی ری پبلک کے طور پر وجود میں آیا تھا اور اب موقع تھا تو وُہ اس کے لئے کرنسی کا کیوں نہ ایک بہتر بن سلسلہ چالو کرتے۔

جب گورنیر مارس نے کرنسی کے لئے دس دس کے سسٹم کی تجویز کی تو جیفرسن نے فوراً مان لیا۔ اس سسٹم کا مطلب یہ تھا کہ ہر سکے کے دس چھوٹے

سکے ہوں۔ مثلاً دس ملز کا ایک سینٹ۔ دس سینٹ کا ایک ڈائم۔ دس ڈائم کا ایک ڈالر۔ دس ڈالر کا ایک ایگل وغیرہ وغیرہ۔ امریکی کرنسی کی بنیاد سپین کے ڈالر پر رکھی گئی۔ "مل" لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے ایک ہزارواں حصّہ۔ سینٹ کا مطلب ہے سواں حصّہ اور ڈائم کا مطلب ہے دسواں حصّہ۔

اس کانگرس میں سب سے ضروری کام جو جیفرسن نے کیا وُہ تھا وہ پلان جو اُنہوں نے اُتر پچھمی علاقہ کی سرکار کے لئے تیار کیا تھا۔ یہ علاقے ورجینیا نے کنفیڈریشن کے حوالے کر دیئے تھے۔ سب سے پہلی بات جو اُن کے پلان میں بتائی گئی تھی وُہ یہ تھی کہ وُہ تمام علاقہ جس پر امریکہ کا قبضہ ہے یا جس پر بعد میں قبضہ ہو گا ریاستوں کی صورت میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس طرح دیش کی ترقی کے لئے ایک ڈھانچہ تیار ہو گیا اور دیش کی توسیع کا مسئلہ سرکاری مسئلہ کی بجائے ایک قومی مسئلہ بن گیا۔

اس چیز نے شہریوں کو دو حصوں میں بٹنے سے بچا لیا۔ نہیں تو بعض ایسے شہری ہوتے جو ریاستوں سے تعلق رکھتے اور بعض صرف ریاستہائے متحدہ سے۔ جیفرسن کے ذہن کی گہرائیوں میں ایک ایسی عظیم سلطنت کا تصوّر تھا جس کی بہت سی ریاستیں ہوں مگر سب ایک دوسرے کے ساتھ بندھی ہوئی۔

اِس کے علاوہ جیفرسن کے پلان میں ریاستوں کی تشکیل سے پہلے ان علاقوں کی سرکار کا ڈھانچہ پیش کیا گیا تھا اور وُہ یہ کہ کسی علاقہ میں رہنے والے ان دو شرطوں کو پُورا کرنے کی صورت میں اپنی عارضی سرکاریں بنانے کا حق رکھتے تھے۔ پہلی شرط یہ تھی کہ یہ سرکاریں ری پبلک قسم کی ہوں اور وُہ کسی ایسے شخص کو شہری بننے کی اجازت نہ دیں جس کے پاس اپنے باپ دادا کا خطاب ہو۔ دوسری

شرط یہ تھی کہ ۱۸۰۰ء کے بعد اس علاقہ کے کسی بھی حصّہ میں غلام رکھنے کا سلسلہ نہ رہے۔

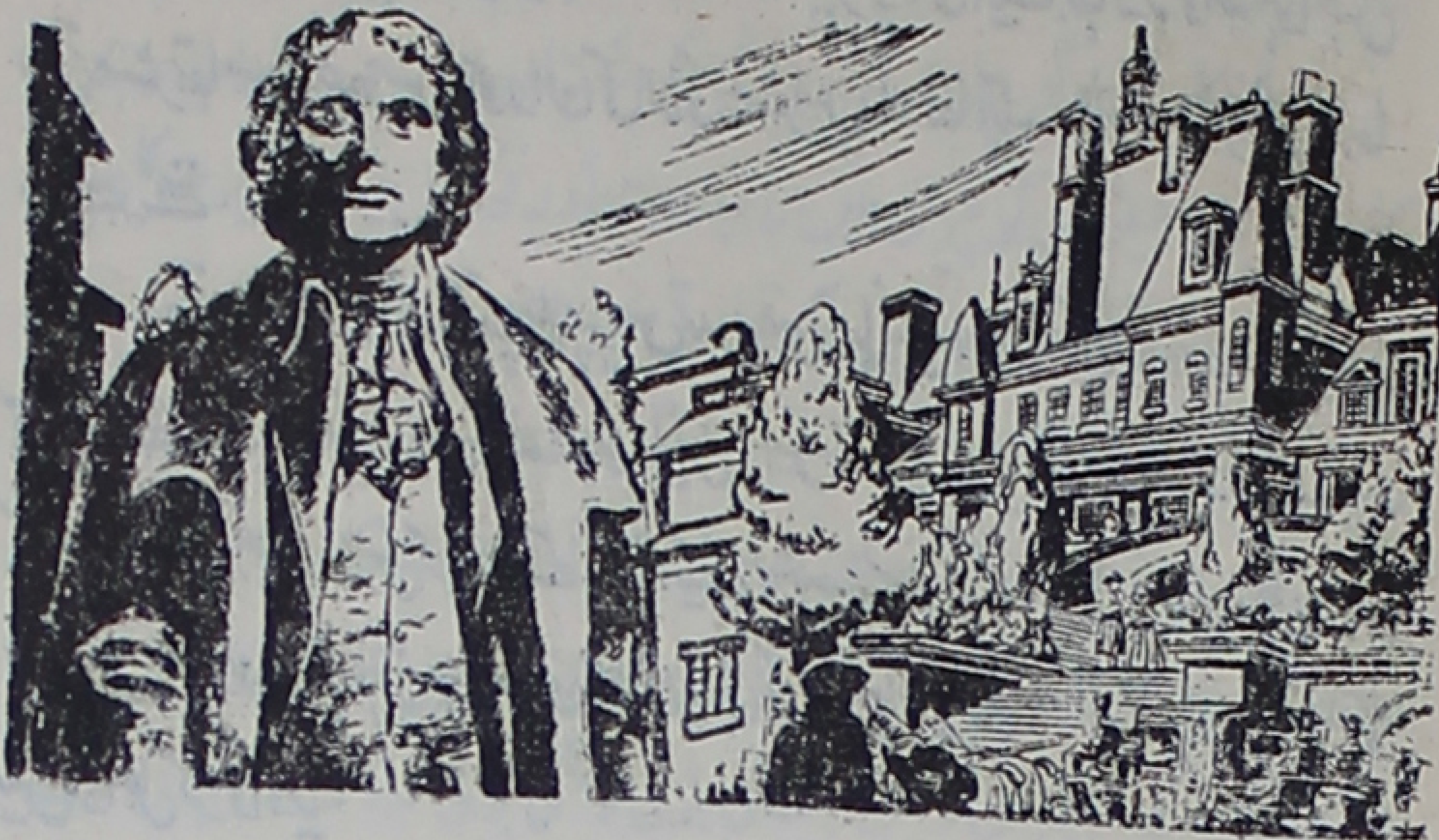
تیرہ ریاستوں کی جو یونین بنائی گئی تھی اُس میں کوئی بھی علاقہ ریاست کے طور پر شامل ہو سکتا تھا۔ بشرطیکہ اُس کی آبادی کم از کم اِن تیرہ ریاستوں کی کسی ایک سب سے تھوڑی آبادی والی ریاست کے برابر ہو۔ خیال رہے کہ اس نئے علاقہ کو بھی پُرانی ریاستوں کے برابر درجہ دیا جاتا تھا۔

جب جیفرسن نے اپنا پلان کانگرس کے سامنے رکھا تو اسے منظور کر لیا گیا مگر اس میں تھوڑی بہت ترمیم کر دی گئی تھی اور وہ یہ کہ باپ دادا کے خطاب اور غلامی کی شرطیں اُڑا دی گئی تھیں۔ ان تبدیلیوں کے باوجود جیفرسن نے متحدہ ریاستوں کا جو پلان تیار کیا تھا اُس نے اُنہیں امریکہ کے ریاستی سسٹم کا جنم داتا بنا دیا۔ یہ سب انہیں کی مہربانی کا نتیجہ ہے کہ آج کیلی فورنیا کا ایک شہری بھی اُسی طرح کا امریکی شہری ہے جس طرح میسے چیوزٹس کا کوئی باشندہ۔

کانگرس میں رہتے ہوئے جیفرسن نے جو آخری عظیم کام کیا اُس کا مقصد بھی اِس نئی ری پبلک کو متحد اور مضبوط بنانا تھا۔ اُنہوں نے تجویز پیش کی کہ تمام یورپی دیشوں میں تجارتی معاہدوں پر بات چیت کرنے کے لئے امریکی راجدوت بھیجے جائیں۔ اس سے یورپ امریکہ کو ایک ہی دیش سمجھنا سیکھ لے گا۔ جیفرسن نے دوسرے دیشوں کی راجدھانی میں بھیجے گئے امریکی راجدوتوں کے لئے "ہدایتیں" تیار کیں۔ ان "ہدایتوں" میں صرف تجارتی معاہدہ کرنے کے اصول ہی شامل نہیں تھے بلکہ ایسے قاعدے بھی تھے جو جنگ کو بنی نوع انسان کیلئے کم سے کم نقصان دہ

بنانے تھے۔ امریکی راجدوتوں کو یورپ کی حکومتوں سے یہ حلف لینے کی کوشش کرنی تھی کہ وہ ان قاعدوں پر کاربند رہیں گی۔

جیفرسن کے قاعدے دشمن کے جہازوں کو تباہ و برباد کرنے، غیر جانبدار دلیشوں کو تنگ کرنے اور کسانوں، ماہی گیروں اور دوسرے شہریوں کو نقصان پہنچانے کی مناہی کرتے تھے۔ اُن قاعدوں کے ماتحت جائداد کو ضبط کرنے، جنگی قیدیوں کو گندی جگہوں پر اکٹھا کرنے اور ساحلی علاقوں کو تباہ و برباد کرنے کی اجازت بھی نہیں تھی۔ دوسرے لفظوں میں جنگ صرف فوجوں، سپاہیوں اور بحری بیڑے تک ہی محدود تھی۔ ان "ہدایتوں" کو صدق دلی سے اپنایا گیا۔



جیفرسن کو فرانس کا راجدوت بنا دیا گیا۔ اُنہیں فرانسیسی لوگ تو پسند تھے لیکن شاہی دربار کی شان و شوکت پسند نہیں تھی۔

۱۱- فرانس

جس دن کانگرس نے سمندر پار کے دیشوں میں اپنے دیش کے راجدوتوں کے متعلق جیفرسن کی "ہدایتوں" کو پاس کیا اُسی دن اُنہیں یورپ میں اپنا گشتی راجدوت بھی مقرر کر دیا۔ اُن کے فرائض یہ تھے کہ وہ بنجامن فرینکلن اور جان ایڈمز کو اپنے دستاویز کی وضاحت کریں اور نئے معاہدے تیار کرنے میں اُن کی مدد کریں۔ بنجامن فرینکلن اور ایڈمز ان دنوں پیرس میں ہی تھے۔

اعلانِ آزادی پر دستخط ہونے کی آٹھویں سالگرہ کے ایک دن بعد یعنی

۵ر جولائی ۱۷۸۴ء کو بوسٹن کی بندرگاہ سے سیریز نامی ایک جہاز روانہ ہوا جس میں مسٹر تھامس جیفرسن اور ان کی لڑکی مسٹر لیس مارتھا ایک مشن پر فرانس جا رہے تھے۔

دونوں باپ بیٹی نے پہلے پیرس میں ہی رہائش اختیار کی تاکہ وہ مستقل طور پر آباد ہونے سے پہلے شہر سے واقف ہو جائیں۔ اس کے بعد جیفرسن نے مارتھا کو لڑکیوں کی ضروری تعلیم حاصل کرنے کے لئے ایک مشہور کانونٹ سکول میں داخل کروادیا بعد میں انہوں نے اپنی دوسری لڑکی پالی کو بھی بلا بھیجا اور اسے بھی اسی سکول میں داخل کروادیا۔

پیرس میں جیفرسن بہت مصروف تھے۔ سب سے پہلے اُنہوں نے فرینکلن اور ایڈمز کو جنگ کرنے کے نئے اصولوں کے ساتھ معاہدہ کرنے کے متعلق نئی ہدائتیں سمجھائیں۔ پھر ان تینوں راجدوتوں نے یورپ کے مختلف ملکوں کی سرکاروں کو بھیجنے کے لئے خاص معاہدے تیار کئے۔ بہت سا کام پیسی میں فرینکلن کی جائے رہائش پر بیٹھ کر کیا گیا جو کہ فرانس کے نواحی علاقہ میں واقع تھی۔

جلدی ہی ان تینوں امریکی مدبروں نے جیفرسن کی "ہدائتوں" کی بنیاد پر ایک آدرش سمجھوتہ تیار کر لیا۔ فرینکلن نے اپنے چھوٹے سے چھاپہ خانہ میں اس سمجھوتہ کی کچھ کاپیاں چھاپ کر فرانس کے سیاسی مدبروں کے پاس بھیج دیں۔

سب سے پہلے جنہوں نے امریکہ کے ساتھ اس سمجھوتہ پر دستخط کئے وہ تھے پرشیا کے فریڈرک اعظم۔ ڈنمارک اور ٹسکینی کے ساتھ بھی بات چیت شروع تھی کہ فرینکلن کو گھر جانے کی اجازت مل گئی اور اُن کی جگہ جیفرسن راجدوت

بنا دئیے گئے۔

فرینکلن کے گھر چلے جانے اور ایڈمز کو انگلستان میں امریکہ کا راجدوت مقرر کئے جانے سے جیفرسن کو پیرس میں راجدوت اور قونصل بنا دیا گیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اب سیاسی ہی نہیں بلکہ تجارتی معاملات کے بھی انچارج تھے۔

۱۷۸۶ء کے شروع میں جیفرسن کو لندن سے ایک حوصلہ افزا پیغام ملا۔ جان ایڈمز نے انہیں لکھا تھا کہ انگلستان اپنی سابقہ نو آبادیات کے ساتھ دوستی کا معاہدہ کرنے کے لئے تیار نظر آتا ہے۔ کیا آپ (جیفرسن) لندن میں آکر اس کام میں میرا ہاتھ بٹائیں گے۔ جیفرسن کو اس بات کی بڑی خوشی ہوئی کہ آخرکار انہوں نے اپنے مادرِ وطن یعنی انگلستان کی دوستی حاصل کر لی ہے۔ وہ فوراً لندن روانہ ہو گئے۔ جہاں دونوں امریکی راجدوتوں نے جلدی ہی ایک مختصر سا سمجھوتہ تیار کر لیا۔

پیرس میں فرانس سرکار کے دوستانہ اور مشفقانہ سلوک کو چھوڑ کر جب انہوں نے لندن میں ایڈمز کے ساتھ برطانوی حکومت کا رویہ دیکھا تو انہیں سخت صدمہ ہوا انہوں نے بعد میں لکھا کہ "جب انگلستان کے بادشاہ اور ملکہ کے دربار میں، ہم ہمیشہ کی طرح حاضر ہوئے تو انہوں نے میرے اور ایڈمز کے ساتھ انتہائی سرد مہری کا برتاؤ کیا" —— امریکی تجویزوں کے متعلق برطانوی منتری کی پالیسی سرد، ہتک آمیز اور ٹال مٹول کرنے والی تھی۔ وہ انہیں ملاقات کرنے کی اجازت دینے کے لئے بھی تیار نہ ہوتے تھے اور اس وقت ہمیشہ دوسری مصروفیات کی آڑ لے لیتے تھے۔

سات ہفتہ تک یہ سرد مہری برداشت کرنے کے بعد جیفرسن واپس فرانس

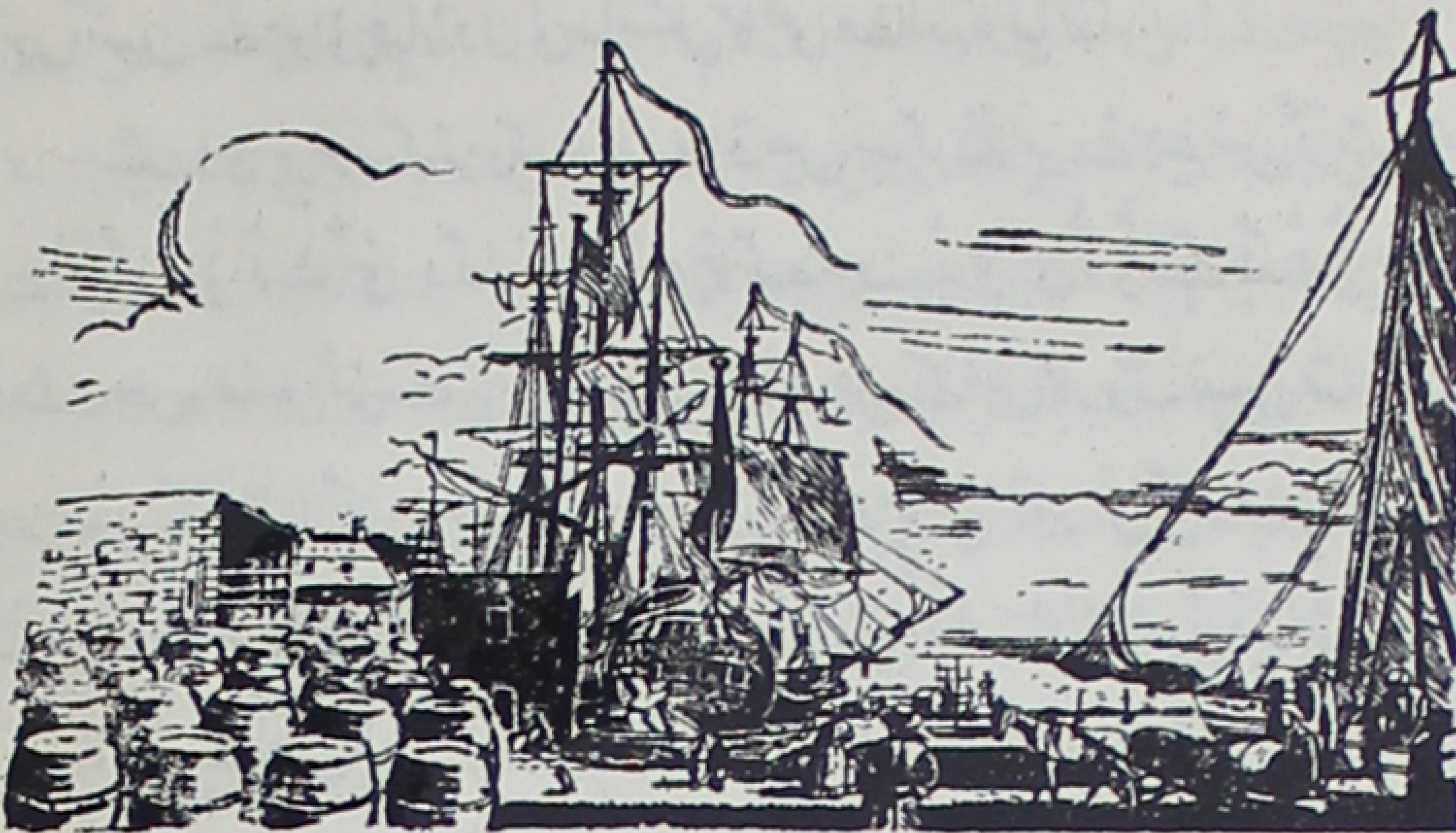
آگئے۔ جب فرانس کے وزیروں نے یہ شکایت کی کہ اس کے باوجود کہ برطانیہ کی نسبت فرانس امریکہ کا بہتر دوست ہے زیادہ تر امریکی تجارت انگلستان سے ہی ہوتی ہے تو جیفرسن نے فرانس سے ہمدردی کا اظہار کیا اور جواب میں کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ فرانس دوسرے دیشوں سے آنے والے مال پر بہت زیادہ محصول لگاتا ہے۔ امریکن اپنا مال فرانس میں نہیں بیچ سکتے تھے۔ اسی لئے امریکہ میں فرانس کا مال خریدنے کی ہمت بھی نہیں تھی۔ جیفرسن نے فرانس سرکار کو مجبور کیا کہ وہ محصول کی شرح کم کر دے بلکہ بالکل ہی اڑا دے۔ وہ تجارت پر محصول لگانے کی نسبت کھلی تجارت کے حق میں تھے۔

جیفرسن ہر بات سے امریکہ کو مکمل طور پر آگاہ رکھتے تھے۔ وہ چاروں کالجوں، ییل، ہارورڈ، ولیم اینڈ میری اور کالج آف فلاڈلفیا کو نئی نئی ایجادوں اور دریافتوں کے متعلق جو کچھ بھی انہیں دیکھنے یا سننے کا موقع ملتا تھا، خطوں میں باقاعدہ لکھتے رہتے تھے۔ انہوں نے ان کالجوں کو ان کتابوں کی فہرستیں بھی بھیجیں جو ان کے خیال کے مطابق ان کی لائبریریوں میں ہونی چاہئیں تھیں۔ ان خدمات کے صلہ میں ۱۷۸۶ء میں ییل نے انہیں ایک اعزازی ڈگری عطا کی اور ایک سال بعد ہارورڈ نے بھی یہی کچھ کیا۔

سب سے پہلے جیفرسن نے ہی "واٹ سٹیم انجن" کی کامیابی کی خبر امریکہ کو دی اور لکھا کہ "ڈیڑھ پیک (تین گیلن کے برابر) کوئلہ کے ساتھ یہ انجن اتنا کام کر سکتا ہے جتنا کہ ایک گھوڑا تمام دن میں"۔ فرانس میں ان دنوں غباروں پر نئے نئے تجربے کئے جا رہے تھے۔ اہل فرانس کے ساتھ جیفرسن بھی ان کی خوشیوں میں شریک تھے۔

اور اُنہوں نے ہوائی جہازوں کی سائنس کا بھی مطالعہ کر لیا تھا۔

ایک دن پیرس کے نزدیک ایک علاقہ میں سیر کرتے ہوئے جیفرسن گر پڑے جس سے اُن کی کلائی ٹوٹ گئی۔ دکھانے پر معلوم ہوا کہ نہ صرف ہڈی ہی ٹوٹی ہے بلکہ ٹوٹی ہوئی ہڈی گوشت میں دھنس گئی ہے۔ اس کو ٹھیک کرنا سرجن کے بس کا روگ نہیں تھا۔ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے ان کی دائیں کلائی کمزور اور ناکارہ ہو گئی۔ اور اُن کی تمام زندگی اس ناقابل علاج تکلیف میں کٹی۔ اُنہیں ہمیشہ کے لئے وائلن بجانا چھوڑ دینا پڑا۔ البتہ اُنہوں نے اپنے بائیں ہاتھ سے تقریباً دائیں ہاتھ کی طرح لکھنا سیکھ لیا تھا۔



جیفرسن کی درخواست پر امریکہ نے فرانس کو آٹے کے ۲۵۰۰۰ بیرل بھیج دیے

۱۲- انقلابِ فرانس کا زمانہ

فرانس میں بہت اہم حالات رونما ہو رہے تھے۔ دراصل انقلابِ فرانس کا آغاز ہو چکا تھا۔

سنہ ۸۹-۱۷۸۸ء کی سردیوں میں پیرس میں خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا اور فرانس کے دوسرے حصّوں سے بھی اچھی خبریں نہیں آ رہی تھیں۔ دلیش بھر میں مایوسی اور گھبراہٹ کا دور دورہ تھا۔ اناج کی کمی اتنی زیادہ تھی کہ امیر گھرانوں میں بھی یہ بات ایک فیشن ہو گئی تھی کہ جس مہمان کو دعوت دی جاتی تھی وہ اپنا کھانا گھر سے ساتھ ہی لے جاتا تھا۔

جیفرسن نے امریکی سرکار کو ایک خط لکھا جو اخباروں میں بھی شائع کیا گیا۔ اِس

خط میں اُنھوں نے فرانس کو آٹا بھیجنے کے لیۓ درخواست کی تھی۔ امریکہ نے جیفرسن کی درخواست پر فرانس کو آٹا کے ۳۵۰۰۰ بیرل ارسال کیۓ۔

فرانس کی نگاہوں میں اعلان آزادی کا مصنف آزادی کے عقیدہ کا بہت بڑا پیامبر تھا۔ وہ صرف خیالوں اور نظریوں کی دُنیا میں رہنے والا ہی انسان نہیں تھا بلکہ ایک بہت بڑا سیاسی مدبّر بھی تھا جس نے ورجینیا کے لیۓ مذہبی آزادی کا بل تیار کیا تھا اور جس نے پبلک کو تعلیم دینے کے لیۓ ایک ٹھوس پلان پیش کیا تھا۔

لافے ایتھ کی طرح آزاد خیال (لبرل) اور اصلاح پسند (ریفارمر) طبقہ اسے خوش قسمتی خیال کرتا تھا کہ جیفرسن اُن دنوں میں فرانس میں ہی تھے جب کہ اس دیش کی تاریخ میں ایک نیۓ دور کا آغاز ہو رہا تھا۔ اگرچہ جیفرسن کی ہمدردی لافے ایتھ کے سیاسی دوستوں کے ساتھ تھی اور وُہ ان کی امداد کرنے کو بھی تیار تھے کہ امریکی سرکار نے اُنہیں فرانس کے بادشاہ کے پاس جانے کی ہدایت کر دی۔ بادشاہ نے جس گرمجوشی اور مہمان نوازی کا ثبوت دیا اُس کے بعد جیفرسن کو بادشاہ کے خلاف سازشوں کی امداد کرنا نامناسب معلوم دیا۔

دوسری طرف جیفرسن پر لافے ایتھ کے بہت احسان تھے۔ ۱۷۸۴ء میں امریکہ کے دورہ کے بعد لافے ایتھ نے فرانس میں امریکہ کے مفاد کی بڑی حفاظت کی تھی اور اب وُہ حوصلہ افزائی اور صلاح مشورہ کے لیۓ جیفرسن کی طرف متوجہ ہُوا تھا۔ جیفرسن اُسے کیسے انکار کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ مارکوئیس نے جیفرسن سے کہا کہ وُہ آٹھ آدمیوں کے ساتھ اُن کے گھر رات کا کھانا کھانے کے لیۓ آئیں گے۔ جب یہ نوُ اصحاب جیفرسن کے ساتھ کھانا کھانے کے لیۓ بیٹھے تو اُنہیں (جیفرسن) معلوم ہُوا کہ یہ تمام فرانس کی دیش بھگت پارٹی کے ممبر ہیں اور وُہ یہ فیصلہ کرنے کے لیۓ اکٹھے ہوۓ ہیں کہ کیا نئی اسمبلی کے نمائندوں کا چناؤ ہونا چاہیۓ یا اس

کی ممبر شپ بھی ورثہ میں ملنی چاہیئے اور کیا اسمبلی کے پاس کیئے گئے قانون پر بادشاہ کو ویٹو کا اختیار ہونا چاہیئے یا نہیں۔ بعد میں جیفرسن کو اس پارٹی میں اپنی شمولیت پر ڈر سا محسوس ہوا۔ اگرچہ انہوں نے خاموشی سے ہی کام لیا تھا مگر پھر بھی اس طرح کی باغیانہ میٹنگ میں حصہ لے کر انہوں نے اپنے دیش کے راجدوت کے فرائض پورے نہیں کیئے تھے۔ وہ فرانس کے بدیش منتری کے پاس گئے اور بڑی احتیاط کے ساتھ انہیں اپنی کارگزاری بیان کر دی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بدیش منتری کو یہ سب کچھ پہلے سے ہی معلوم تھا۔

جولائی ۱۷۸۹ء میں جب انقلاب فرانس کامیابی کے مرحلہ میں تھا، اسٹیٹس جنرل دیش کے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے۔ اُنہوں نے جیفرسن کو بڑا خراج تحسین ادا کیا۔ انہوں نے ودھان تیار کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی تھی اُس نے بھی اس غیر ملکی (جیفرسن) کو اپنے ہر اجلاس میں بلایا تاکہ اُن کی (جیفرسن) رائے سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ مگر انہوں نے سیاسی وجوہات کی بنا پر یہ عزت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

عین اس وقت پریذیڈنٹ واشنگٹن نے جیفرسن کو چھ ماہ کے لئے گھر آنے کی اجازت بھیج دی تھی۔ جس وقت انہیں یہ خبر ملی اور اُنہوں نے تیاری کر کے امریکہ جانے والے جہاز کا بندوبست کیا اس وقت جولائی، اگست اور ستمبر کے مہینے ختم ہو چکے تھے۔ ان مہینوں میں انقلاب اپنے عروج پر تھا۔ جیفرسن فرانس میں ٹھہرنا چاہتے تھے مگر جانا لازمی تھا۔ بہر حال اُنہوں نے جلدی ہی واپس آنے کا ارادہ کر لیا۔





جیفرسن چاہتے تھے کہ امریکہ اپنی جنتا کو تقریر و تحریر کی آزادی، اکٹھے مل بیٹھنے کی آزادی اور مذہبی آزادی دینے کا وعدہ کرے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی وعدہ کرے کہ تمام معاملوں کا فیصلہ بذریعہ عدالت کیا جائیگا۔

۱۳- جیفرسن اور ہیملٹن

جیفرسن کے جہاز کے لاہاور سے روانہ ہونے سے کچھ دن پہلے امریکہ کے پہلے پریذیڈنٹ نے اُنہیں پہلا سیکرٹری آف سٹیٹ بنانے کا اعلان کر دیا۔

جب جیفرسن نے نورنوک کی سرزمین پر قدم رکھا تو اُنہیں اپنی تقرری کی سرکاری طور پر اطلاع دی گئی - اُس وقت پہلی بات جو اُن کے دماغ میں آئی وہ یہ تھی کہ وہ اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ فرانس اس وقت انتہائی نازک دور سے گزر رہا

تھا اور ایسے موقع پر وہاں نہ ہونا ظلم تھا۔ آخر جیفرسن نے اپنے دل کو سمجھا ہی لیا کہ پیرس کی نسبت اُنکے اپنے ویش کو اُن کی زیادہ ضرورت ہے۔ وسطِ فروری ۱۷۹۰ء میں انہوں نے رسمی طور پر یہ عہدہ قبول کر لیا۔ اُن کی لڑکی میڈ مویسلی مارتھا کی شادی اگلے ہفتہ اپنے ایک رشتہ دار تھامس مین رینڈلف سے ہونیوالی تھی۔ شادی کے فوراً ہی بعد جیفرسن ماؤنٹی سیلو سے اپنا عہدہ سنبھالنے کے لئے نیویارک چلے گئے جو کہ اُن دنوں فیڈرل گورنمنٹ کی راجدھانی تھی۔ وہ فلاڈلفیا میں ٹھہرے اور فرینکلن سے ملنے گئے۔ بوڑھا فرینکلن بہت زیادہ دُبلا پتلا ہو چکا تھا اور اگرچہ اب بستر سے لگ گیا تھا مگر ہمیشہ کی طرح ہشاش بشاش تھا۔ ایک ماہ بعد امریکہ کا یہ سب سے دانا انسان (فرینکلن) مر گیا مگر جیفرسن کو اس بات کی خوشی تھی کہ اُنہوں نے اپنے پرانے دوست سے کچھ باتیں تو کر لی تھیں۔

جب جیفرسن فرانس میں تھے تو امریکہ میں اُن کی غیر حاضری کے دوران اُن کے پیروکار میڈیسن ایوان نمائندگان کے سپیکر بن گئے تھے۔ اب جیفرسن کو تمام حالات سے آگاہ کرنے کے لئے اُن سے اچھا اور کون ہو سکتا تھا جو بتاتا کہ کانسٹی چیوشنل کنونشن میں کیا ہُوا۔ کون سے مسئلے حل کر لئے تھے اور کون سے ابھی حل کئے جانے باقی تھے۔

جب جیفرسن پیرس میں تھے تو اُنہوں نے پہلی بار کنونشن کی کارروائی کو سُنا۔ اُنہیں وہاں کے اچھے ہونے پر شک تھا اور وہ اسے "بھان متی کے کُنبے" کا نام دیا کرتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ پریذیڈنٹ کو بہت زیادہ اختیارات دئے جا رہے تھے اور ایسی حالت میں وہ لوگوں کا نمائندہ نہ ہونے پر بھی بار بار چُنا جا سکتا تھا۔ اور پھر لوگوں کو اُس ظلم سے امان ملنے کی کوئی صورت بھی نہیں تھی جس کے خلاف انقلاب

لایا گیا تھا۔ اُنہوں (جیفرسن) نے میڈلین کو مشورہ دیتے ہوئے لکھا کہ بعض ریاستوں کے وہاں کو منظور کر لینے کے بعد دوسری ریاستوں کو چاہیئے کہ وہ ہاں کو اپنا اس وقت تک روکے رکھیں جب تک کہ بل آف رائیٹس اُس میں شامل نہیں کیا جاتا جیفرسن چاہتے تھے کہ امریکی سرکار اس بات کا تہ دل سے ارادہ کرلے کہ وُہ چند خاص قسم کے کاموں کی کبھی اجازت نہیں دے گی۔

امریکی سرکار تقریر کی آزادی، پریس کی آزادی، اکٹھے مل بیٹھنے کی آزادی اور مذہبی آزادی کے علاوہ اس بات کی بھی گارنٹی دے کہ تمام معاملوں کا فیصلہ بذریعہ عدالت کیا جائے گا۔ وُہ یہ بھی چاہتے تھے کہ مستقل فوج اور اجارہ داری یا وقف کا سلسلہ بند کر دیا جائے۔

جارج میسن اور دوسرے اِن خیالوں کا جس طرح بھی ہو سکتا تھا پرچار کر رہے تھے۔ اتفاق سے میڈلین نے قوم کے بل آف رائیٹس کے طور پر وہاں کی پہلی دس ترمیمیں کانگرس کے پہلے اجلاس میں پاس کروا دی تھیں لیکن اس سے پہلے ہی جیفرسن یہ سوچ رہے تھے کہ کانسٹی ٹیوشنل کنونشن نے اُمید کے مطابق کام کیا تھا۔

جیفرسن اب فرانس میں نہیں تھے جو ہمیشہ امریکہ کی ری پبلک کی تعریف کرتا تھا۔ جو چیز اُن کی توجہ کا مرکز تھی وُہ یہ تھی کہ امریکی سماج میں بد دماغی بڑھتی جا رہی تھی۔ سیکرٹری آف سٹیٹ کی حیثیت سے اُنہیں ایک ایسے طبقے کی طرف سے دعوت دی گئی جسے "بہترین طبقہ" خیال کیا جاتا تھا۔ جیفرسن کو معلوم ہُوا کہ یہ تمام پُرانے ٹوری ہیں۔ ان کے پہنچنے سے پہلے اِن "بہترین انسانوں" کی ایک ٹولی کو بیوقوفانہ طور پر اُکسا دیا گیا کہ مسٹر واشنگٹن کے ساتھ جو لقب لگایا جاتا ہے وُہ ان کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ یورپ کے

بادشاہوں کے نام القاب پر غور کیا گیا۔ وائس پریذیڈنٹ جان ایڈمز بھی خوفزدہ تھا کہ دلیش کے سب سے بڑے ناظم کو "مسٹر پریذیڈنٹ" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ایوان نمائندگان کے سپیکر میڈیلین نے بہت خشک سجھاؤ پیش کیا کہ ایڈمز کو وہاں کا مطالعہ کرنا چاہیئے جہاں واشنگٹن کا لقب صرف "ریاستہائے متحدہ کا پریذیڈنٹ" دیا گیا ہے۔

ہیملٹن نے رائے دی کہ پریذیڈنٹ کو لوگوں کی پہنچ سے اس قدر دور رکھا جائے جیسا کہ انگلستان کا بادشاہ۔ کبھی کبھی واشنگٹن مشہور ہستیوں کو رات کے کھانے پر بلا لیں مگر اس عرصہ میں بھی وہ زیادہ دیر تک کھانے کی میز پر نہ رہیں۔ صرف سینیٹ کے ممبر ہی جو امریکہ میں ہاؤس آف لارڈز کا بدل تھے پریذیڈنٹ سے دو بدو باتیں کر سکیں اور ایوان نمائندگان کے ممبروں کو یہ حق بھی نہ ہو۔ اس کے علاوہ راجدوت سے کم عہدہ کا کوئی غیر ملکی پریذیڈنٹ سے ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ جیفرسن کو یہ شہنشاہیت پسند نہ آئی تھی۔ جس قوم کا آدھار اعلان آزادی پر ہو اُسے ان باتوں سے کیا غرض جو نیویارک اور فلاڈلفیا کی سوسائٹی اپنا رہی تھی۔ امریکہ کے نئے نئے امیروں نے جیفرسن کی رائے کو پسند نہ کیا۔ اگرچہ ان کے پاس القاب نہیں تھے مگر پھر بھی اُنہیں اپنی دولت پر بڑا ناز تھا۔ تاریخ کا یہی وُہ زمانہ تھا جب امیری کی نمائش کا سلسلہ شروع ہوا۔ دوسرے دیشوں کے لوگ، امریکی لوگوں کے اس رجحان کو "دولت کی پرستش" کا نام دیتے تھے۔

"دولت کی پرستش" کے اس رجحان کا ایک بڑا لیڈر الیگزینڈر ہیملٹن تھا جو کہ واشنگٹن کا وزیر خزانہ تھا۔ ہیملٹن ولیسٹ انڈیز میں پیدا ہوا تھا۔ بچپن سے ہی اُسے جرنیل بننے کا بڑا شوق تھا۔ جب اس کی عمر پندرہ سال کی تھی تو سینٹ کرائکس کا جزیرہ طوفان کی زد میں آ گیا۔ ہیملٹن نے اخبار کے لیئے ان واقعات کو اتنی خوبی سے

لکھا کہ اس ہونہار نوجوان کو امریکہ میں مزید تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے بھیجنے کیلئے لوگوں نے چندہ اکٹھا کیا۔ جب امریکہ میں انقلاب شروع ہوا تو ہیملٹن کنگز کالج (موجودہ کولمبیا یونیورسٹی) میں ودیارتھی تھا۔ سترہ سال کی عمر میں اس نے نوآبادیات کے حق میں کئی پمفلٹ لکھے جو بہت مقبول ہوئے۔ اُنیس سال کی عمر میں وہ لیفٹیننٹ کرنل اور جنرل واشنگٹن کا اے ڈی سی بن گیا اور اگرچہ ہیملٹن نے کمانڈر بننے کی درخواست کی تھی مگر اس کی طرزِ تحریر اس قدر دلکش تھی کہ واشنگٹن نے اسے اپنا سیکرٹری ہی رکھا۔ اور یارک ٹاؤن کی لڑائی سے پہلے اسے یہ موقع نہ مل سکا۔

معاہدۂ امن کے بعد ہیملٹن نے پہلی کانگرس کے ممبر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ مگر اس کے فرائض نے جلدی ہی اسے اس بات کا یقین دلا دیا کہ امریکہ میں تانسلی بخش قسم کی سرکار قائم ہے۔ وُہ بھی کانسٹی چیوشنل کنونشن بلانے والے لیڈروں میں شامل ہو گیا۔ بعد میں اُس نے ٹٹن کی طرح ودھان کو اپنانے میں بڑا کام کیا۔ اگرچہ ذاتی طور پر وُہ اسے ایک بے جان سی چیز خیال کرتا تھا۔

پہلی بات یہ تھی کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کو بہت زیادہ اختیارات دینے کے حق میں تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ سینیٹ کے ممبر اور پریذیڈنٹ کو زندگی بھر کے لئے چُنا جائے اور پریذیڈنٹ کے اختیارات اُن سے بھی زیادہ ہوں جن کے لئے شاہ جارج ناکام کوشش کر رہا تھا۔ ریاستوں کے گورنروں کو پریذیڈنٹ اور سینیٹ مقرر کرے اور صرف صاحب جائداد لوگوں کو ہی ووٹ دینے کا حق دیا جائے۔ جب ہیملٹن کو وزیر خزانہ کے عہدہ کی پیشکش کی گئی تو اس نے بڑے شوق سے قبول کر لی۔ اُس نے جلدی ہی بہت سی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور اپنے آپ کو وزیر اعظم کے برابر سمجھنے لگا۔

جیفرسن کے نیویارک پہنچنے پر اُن کی ملاقات ہیملٹن سے ہوئی۔ دونوں ایکدوسرے کو نہیں جانتے تھے۔ کم ازکم جیفرسن تو ہیملٹن سے بالکل ہی ناواقف تھے۔ اصل میں دونوں ہی ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ کیونکہ دونوں کے سوچنے کے ڈھنگ جُدا جُدا تھے۔ اس دفعہ جو اختلاف تھا وُہ امریکہ کے مستقبل پر تھا۔ ہیملٹن کو گزرا ہوُا زمانہ شاندار دکھائی دیتا تھا۔ اور جیفرسن کو آنے والا زمانہ۔ جیفرسن نے پہلے پہل ودھان پر اس بنا پر اعتراض کیا تھا کہ اُس میں لوگوں کو ظلم سے بچانے کے لئے بل آف رائیٹس شامل نہیں تھا۔ ہیملٹن کو اس وجہ سے اعتراض تھا کہ مرکزی سرکار کے اختیارات کم تھے۔ جیفرسن کی دلچسپی کے لئے کسی خیال کا نیا اور اچھوتا ہونا ہی کافی تھا مگر ہیملٹن ہر ایسے خیال کو شک کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

اٹھارہویں صدی میں مہذب دنیا میں نئی وچار دھارا زور پکڑ رہی تھی۔ جیفرسن کا مزاج اور رجحان کچھ اس قسم کے تھے کہ اُن پر اس وچار دھارا کا بڑا اثر ہوُا۔ اس نئی وچار دھارا کو "ترقی" یعنی "پراگریس" کا نام دیا گیا۔ لوگ ابھی تک انجانے مستقبل کی تبدیلیوں سے ڈرتے تھے لیکن ایک طرف سائنس نے اور دوسری طرف امریکہ کے انقلاب نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ تبدیلی اچھے نتیجے بھی پیدا کر سکتی ہے۔ مستقبل تبدیلیوں کا دوسرا نام ہے اور انجانے اور ان بوجھے واقعات سونے کی اُس کان کی طرح ہوتے ہیں جس کی ابھی کھدائی کی جانی ہو۔

اس لئے آنے والے وقت کا سامنا ہمت، بھروسہ، مسرت اور امید سے کرنا چاہیئے۔ دوسرے لفظوں میں زندگی کے نظریوں میں بڑھاپے کی مُردنی کی بجائے جوانی کی اُمنگیں ہونی چاہیئں۔ ہیملٹن کو یہ باتیں فضول نظر آتی تھیں۔ اُس کے خیال میں جو چیز موجود ہے وُہ اس سے بہتر ہے جس کا کوئی وجود ہی نہ ہو۔ ایک بار جان ایڈمز نے کہا تھا کہ

برطانوی طرزِ حکومت دنیا میں بہترین ہے بشرطیکہ بھرشٹاچار کو اس میں سے نکال دیا جائے۔ اس پر ہیملٹن نے جواب دیا کہ بھرشٹاچار کے بغیر یہ ادھوری رہ جائے گی کیونکہ بھرشٹاچار کی وجہ سے ہی امیر یعنی "بہترین طبقہ" اپنی مرضی کے مطابق حکومت کو چلانے کے قابل ہو سکتا ہے اور جو کچھ یہ "بہترین طبقہ" کرتا ہے وہ بلاشبہ بہترین ہوتا ہے۔ ہیملٹن برسرِ اقتدار پارٹی فیڈرلسٹ کا لیڈر تھا۔ اور واشنگٹن کی پہلی کیبنٹ کا بااقتدار ممبر بھی تھا پہلی کیبنٹ کے صرف چار ہی ممبر تھے۔ جیفرسن اور ہیملٹن کے علاوہ ایک جنگی معاملات کے وزیر جنرل ناکس اور دوسرے ایڈمنڈ رینڈلف تھے جو اٹارنی جنرل تھے۔ ناکس خیالات میں ہیملٹن سے پیچھے تھا۔ اس کے خیالات یہ تھے کہ ایک مستقل فوج ہو اور تمام ریاستی سرکاریں ختم کر دی جائیں۔ ایڈمنڈ رینڈلف جیفرسن کا دور کا رشتہ دار تھا اور جان رینڈلف کا بیٹا تھا جس نے نو آبادیات کو چھوڑ کر انگلستان میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ جب ایڈمنڈ رینڈلف کا پتا انگلستان چلا گیا تو وہ واشنگٹن کے پاس آ گیا۔ بعد میں اسے ورجینیا کا گورنر مقرر کر دیا گیا۔ ایڈمنڈ رینڈلف اُن آدمیوں میں تھا جو ہر بات کے دونوں پہلوؤں کو دیکھتے ہیں اور کوئی فیصلہ نہیں کر پاتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ وہ اسی کا ساتھی بن جاتا جس کا دباؤ زیادہ ہوتا۔

جب جیفرسن نیویارک پہنچے اور وزیر خزانہ (ہیملٹن) سے ملے تو وہ ان باتوں کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اس وقت وزیر خزانہ جیفرسن کو ساتھ لے کر واشنگٹن کی جائے رہائش کے باہر آدھ گھنٹہ تک ٹہلتا رہا۔ وہ چاہتا تھا کہ جیفرسن یونین کو تباہی سے بچانے کے لئے وزیر خزانہ (ہیملٹن) کی امداد کریں۔ کانگرس کے سامنے ایک ایسا بل تھا جسے دکھنی ریاستوں کے ممبروں نے پاس کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اگر کانگرس اس

بل کو قانون کی شکل نہیں دیتی تھی تو اُتری ریاستوں نے یونین سے نکل جانے کی دھمکی دے رکھی تھی۔ ہیملٹن یہ چاہتا تھا کہ جیفرسن اپنے اثر و رسوخ سے دکھنی ریاستوں کے ممبروں کو بل پاس کرنے پر رضامند کریں نہیں تو یونین کی تباہی یقینی ہے۔

اس ضروری بل کو جس پر یونین کی سلامتی کا انحصار تھا سمجھنے کے لئے ہمیں ہیملٹن کی اُن پچھلی سرگرمیوں کو بیان کرنا ہوگا جب کہ جیفرسن ابھی منظر پر نہیں آئے تھے۔ جونہی نئی سرکار وجُود میں آئی تھی، ہیملٹن نے ایک مکمل مالی پروگرام تیار کر لیا تھا۔ اُس کے پروگرام کی تین موٹی موٹی باتیں تھیں۔ پہلے یہ کہ انقلاب کے دنوں میں جنگ کے لئے امریکہ نے جو قرض لیا تھا اُسے سود کے ساتھ ادا کرنے کا وعدہ کرے۔ بظاہر تو یہ بات بہت اچھی دکھائی دیتی تھی مگر بعد میں اس کا نتیجہ کچھ اور ہی نکلا۔

کانٹی نینٹل کانگرس اور اس کے بعد کنفیڈریشن جلدی ہی دیوالیہ ہو گئیں۔ اس لئے اُنہوں نے سپاہیوں اور اُن کسانوں کو جنہوں نے فوج کو اناج سپلائی کیا تھا پرونوٹوں کی صورت میں رقم ادا کی۔ وہ دھان کو لاگو کرنے سے پہلے گورنمنٹ بہت کم ٹیکس وصول کر سکی۔ وہ پرونوٹوں کی قیمت کو بھی برقرار رکھنے کے قابل نہ تھی۔ اس لئے پرونوٹوں کی قیمت گر گئی اور سپاہی اور کسان ان پرونوٹوں کو تھوڑی قیمت پر بیچنے کے لئے مجبور ہو گئے۔ آہستہ آہستہ امیر طبقہ جو کہ آنے والے حالات کو جانتا تھا ان پرونوٹوں کو سستے داموں پر خریدتا رہا۔ سینیٹ کے ممبر ہیملٹن کے پروگرام سے واقف تھے اور اُن میں سے بعض نے سپاہیوں سے نوٹ خرید لئے۔ سینیٹ کے ممبروں نے نیویارک، فلاڈلفیا اور بوسٹن میں اپنے کچھ بیوپاری دوستوں کو بتا دیا اور اُنہوں نے بڑی احتیاط سے کسانوں کے پرونوٹوں کو خرید لیا کیونکہ کسانوں کو ابھی ہیملٹن کے پروگرام

کا کچھ علم نہیں تھا۔ جب قرضوں کی ادائیگی کا بل کانگرس کے سامنے آیا تو بل کے پاس ہو جانے کی صورت میں بہت سے امیر آدمیوں اور کانگرس کے ممبروں کو اور بھی امیر ہونے کی اُمید تھی لیکن سپاہیوں اور کسانوں کو اس کا دُکھ ہونا لازمی تھا کہ انہیں کس طرح سے لُوٹا گیا ہے۔

کیا کانگرس کے ممبروں کے لئے اُس بل کے حق میں ووٹ دینا ایک ایماندارانہ فعل تھا جس سے وُہ ذاتی طور پر امیر بن سکتے تھے۔ ہیملٹن کو اس سوال کے اخلاقی پہلو سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اگر بل کے پاس ہونے کے بعد کچھ امیر لوگ اور بھی زیادہ امیر ہو جاتے تھے تو ہیملٹن کا وُہ مقصد پورا ہو جاتا تھا جس کے لئے اس نے مالی پروگرام تیار کیا تھا۔ اس طریقہ سے وہ اپنی گورنمنٹ کے لئے امیر طبقہ کی مدد بھی حاصل کر سکتا تھا۔ اس کے خیال میں سو امیر آدمیوں کی مدد دس ہزار بھوکے ننگوں کی مدد سے بہتر تھی۔

حکومت ان پرونوٹوں کے بدلے نقد رقم دینے کو تیار نہ تھی بلکہ ان کے عوض نئے پرونوٹ دینا چاہتی تھی اور میعاد ختم ہونے پر اُن کی پوری قیمت بمعہ سُود مل جانی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جن کے پاس پرونوٹ تھے انہوں نے تو دل و جان سے حکومت کی امداد اور اس سسٹم میں تبدیلی چاہنے والوں کی مخالفت کرنی ہی تھی کیونکہ اس طریقہ سے اُنہیں پرونوٹوں کی قیمت وصول کرنے کا یقین ہو جاتا تھا۔

یہ تھا ہیملٹن کی پالیسی کا اصلی مقصد۔ کہ بہترین طبقہ (امیر لوگ) تو اپنے مفاد کی خاطر سرکار کا ساتھ دے گا ہی اور باقی لوگوں سے نپٹنے کے لئے مضبوط مرکزی سرکار اور فوج کافی تھی۔

جب قرضوں کی ادائیگی کا بل کانگرس کے سامنے آیا تو بعض لوگوں کا خیال تھا کہ

مارکیٹ کی قیمت پر ان پرونوٹوں کو خرید لیا جائے تاکہ سٹہ باز حرام کی کمائی نہ کھا سکیں۔ میڈیسن نے سمجھوتے کے کچھ طریقے بتائے جو کہ پرونوٹوں کے اصلی مالکوں یعنی کسانوں اور سپاہیوں کے لئے بھی مفید تھے۔ مگر خود غرضی غالب آئی اور بل امیر طبقہ کی مرضی کیمطابق پاس ہو گیا۔ ہیملٹن کے پروگرام کا پہلا مقصد تو پورا ہو چکا تھا۔ جب بل کے پاس ہونے کی خبر دکھن اور پچھم کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے لوگوں تک پہنچی تو مخالفت کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔ صرف یہی نہیں تھا کہ سٹہ بازوں نے بعض کسانوں سے دھوکہ کیا تھا بلکہ سرکار نے ان سٹہ بازوں کو ادائیگی ٹیکسوں کی رقم سے کرنی تھی اور ٹیکس ادا کرنے والے کسان ہی تھے۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ ان لوگوں کو جنہوں نے ان سے دھوکا کیا تھا اُلٹا اور رقم بھی دے رہے تھے۔

ہیملٹن کی ان پالیسیوں کی وجہ سے جیفرسن کی راہنمائی میں ایک مخالف پارٹی جنم لے رہی تھی۔ کوئی اچھا لفظ نہ ملنے کی وجہ سے فی الحال اس پارٹی کو "انٹی فیڈرلسٹ" کہا جانے لگا۔ ابھی تک اس پارٹی کی تنظیم نہیں کی گئی تھی اور اس کی بنیاد ہیملٹن کی پالیسی کے خلاف نفرت اور جمہوری عقیدے پر قائم تھی۔ ہیملٹن اور دوسرے فیڈرلسٹ اس قدر دانا سیاست دان نہیں تھے جیسا کہ ان کا خیال تھا۔ پورب میں رہنے سے وہ یہ بھول ہی گئے تھے کہ دس میں سے نو حصے آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ اور کھیتی باڑی پر گزارا کرتی ہے۔ اور انکی قیمت پر جو رعایت سوداگر اور بیوپاری طبقہ کے ساتھ کی گئی ہے وہ اسے پسند نہیں کرتے ہیں۔ پوربی علاقہ میں بغیر جائداد کے لوگوں کو ووٹ دینے کا حق نہیں تھا۔ نیو انگلینڈ کی تمام ریاستوں میں سے صرف ورمانٹ ہی ایسی ریاست تھی جس میں ہر بالغ کو ووٹ دینے کا حق تھا۔ ۱۷۹۰ء میں نیویارک میں تیرہ ہزار بالغ آدمی آباد تھے مگر ووٹ

کا حق صرف تیرہ سو آدمیوں کو ہی حاصل تھا لیکن دور پچھم کی طرف نئی ریاستوں میں سیاسیات کا انحصار جمہوری حکومت پر تھا اور یہاں انقلابی جنگ کے سورماؤں اور ان کسانوں کی، جنہیں دھوکا دیا گیا تھا، اس قدر طاقت تھی کہ اُسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اس دوران میں ہیملٹن اپنے سہ نکاتی مالی پروگرام کے دوسرے نکتہ یا مقصد کو کامیاب بنانے میں لگا ہوا تھا۔ یہ پروگرام تھا "ریاستی قرضوں کو فیڈرل گورنمنٹ کے ذمہ ڈالنے کا"۔ بہت سی ریاستوں نے بھی قرضے لے رکھے تھے جو دو کروڑ ڈالر تک پہنچتے تھے۔ ہیملٹن کا پروگرام یہ تھا کہ فیڈرل سرکار ریاستوں کے ان قرضوں کو بھی اپنے ذمہ لے اور پہلے کی طرح ٹیکس کی رقم سے ان کی ادائیگی کرے۔

دیکھنے میں یہ بل بھی اچھا معلوم دیتا ہے۔ مگر اسے واضح کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ دکھنی علاقہ کی ریاستوں نے بہت سا قرضہ ادا کر دیا تھا اور انہیں اس بل سے کچھ زیادہ فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ اپنا قرضہ چکا لینے کے بعد ان ریاستوں کو کسانوں پر ٹیکس لگا کر دوسری ریاستوں کا قرضہ بھی ادا کرنا تھا اور وہاں بھی لازمی طور پر ایسے سٹہ باز ہوں گے جنہوں نے قرضے کے پرونوٹوں کو سستے داموں پر خرید رکھا ہوگا اور جو اب امیر بن جانے کے خواب دیکھ رہے ہوں گے۔

ہیملٹن پھر اسی پرانے ڈھنگ پر سوچ رہا تھا۔ سرکار زیادہ لوگوں کو رقم دے گی اور وہ سرکار کی امداد کریں گے۔ اس کے علاوہ ریاستی قرضوں کا ذمہ لینے سے فیڈرل سرکار ریاستی سرکاروں سے زیادہ اہم ہو جائے گی۔ سینیٹ نے ہیملٹن کا "قرضوں کی ذمہ داری لینے کا بل" چوری چھپے پاس کر دیا۔ لیکن ایوانِ نمائندگان میں جس کی کارروائی دوسرے لوگ بھی سن سکتے تھے یہ بل ۲۹ کے مقابلہ میں ۳۱ ووٹوں پر رہ گیا۔ کئی دن تک کے لئے ہاؤس

اُٹھ گیا کیونکہ دونوں ہی فریق ایک دوسرے سے اس قدر ناراض تھے کہ وہ کسی اور مسئلہ پر بحث کرنا نہیں چاہتے تھے۔

جب ہیملٹن جیفرسن سے ملا تو اس کے دماغ میں یہی الجھن تھی۔ ہیملٹن نے جیفرسن سے کہا کہ اُتری ریاستیں یونین سے نکل جانے کی دھمکی دے رہی ہیں اور اگر یہ بل پاس نہ ہوا تو وہ یقینی طور پر یونین سے الگ ہو جائیں گی۔ جیفرسن نے دونوں فریقوں کے لیڈروں کو اپنے ہاں کھانے پر بلایا اور اُنہیں مجبور کیا کہ وہ کسی ایسے سمجھوتہ پر پہنچ جائیں جس سے یونین کو نقصان نہ پہنچے۔

اس سے پہلے کئی دن تک اس بات پر بہت لے دے ہوتی رہی تھی کہ امریکہ کی راجدھانی کہاں بنائی جائے؟ جیفرسن نے دونوں فریقوں کے درمیان سمجھوتہ کرانے کے لئے اس سوال کو اٹھایا۔ اُتری ریاستیں راجدھانی کی نسبت اپنا قرضہ فیڈرل سرکار کو سونپنے میں خوش تھیں۔ اُتری ڈیلیگیٹوں نے جن کے لیڈر رابرٹ مارس تھے، اس بات کا یقین دلایا کہ اگر دکھنی ریاستوں کے دو نمائندے ریاستی قرضوں کی ذمہ داری فیڈرل سرکار پر ڈالنے کے بل کے حق میں ووٹ دیں تو اُتری ریاستوں کے دو نمائندے پوٹومیک میں نئی راجدھانی بنانے کے حق میں ووٹ دیں گے۔ اس طرح ہیملٹن کے پروگرام کا دوسرا مقصد بھی پورا ہو گیا تھا۔

پہلی بار جیفرسن نے اپنے کریکٹر کے خلاف کام کیا تھا۔ اُنہوں نے سمجھوتہ کرانے والے کے فرائض انجام دئے تھے جب کہ اُنہیں اس سوال کی ڈٹ کر مخالفت کرنی چاہیئے تھی۔ یونین کو "خطرہ یا نقصان" ہیملٹن کے دماغ کی اختراع تھی۔ اس کے تھوڑا ہی عرصہ بعد جب ہیملٹن نے اپنے پروگرام کا تیسرا ایلان پیش کیا تو جیفرسن اس کا مقابلہ کرنے

کے لئے تیار تھے۔ ہیملٹن کا یہ پلان "امریکہ کا بنک" قائم کرنا تھا جسے کچھ سرکار کی اور زیادہ تر لوگوں کی ملکیت میں لانا تھا۔ پہلے کی طرح سینیٹ نے ہیملٹن کی تیسری تجویز بھی پاس کر دی لیکن ایوان نمائندگان کے انٹی فیڈرلسٹ ممبروں نے جن کے لیڈر میڈیسن تھے، اس بل کی بڑی مخالفت کی۔

جب آخر میں یہ بل دستخط کے لئے واشنگٹن کے سامنے آیا تو انہوں نے ہیملٹن اور جیفرسن دونوں کو اس پر اپنی اپنی رائے لکھ کر دینے کو کہا۔ ان دونوں کی راؤں سے بہت زیادہ اختلاف پیدا ہو گیا جو کہ بعد میں امریکہ کی سرکار کے لئے بحث مباحثہ کا باعث ہوا وہ اختلاف یہ تھا کہ کیا و دھان کی وضاحت میں سختی یا نرمی برتی جائے؟

"بنک بل" کی اس رپورٹ پر جیفرسن نے اپنی رائے کے بعد پریذیڈنٹ واشنگٹن کو کچھ مشورہ بھی دیا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ انہیں کس طرح کسی خاص مسئلہ کو مستقبل کے پس منظر میں دیکھنے کی عادت ہے۔ انہوں نے بل کو نامناسب قرار دیا اور اسے غیر آئینی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ پھر انہوں نے آئین کی وضاحت میں نرمی برتنے کے خطروں کی طرف اشارہ کرنے کے بعد خود ہی اپنی دلیلوں کو کمزور کر دیا۔ انہوں نے واشنگٹن کو لکھا کہ "اگر پریذیڈنٹ یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ یہ بل آئین کے مطابق ہے یا نہیں اور اگر انہیں اس بات پر بھی یقین نہیں ہے کہ کانگرس نے بہت زبردست غلطی کی ہے تو انہیں بل پر دستخط کر دینے چاہئیں کیونکہ ایسے معاملوں میں پریذیڈنٹ کو قانون ساز اسمبلی کے راستے میں رکاوٹ نہیں ڈالنی چاہیئے۔ اور اپنے ویٹو کے اختیار کو بہت ہی کم استعمال میں لانا چاہیئے۔

جو بل کانگرس نے پاس کیا تھا وہ جیفرسن کو ناپسند تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ

کانگرس کو اپنے معاملوں میں پوری آزادی اور اختیارات دینے کی کیوں حمایت کرتے تھے؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ پریذیڈنٹ کے مقابلہ میں کانگرس کو لوگوں کی نمائندہ خیال کرتے تھے۔ وہ اس بات کے حق میں نہیں تھے کہ محض ایک انسان عوام کے فیصلہ کو رد کر دے۔

واشنگٹن نے بل پر دستخط کر دئے اور ہیملٹن نے اپنے مالی پروگرام کے تینوں نکات میں کامیابی حاصل کر لی۔ اب اُس کا مقصد یہ تھا کہ امریکہ میں بھی انگلستان کی طرح وسیع پیمانے پر صنعت قائم کی جائے۔ بدقسمتی سے امریکہ ایک کاشتکار دیش تھا۔ امریکہ کی نئی فیکٹریوں اور کارخانوں کے لئے مزدور کہاں سے آئیں گے؟ اور پھر انگلستان میں تو یہ تھا کہ وہاں کی کپاس کی ملوں میں کام کرنے والے مزدوروں میں آدھے سے زیادہ بچے اور عورتیں تھیں۔ ہیملٹن کو اس میں کوئی خطرہ دکھائی نہ دیا اُس کی نظر میں تو دیش کو دولتمند بنانے کی اہمیت بہت زیادہ تھی۔ اس کے مقابلہ میں تعلیم اور کھیل کود نہ ملنے سے بچوں کی دماغی اور جسمانی ترقی رک جانے کا اثر مستقبل کے امریکہ پر کیا پڑے گا اس کی اُسے کچھ پرواہ نہ تھی۔

صنعتی ترقی کے لئے پہلا کام جو ہیملٹن نے کیا وہ یہ تھا کہ درآمد مال پر ڈیوٹی بڑھا دی تاکہ دیش کی نئی نئی صنعت غیر ملکی مقابلہ کی زد سے بچ سکے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کسانوں کو ضرورت کی اشیاء پہلے سے بہت مہنگے داموں پر خریدنی پڑیں۔ پھر عملی دُنیا میں قدم رکھتے ہوئے وزیر خزانہ (ہیملٹن) نے نیوجرسی کی پیسائک نامی آبشار کے نزدیک ایک فیکٹری چالو کرنے میں مدد کی۔ اس جگہ پر اب پیٹرسن کا شہر آباد ہے۔ کسانوں نے اس کے خلاف زوردار پروٹسٹ کیا۔ وہ بہت ناراض تھے کیونکہ کارخانہ داروں کو قانونی طور پر یہ اختیارات دئے گئے تھے کہ وہ کسی بھی شخص کی زمین میں نہر کھود سکتے تھے۔

اِن کے علاوہ جب پرانے کارخانہ داروں کو یہ معلوم ہوا کہ ہیملٹن کی نئی فیکٹری پر دس سال تک کوئی ٹیکس نہیں لگے گا اور اس فیکٹری کے ملازمین کو فوجی خدمت سے بھی معافی دے دی گئی ہے تو وہ آپے سے باہر ہو گئے۔

ہیملٹن کی قابلیت پر کوئی شبہ نہیں تھا۔ مالی معاملات میں وُہ بہت ہوشیار اور سمجھدار تھا اور اگرچہ اُس نے اپنے پروگرام سے کئی بیوپاریوں اور سیاست دانوں کو امیر بنایا تھا مگر اُس نے خود ہمیشہ بڑی ایمانداری کا ثبوت دیا تھا۔

ہیملٹن کے مقابلہ میں جیفرسن نے لوگوں پر اتنا گہرا اثر نہ ڈالا تھا۔ جیفرسن کا ہیملٹن کی ذات سے اور وُہ امریکہ اور وہاں کے باشندوں کو جس سانچے میں ڈھالنا چاہتا تھا، اُس سے جو اختلاف پیدا ہو گیا تھا وُہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا۔



جیفرسن نے ۳۱ - اکتوبر ۱۷۹۱ء کو نیشنل گزٹ کے نام سے ایک اخبار جاری کیا جس کے ذریعہ اُنہوں نے لوگوں میں فیڈرلسٹوں کے خلاف اور ری پبلکن پارٹی کے حق میں پرچار کیا۔

۱۴ - کیبنٹ میں اختلاف

جب فرانس ایک ری پبلک بن گیا تو جیفرسن کی یہ دلی خواہش تھی کہ یہ نئی گورنمنٹ کامیاب ہو۔ ہیملٹن کو انقلاب فرانس سے نفرت تھی۔ اُسے امید تھی کہ انگلستان اس نئی جمہوریت کے خطرے کو ختم کر دے گا۔ امریکہ میں یورپ کے متعلق دو طرح کے وچار بڑھ رہے تھے۔ ایک برطانیہ کے حق میں جس کا لیڈر ہیملٹن تھا۔ اور دوسرا فرانس کے حق میں جس کے لیڈر جیفرسن تھے۔ پہلا وار ہیملٹن نے کیا تھا۔

پہلے انگلستان نے امریکہ میں اپنا راجدوت نہیں بھیجا تھا اور تمام کام ایک غیر سرکاری ایجنٹ کرنل جارج بیک وتھ کیا کرتا تھا۔ جیفرسن نے کرنل بیک وتھ کی معرفت کوئی کام کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ اُن کا خیال تھا کہ انگلستان باقاعدہ راجدوت بھیج کر امریکہ کے خود مختیار درجہ کو تسلیم کرے۔ اب کرنل بیک کو جب کوئی ضرورت ہوتی تھی تو وہ وزیر خارجہ (جیفرسن) کی بجائے وزیر خزانہ (ہیملٹن) سے کام نکال لیتا تھا۔

بعد میں جب اس ایجنٹ کی جگہ پر انگلستان نے اپنا راجدوت جارج ہیمنڈ مقرر کیا تو اُس نے بھی کرنل بیک کی پیروی کی۔ اُس نے لنڈن میں اپنے اعلیٰ افسروں کو لکھ دیا کہ وُہ جیفرسن سے تعلقات رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتا۔

انگلستان کے ساتھ معاہدہ امن کی شرطوں کے باوجود بھی ابھی تک برطانوی فوجیں اُتر پچھمی علاقہ میں ٹھہری ہوئی تھیں۔ جب ہیمنڈ کی توجہ اس طرف دلائی گئی تو اُس نے بے پرواہی سے جواب دیا کہ برطانوی فوجوں کو وہاں رہنے کا حق ہے کیونکہ وُہ برطانیہ کا علاقہ ہے۔ جیفرسن نے برطانیہ کو جو جواب دیا اُس میں لکھا کہ برطانیہ کو اُس علاقہ میں فوجیں رکھنے کا کوئی حق نہیں۔ اور اگر وہاں سے فوجیں نہ ہٹائی گئیں تو امریکہ کو مجبوراً کوئی نہ کوئی قدم اُٹھانا پڑے گا۔ جیفرسن انگلستان سے لڑائی کرنے کے خواہشمند نہیں تھے کیونکہ امریکہ جب چاہے برطانوی تجارت کا بائیکاٹ کر سکتا تھا یا اس پر پابندی لگا سکتا تھا۔

ہیمنڈ کو جیفرسن کے جواب سے بڑی پریشانی ہوئی اور ہمیشہ کی طرح وُہ اپنے ہمدرد دوست ہیملٹن کی طرف راغب ہوا۔ ہیملٹن نے برطانوی راجدوت کو بتایا کہ یہ رپورٹ مسٹر جیفرسن کے برطانیہ کے ساتھ ذاتی اختلاف کو ظاہر کرتی ہے اور

اِس سے واشنگٹن یا کیبنٹ کے ممبروں کا کوئی سمبندھ نہیں۔ البتہ رپورٹ میں جو سخت الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وُہ ضرور قابل افسوس ہیں۔ جب ہیمنڈ نے لندن رپورٹ بھیجی تو اُس کے ساتھ وزیر خزانہ (ہیملٹن) کی رائے بھی لکھ دی۔ اس کا خیال تھا کہ برطانوی سرکار اب آسانی سے اس رپورٹ کو نظر انداز کر سکتی ہے اور وہی کچھ برطانوی سرکار نے کیا۔

انہی سالوں میں ہیملٹن کی دیش سے بیوفائی کسی حد تک لوگوں پر ظاہر ہو گئی مگر اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ کیبنٹ میں اختلاف اور کشیدگی بڑھ گئی۔

۱۷۹۱ء کے موسم بہار میں ایک ایسا واقعہ ہُوا جس نے دونوں فریقوں کے جذبات کو مشتعل کر دیا۔ فیڈرلسٹ کے سرکاری اخبار کا نام گزٹ آف دی یونائیٹڈ سٹیٹس تھا۔ جس کا ایڈیٹر جان فینو تھا۔ ۱۷۹۰ء کی سردیوں میں گزٹ نے ایڈمن برک کی کتاب "انقلابِ فرانس کی جھلکیاں" کی اشاعت پر خوشی کا اظہار کیا۔

ایڈمن برک امریکہ والوں کو بہت محبوب تھا۔ وُہ اِنگلستان میں اپنے بادشاہ کے خلاف امریکہ کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرتا رہا۔ لیکن اب اس کی عمر ساٹھ سال سے بھی اُوپر ہو چکی تھی اور اس قابل عزت انگریز کے لئے ایک انقلاب ہی کافی تھا۔ علاوہ ازیں جب اس نے یہ سنا کہ کس طرح پیرس کے ہجوم نے ورسیلز پر حملہ کر دیا اور ملکہ میری انٹونیٹ کو گالیاں دیں تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ "انقلاب فرانس کی جھلکیاں" کی سب سے بڑی خوبی تھی ملکہ کی خوبصورتی، جوانی اور شان وشوکت کی وضاحت۔ امریکہ کے ری پبلکنوں کی خوش قسمتی سے اس وقت انگلستان میں ایک شخص تھامس پین رہتا تھا جس نے امریکہ کے انقلاب میں بھی بڑا حصہ لیا تھا۔ ۱۷۷۶ء میں تھامس پین کا

پمفلٹ "کامن سینس" امریکہ کی آزادی کی تحریک کو منظر عام پر لے آیا تھا اور اسی کے نتیجہ کے طور پر اعلان آزادی تحریر کیا گیا تھا۔ جب پہلے یہ انقلاب آبادکاروں کے مخالف جانے لگا تو پین کے سلسلہ وار مضمون "دی کرائسس" نے لوگوں کی ہمت بندھائی۔ جب برک کی کتاب "انقلاب فرانس کی جھلکیاں" چھپ کر آئی تو تھامس پین خوشی سے اُچھل پڑا۔ ۱۷۹۱ء میں اس کے جواب میں ایک پمفلٹ "انسان کے حقوق" شائع ہوا۔ اس میں انقلاب فرانس کی زوردار لفظوں میں حمایت کی گئی تھی۔ جب برطانوی سرکار نے اس پمفلٹ پر پابندی لگائی تو اس سے پہلے یہ کافی تعداد میں بک چکا تھا اور امریکہ تک پہنچ گیا تھا۔

سب سے پہلے یہ پمفلٹ میڈیسن کے ایک دوست کے ہاتھ لگا۔ میڈیسن نے اس سے لیکر اسے جیفرسن کو پڑھنے کے لئے دیا۔ یہ جمہوریت کے حق میں ایک شاندار کتاب تھی اور جیفرسن اسے پڑھ کر جوش اور اتساہ سے بھر گئے۔ اس عرصہ میں میڈیسن کے دوست نے اپنی کتاب مانگی کیونکہ اس نے اسے فلاڈلفیا کے پرنٹر کے پاس بھیجنے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ میڈیسن کے اس دوست کا وقت اور تکلیف بچانے کے لئے جیفرسن نے وعدہ کیا کہ وہ پمفلٹ کو پڑھ کر خود ہی پرنٹر کے پاس بھیج دیں گے اور انہوں نے ایسا ہی کیا پمفلٹ کے ساتھ اُنہوں نے ایک خط میں دیر سے پمفلٹ روانہ کرنے کی وجہ بیان کی اور شکریہ کا اظہار بھی کیا۔

اُنہوں نے لکھا "مجھے یہ جان کر بڑی خوشی ہوتی ہے کہ اس پمفلٹ کو یہاں دوبارہ چھاپا جا رہا ہے۔ جو سیاسی اختلافات ہمارے خلاف پیدا ہو گئے ہیں اُن کے متعلق کھلے بندوں کچھ کہنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ لوگوں کے ہاتھ میں "کامن سینس" کے معیار کی ایک اور

کتاب آگئی ہے"۔

جب اس پمفلٹ کا امریکی ایڈیشن چھپا تو جیفرسن اور اُن کے سیاسی دشمنوں کو یہ دیکھ کر سخت حیرانی ہوئی کہ اس پمفلٹ کے دیباچہ کے طور پر جیفرسن کا وہی خط اُن کے دستخط اور سرکاری لقب کے ساتھ شائع کیا گیا تھا۔ برطانوی ایجنٹ اسے دیکھ کر بہت بگڑا اور اُس نے پوچھا کہ امریکہ کے وزیر خارجہ کا ایسے پمفلٹ کی سفارش کرنے سے کیا مطلب ہے جس پر برطانوی سرکار نے پابندی لگا دی ہے۔ فلاڈلفیا کے امیر طبقہ کو بھی بہت صدمہ پہنچا تھا اور وہ ناراض تھا۔ وائس پریذیڈنٹ جان ایڈمز کو بھی افسوس اور ناراضگی تھی اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ سب کچھ اُن کی ذات پر حملہ ہے۔ بوسٹن میں انکے لڑکے جان کوئنسی ایڈمز نے بھی یہی محسوس کیا اور وہ اسی وقت ٹام پین، ٹام جیفرسن اور جمہوریت کے خلاف اور برطانوی سرکار کی تعریف میں سلسلہ وار مضمون لکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔

میڈیسن نے مضمون لکھ کر جیفرسن کی حمایت کی اور میڈیسن کی امداد پر وہ سینکڑوں ہزاروں لوگ تھے جو لکھ تو نہیں سکتے تھے مگر خیالات میں اُن کے ساتھی تھے۔ یہ لوگ تھے کچھی علاقوں کے کسان، انقلاب کے سورما اور ہزاروں وہ جنہوں نے اعلان آزادی کو سنجیدگی سے محسوس کیا تھا۔

تمام دیش بھر میں فیڈرلسٹوں کے خلاف کمیٹیاں بننی شروع ہوگئیں۔ یہ کمیٹیاں فرانس کی سیاسی کلبوں کے نمونے پر قائم کی جا رہی تھیں۔ دیش کا جمہوریت پسند حصہ آخر کار بیدار ہو چکا تھا اور دونوں سیاسی دھڑے ایک دوسرے سے بالکل علیحدہ ہو چکے تھے۔ فیڈرلسٹوں کے خلاف لوگ جمہوریت پسند پارٹی میں شامل ہو رہے تھے۔ اب ضرورت تھی ایک ایسے اخبار کی جو جیفرسن اور ان کے دوستوں کے اسی طرح کام آسکے جس طرح ہیملٹن اور اُس کے

دوستوں کے لئے "گزٹ آف دی یونائیٹڈ سٹیٹس" تھا۔ ۳۱ اکتوبر ۱۷۹۱ء کو "نیشنل گزٹ" کا پہلا پرچہ شائع ہوا۔ اس کا ایڈیٹر شاعر فلپ فرینیو تھا۔ فرینیو "نیشنل گزٹ" کے لئے ایک آدرش ایڈیٹر تھا۔ وہ بچپن سے ہی باغیانہ خیالات رکھتا تھا، آزادی کے گیت لکھتا تھا اور اسے برطانوی حکومت سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ پہلے پرچہ میں ٹام پین کی تعریف، برک کی مذمت اور ہیملٹن کی پالیسی پر نکتہ چینی کے متعلق مضمون تھے۔ دوسرے پرچہ میں سینیٹ اور کانگرس کے ان ممبروں کا ذکر تھا جنہوں نے ہیملٹن کے بلوں پر ووٹ دے کر بھاری منافع کمایا تھا۔

جب بھی ہیملٹن یہ اخبار دیکھتا وہ غصہ سے آگ بگولا ہو جاتا۔ اس کو فرینیو پر کوئی غصہ نہیں تھا بلکہ غصہ تھا جیفرسن پر جنہیں وہ ان مضمونوں کا جنم داتا خیال کرتا تھا۔ آخر وہ ان حملوں کی تاب نہ لا سکا اور اس نے فینو کے اخبار کے لئے زہریلے مضمونوں کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ یہ مضمون مختلف ناموں کے ساتھ مثلاً "ایک امریکی کے قلم سے"، "ایک صاف گو اور ایماندار انسان کے قلم سے" چھپتے تھے۔ اس نے دعویٰ کیا کہ جیفرسن سرکاری خزانہ سے فرینیو کی اس لئے امداد کرتا ہے تاکہ وہ اس سرکار پر حملے کر سکے جو اس کی ان داتا ہے۔

واشنگٹن کو سیاسی اختلافات میں ذاتی سلسلہ شروع ہونے پر دکھ تھا۔ انہوں نے جیفرسن اور ہیملٹن کو خط لکھے کہ اس جھگڑے میں ان کی اپنی پوزیشن بڑی مشکل میں پڑ جاتی ہے۔ انہوں نے ان دونوں لیڈروں سے درخواست کی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ فراخدلی کا ثبوت دیں۔

ہیملٹن نے اپنے جواب میں یہ مان لیا کہ اس نے فینو کے اخبار "گزٹ" کے لئے

مضمون لکھے تھے۔ مگر اس نے یہ بھی کہا کہ مسٹر جیفرسن جب سے نیو یارک آئے ہیں، وہ اسی دن سے برابر اس کی (ہیملٹن) مخالفت کر رہے ہیں اور انہوں نے "نیشنل گزٹ" کیا اس لئے جاری نہیں کیا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں وزیر خزانہ کے خلاف نفرت پیدا کر سکیں ؟

جیفرسن نے اپنے خط میں لکھا کہ وہ ہیملٹن کے طریق کار سے اختلاف رکھتے ہیں اور اختلاف اس لئے نہیں کہ وہ طریقہ ہیملٹن سے تعلق رکھتا ہے بلکہ اس لئے ہے کہ یہ پالیسی ایک خاص محکمہ یعنی وزارت خزانہ کو لوگوں کی نمائندہ اسمبلی (کانگرس) پر ترجیح دے کر ری پبلک کو نقصان پہنچائے گی۔ انہوں نے مزید لکھا کہ اس ضمن میں یہ کہنا بھی ضروری ہے کہ مسٹر ہیملٹن ہمیشہ سے ہی ان کی وزارت کے کاموں میں اور خاص طور پر فرانس اور برطانیہ کے سلسلہ میں مداخلت کرتا رہا ہے۔

کیبنٹ میں اختلافات۔ ہیملٹن کی پارٹی کی نکتہ چینی اور "بہترین طبقہ" کی دھمکیاں جیفرسن کو پریشان کر رہی تھیں۔ جس ہستی کو فرانس کے لوگ نئے دور کا پیغمبر سمجھتے تھے اسے اپنے ہی دلیش کے پلیٹ فارم سے۔ کالجوں میں اور فلاڈلفیا کی نشست گاہوں میں نفرت انگیز ناموں سے پکارا جانے لگا۔

مارچ ۱۷۹۲ء میں جب کہ واشنگٹن کے پریذیڈنٹ کے عہدہ کی پہلی میعاد کا صرف ایک ہی سال رہ گیا تھا، جیفرسن نے ماؤنٹی سیلو میں آرام کی زندگی بسر کرنے کی تیاری سنجیدگی سے شروع کر دی۔

جب ۱۷۹۲ء میں واشنگٹن کو دوبارہ پریذیڈنٹ چنا گیا تو انہوں نے جیفرسن سے درخواست کی کہ وہ مستعفی نہ ہوں۔ میڈلین، منرو، پیج اور ایڈمنڈ رینڈلف نے بھی

اس کی تائید کی۔ اُنہیں اپنے دلیش کے لئے ہی اپنا ارادہ بدل دینا چاہیئے اور امریکہ کو فیڈرلسٹوں سے بچانا چاہیئے۔ انہیں لوگوں کو یہ کہنے کا موقع نہیں دینا چاہیئے کہ ہیملٹن نے اُنہیں اپنے عہدہ سے نکال باہر کیا ہے۔ آخر جیفرسن مان گئے کہ وُہ ابھی کچھ عرصہ اور کیبنٹ میں رہیں گے۔

جونہی جیفرسن نے فلاڈلفیا میں ٹھہرنے کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کی فیڈرلسٹوں اور نئی ڈیموکریٹک ری پبلکن پارٹی کے ممبروں کے درمیان کشمکش پہلے سے بہت زیادہ ہو گئی۔ سوال وہی تھا کہ فرانس اور انگلستان کی طرف ہمارا روّیہ کیا ہونا چاہیئے۔ اس جھگڑے کی ابتدا زینے کے معاملہ سے ہوئی۔

فرانس کی انقلابی سرکار نے امریکہ میں اپنا نیا راجدوت ایڈمنڈ چارلس زینے بھیجا۔ زینے بہت زیادہ جوشیلا آدمی تھا۔ وہ چارلسٹن کے مقام پر ایمبسکیڈ نامی جہاز سے اُترا۔ وہاں اس نے جہاز کو فلاڈلفیا بھیج دیا اور خود خشکی کے راستے سفر کیا تاکہ فرانس کی اس ساتھی ری پبلک سے واقفیت ہو جائے۔ ہر جگہ لوگوں نے انقلاب پسند فرانس کے راجدوت کا خوشی سے سواگت کیا۔

ایمبسکیڈ پہلے ہی فلاڈلفیا پہنچ گیا۔ جونہی جہاز بندرگاہ میں داخل ہؤا تو اُس نے پندرہ توپوں کی سلامی دی یعنی یونین کی ہر ریاست کے لئے ایک ایک توپ چلائی۔ تمام دن فلاڈلفیا کے لوگ جہاز کے گرد جمع ہوتے رہے جہاں اُن کا پرجوش سواگت کیا گیا۔

اس دوران میں کیبنٹ میں کشیدگی اور بھی بڑھ گئی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ حکومت کو زینے سے کیسا سلوک کرنا چاہیئے۔ ہیملٹن نے کچھ سوال واشنگٹن کو لکھ کر دیئے تاکہ وہ کیبنٹ سے ان کا جواب طلب کریں۔

پہلا سوال :- کیا زینے کا سواگت کرنا ضروری تھا؟
"جی ہاں - بڑی عزت کے ساتھ" ہیملٹن نے کہا۔
"ہاں - بلاشبہ" - جیفرسن نے کہا۔

دوسرا سوال :- زینے کا سواگت کرنے کے بعد کیا ہمیں اس سے فرانس کے باقاعدہ راجدوت کی طرح پیش آنا چاہیئے؟

ہیملٹن نے کہا اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ شاہ فرانس سے جو سلوک کیا گیا ہے وہ جائز یا مناسب ہے۔ ہمیں اپنی قسمت اس نئی ری پبلک سے کیوں وابستہ کرنی چاہیئے جبکہ دنیا کی بہت سی قابل احترام حکومتوں نے اس کی مخالفت کی ہے۔ اس لئے ہمیں زینے کا سواگت تو کرنا چاہیئے مگر اس کے ساتھ فرانس کے باقاعدہ راجدوت کا سا سلوک نہیں کرنا چاہیئے۔

جیفرسن نے کہا اگر ہم راجدوت کا سواگت کرتے ہیں تو اس کی سرکار کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو ہم راجدوت کا سواگت کر کے اس کی حکومت کو تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف اُس سے باقاعدہ راجدوت جیسا رویہ اختیار نہ کر کے اس کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتے؟

تیسرا سوال :- فرانس کے ساتھ ہمارے پرانے معاہدوں کا اب کیا ہو گا؟

ہیملٹن نے کہا ہم نے وہ معاہدے شاہ فرانس کے ساتھ کئے تھے اور اب جب کہ وہ شاہ ہی نہیں رہا یہ معاہدے بھی منسوخ سمجھے جائیں۔

جیفرسن نے جواب دیا ہم نے معاہدے فرانسیسی قوم اور فرانسیسی لوگوں سے کئے تھے۔ پہلے فرانسیسی لوگ شاہ کی معرفت اپنے معاملے طے کرتے تھے۔ اب انہوں نے اُسے

ہٹادیا ہے۔اس پر غور کرنا ہمارا کام نہیں۔یہ فرانس کا پرائیویٹ معاملہ ہے۔ اگر اس بات کو لیا جائے تو معاہدہ پر دستخط کرنے کے بعد دونوں طرف ہی حکومتیں بدل چکی ہیں۔ کیا آپ بھول چکے ہیں کہ معاہدہ طے کرنے کے بعد ہم نے اپنا نیا ودھان لاگو کیا ہے۔ مگر کیونکہ دونوں قومیں ابھی موجود ہیں اس لئے معاہدے بھی ابھی تک برقرار ہیں۔

اس کے بعد جیفرسن کی رائیں ہمیشہ کے لئے وزارت خارجہ کے لئے شمع ہدایت بن گئیں۔

واشنگٹن نے فرانسیسی راجدوت زینے کا سواگت کرنے کا فیصلہ کر لیا مگر ساتھ ہی انہوں نے یہ فیصلہ بھی کر لیا کہ فرانس اگر انگلستان یا یورپ کے کسی دوسرے دیش سے جنگ کرے گا تو امریکہ اس میں غیر جانبدار رہے گا۔

ایمبسکیڈ جہاز کے پہنچنے کے دو ہفتہ بعد زینے اپنا دورہ ختم کر کے فلاڈلفیا پہنچا۔ وزیر خارجہ جیفرسن نے اس کا پُرتپاک سواگت کیا۔ مگر جب وہ واشنگٹن سے ملنے گیا تو انہوں نے قدرے سرد مہری دکھائی۔ زینے سمجھ نہ سکا کہ کیوں پریذیڈنٹ، ان کی کیبنٹ اور کانگرس کے بیشتر ممبر ری پبلکن فرانس سے ہمدردی نہیں رکھتے۔ کیا اس نے اپنے دورہ کے دوران اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا کہ امریکہ کی تین چوتھائی آبادی نے اس کا پُرجوش خیر مقدم کیا تھا؟ امریکی سرکار اور امریکی جنتا کے اس فرق پر اسے پہلے پہل تو حیرانی ہوئی مگر بعد میں غصہ آنے لگا۔ اُس کا دعویٰ تھا کہ امریکہ اور فرانس کے معاہدہ کے مطابق اسے اجازت ہے کہ وہ برطانوی جہازوں پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے ہتھیار بند جہاز بھیجے جیسا کہ اس نے چارلسٹن میں بھی کیا تھا۔ جیفرسن نے اسے سمجھایا کہ واشنگٹن نے فیصلہ کیا ہے کہ امریکہ فرانس کی جنگوں میں غیر جانبدار رہے گا اور وہ (واشنگٹن) امریکہ میں

رہتے ہوئے اسے برطانوی جہازوں پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ زینے نے غصہ سے جواب دیا لیکن امریکہ کے لوگ تو غیر جانبدار نہیں ہیں۔ اس پر جیفرسن نے کہا کہ یہ ٹھیک ہو سکتا ہے مگر پریذیڈنٹ نے فیصلہ کیا ہے...... زینے نے بات کاٹ کر کہا۔ پریذیڈنٹ..... لیکن کیا امریکہ ایک ری پبلک نہیں ہے اور کیا یہاں کی جنتا کانگریس کی معرفت اپنے فیصلہ نہیں کرتی؟ جیفرسن نے تحمل سے جواب دیا۔ ہاں کانگریس قانون بناتی ہے اور پریذیڈنٹ انہیں لاگو کرتے ہیں اور کوئی بھی انہیں مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ

...... زینے پوری بات سنے بغیر ہی کھڑا ہو گیا اور مسٹر جیفرسن کے سامنے جھکتے ہوئے بولا میں ایسے ودھان کا احترام نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد زینے کی سرگرمیاں کچھ غیر مدبرانہ سی ہو گئیں۔ اسے اب تک یہی امید تھی کہ وہ پریذیڈنٹ کے فیصلوں کو بالائے طاق رکھ کر لوگوں کے نام اپیل کر سکتا ہے اُس نے برطانوی جہازوں پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے ہتھیار بند جہاز بھیج دئے۔ اس نے جیکبن انقلابی کلب قائم کر دی اور امریکہ میں ایک گھوڑسوار فرانسیسی دستہ تیار کر لیا۔

ایمبسیڈ کا سب سے بڑا کارنامہ تھا برطانوی جہاز "لِٹل سراہ" پر قبضہ کرنا۔ زینے نے اس برطانوی جہاز کا نام "لی پیٹٹ ڈیموکریٹ" یعنی "لِٹل ڈیموکریٹ" رکھ دیا۔ اسے مسلح کیا اور فلاڈلفیا میں پریذیڈنٹ کی جائے رہائش سے ایک دو میل کی دوری پر ڈیلاویئر کے دہانے سے روانہ کرنے کے لئے تیار کر لیا۔ ان دنوں واشنگٹن ماؤنٹ ورنن میں تھے اور جیفرسن نے زینے سے اس بات کا وعدہ لے لیا تھا کہ وہ واشنگٹن کی واپسی سے پہلے "لِٹل ڈیموکریٹ" کو روانہ نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہ شک تھا کہ اس جہاز پر امریکی اسلحہ اور امریکی لوگ ہیں اور جیفرسن چاہتے تھے کہ اس کا فیصلہ خود پریذیڈنٹ ہی کریں

کہ اس جہاز سے کیا سلوک کرنا چاہیئے؟

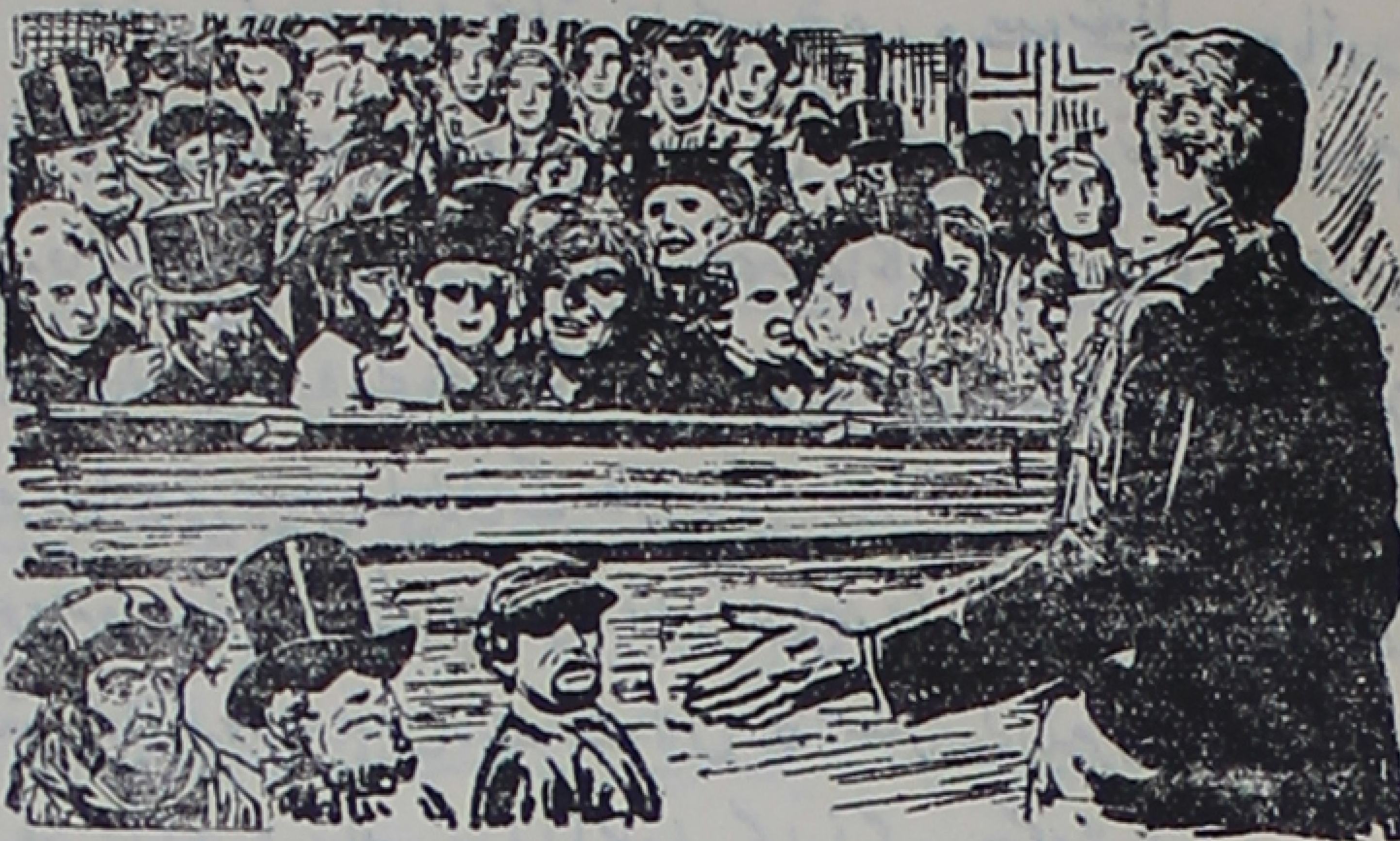
ہیملٹن کی خواہش تھی کہ جزیرہ مڈ میں توپ خانہ نصب کر دیا جائے تاکہ اگر "پٹیٹ ڈیموکریٹ" نامی جہاز پریذیڈنٹ کی ماؤنٹ ورنن سے واپسی سے پہلے حرکت کرنے کی کوشش کرے تو اس پر گولہ باری کی جائے۔ ہیملٹن انگلستان کی طرف سے ہونے والی ہر بے عزتی کو شیر مادر کی طرح پی جاتا تھا۔ یہ سوچ کر اور اس کے نئے بیوقوفانہ پلان کو دیکھ کر جیفرسن آپے سے باہر ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ "ہو سکتا ہے کہ توپ خانہ نصب کرنے سے جہاز کو روانگی کی ترغیب ملے۔ میں جنگی جہازوں کا ایک فرانسیسی بیڑے اور ۱۵۰ تجارتی جہازوں کی کسی وقت بھی ڈیلاویئر میں پہنچنے کی امید کی جا سکتی ہے۔ اگر پٹیٹ ڈیموکریٹ پر گولہ باری کی گئی تو ہو سکتا ہے کہ یہ فرانسیسی جہاز بھی اس کی مدد کو آ جائیں"۔

توپ خانہ نصب نہیں کیا گیا تھا۔ جب واشنگٹن واپس آئے تو وہ کیبنٹ کے آئے دن کے جھگڑوں سے تنگ آئے ہوئے تھے۔ اور انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ آئندہ تمام ایسے معاملے سپریم کورٹ کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔ تین دن کے اندر ہی پٹیٹ ڈیموکریٹ سمندر کو روانہ ہو گیا۔

جیفرسن نے حکومت فرانس کو احتجاج کے طور پر کئی ایک خط لکھے جن کے ساتھ ہی زینے کی غیر مدبرانہ کارروائیوں کی لسٹ بھی بھیجی اور فرانس سے کہا گیا کہ وہ اپنے راجدوت کو واپس بلالے۔ وزیر خارجہ کی حیثیت سے جیفرسن کا آخری کام یہ تھا کہ انہوں نے ایک احتجاجی خط زینے کو بھی بھیجا کیونکہ اب واشنگٹن کی درخواستوں کے باوجود بھی انہوں نے اپنے عہدہ سے دست بردار ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

زینے کو واپس بلالیا گیا۔ اُس وقت فرانس نے بھی امریکہ سے کہا کہ وہ بھی اپنے

راجدوت گورنیئر مارس کو واپس بلالے کیونکہ اس کی سرگرمیاں بھی یکساں طور پر ہی غیر مدبرانہ تھیں۔ امریکہ میں اپنے قیام کے دوران ژینیے کو نیویارک کے کٹر ری پبلکن گورنر جارج کلنٹن کی لڑکی سے محبت ہو گئی تھی۔ دونوں نے ایک دوسرے سے شادی کر لی۔ ژینیے امریکہ کا شہری بن گیا اور باقیماندہ زندگی وہیں گزار دی۔



جیفرسن نے اپنے جمہوری اصولوں کے مطابق فرانس کے ساتھ امن قائم رکھنے کی اپیل کی۔

۱۵۔ فرانس یا اِنگلستان؟

۱۷۹۳ء سال کے آخری دن جیفرسن نے کیبنٹ میں اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا۔ اڑھائی سال تک وُہ اپنی محبوب جگہ ماؤنٹی سیلو میں رہے۔ اُنھوں نے اپنا مکان دوبارہ بنوایا، کھیتی باڑی کی، ملنے جلنے والوں کو خاطر تواضع کی اور دوستوں کو خط لکھے۔ غرضیکہ وُہ بہت خوش تھے۔ ان کی عمر پچاس سال سے اُوپر تھی اور اب وہ ایک شریف کسان کی طرح دن گزارنا چاہتے تھے۔ اُنھوں نے واشنگٹن کی فلاڈلفیا میں جاکر اپنا پُرانا عہدہ سنبھالنے کی پیشکش کو ٹھکرادیا۔

جیفرسن کے دو سال بعد ہیملٹن نے بھی اپنے عہدہ سے استعفیٰ دے دیا اور نیویارک میں وکالت شروع کر دی۔ ہیملٹن ابھی تک پارٹی کا لیڈر تھا۔ جب یہ معلوم ہوا کہ واشنگٹن نے تیسری بار پریذیڈنٹ بننے سے انکار کر دیا ہے تو ری پبلکن ممبروں نے جیفرسن کو اس عہدہ کے لئے نامزد کرنے پر زور دیا۔ فیڈرلسٹ ممبروں نے جان ایڈمز کو نامزد کیا۔ یہ چیز ہیملٹن کے پلان کے مطابق نہ تھی۔ ایڈمز ایک اچھا فیڈرلسٹ تھا مگر وہ دوسروں کے حکم پر چلنے کا عادی نہ تھا۔ وہ ان چند ایک فیڈرلسٹوں میں تھا جو ہیملٹن کے اشاروں پر نہیں ناچتے تھے۔ اس لئے ہیملٹن نے ایڈمز کو ہرانے اور ایک اور فیڈرلسٹ تھامس پن کنی کو کامیاب کرانے کی بہت کوشش کی۔

اس سازش کا نتیجہ ہیملٹن کے لئے بہت مایوس کن نکلا کیونکہ نہ صرف ایڈمز کو پریذیڈنٹ چنا گیا بلکہ جیفرسن وائس پریذیڈنٹ بھی بن گئے۔ ایڈمز نے ۷۱ ووٹ حاصل کئے تھے اور جیفرسن نے ۶۸ ووٹ۔ اُن دنوں پریذیڈنٹ کے چناؤ میں جو امیدوار دوسرے نمبر پر سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرتا تھا اُسے وائس پریذیڈنٹ بنا دیا جاتا تھا۔ ایڈمز نے واشنگٹن کی پرانی کیبنٹ کو برقرار رکھا۔ اس کیبنٹ کے تمام ممبر ہیملٹن کے اشاروں پر ناچتے تھے چنانچہ ابھی فیڈرلسٹوں کے ہاتھ میں بہت کچھ تھا۔

۴ مارچ ۱۷۹۷ء کو چیمبر آف سینیٹ میں جیفرسن نے اپنے عہدہ کا حلف لیا۔ وہ اب سینیٹ کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔

سینیٹ کے پریذیڈنٹ کے فرائض غیر ملکوں سے تعلقات رکھنے کی نسبت کم محنت طلب تھے لیکن جس طرح انہوں نے وزیر خارجہ کی حیثیت سے کئی ایسے قانون اور قاعدے قائم کئے تھے جن پر اب تک عمل ہوتا ہے اُسی طرح سینیٹ کے

آج کے قاعدوں کو بنانے میں بھی اُن کا بڑا ہاتھ ہے۔

ان پرامن اصلاحات کے دوران اچانک ہی جیفرسن کو محسوس ہوا کہ امریکہ کے لوگ اُنہیں بہترین انسان سمجھنے کے ساتھ ساتھ ان سے نفرت بھی کرتے ہیں۔ اس بات کی ذمہ داری اُن حالات پر تھی جو پھر فرانس نے پیدا کر دئے تھے۔

گورنیئر مارس کو پیرس سے واپس بلا لینے کے بعد اُس کی جگہ جیمز منرو کو فرانس میں امریکہ کا راجدوت مقرر کیا گیا تھا۔ فرانس نے منرو کا پرجوش سواگت کیا۔ جیفرسن کے اس دوست (منرو) کی فرانس میں مقبولیت امریکہ کی فیڈرلسٹ کیبنٹ کو ناگوار گزری اور کیبنٹ نے اپنے اس نمائندے (منرو) سے اچھا برتاؤ نہ کیا۔ جب منرو نے فرانس کو بتلایا کہ انگلستان سے امریکہ کے گٹھ جوڑ کا کوئی خطرہ نہیں تو انہوں نے وہی بات ٹھیک۔ ٹھیک کہی تھی جو اسے امریکی سرکار کی طرف سے بتائی گئی تھی۔ اس کے بعد جب یہ افواہ پھیلی کہ جان جے نے لندن میں ایک ایسا معاہدہ کیا ہے جو انگلستان کے حق میں ہے تو اُسے (منرو) اور فرانس کو بڑی حیرانی ہوئی اور غصہ بھی آیا۔ فرانس یہ کیسے مان سکتا تھا کہ امریکی سرکار نے خود اپنے راجدوت (منرو) کو دھوکے میں رکھا ہے۔ منرو بھی اپنی مقبولیت کھو بیٹھا اور واشنگٹن کو اسے واپس امریکہ بلانا پڑا۔

جان جے کا انگلستان سے معاہدہ فیڈرلسٹوں کی فتح تھی۔ یہ معاہدہ امریکہ اور انگلستان کو ایک دوسرے کے نزدیک لانے کے لئے کیا گیا تھا۔ لیکن ایک طرح سے یہ امریکہ کی شکست تھی کیونکہ اس میں برطانوی لوگوں کے امریکی جہازوں میں سوار ہونے اور امریکی ملاحوں کی بھرتی کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ اب فرانس اپنے دشمن ملک انگلستان سے تجارت کرنے والے امریکی جہازوں پر حملہ کرنے کے لئے اپنے ہتھیار بند

جہاز بھیجنے میں اپنے آپ کو حق بجانب خیال کرتا تھا۔

واشنگٹن نے تب ایک کٹر فیڈرلسٹ جنرل سی سی پن کنی کو راجدوت بنا کر فرانس بھیجا۔ فرانسیسی غصہ سے آگ بگولا ہو رہے تھے۔ انہوں نے اس کا سواگت کرنے سے انکار کر دیا۔ جب ایڈمز پریذیڈنٹ بنے تو انہیں یہ تمام حالات درپیش آئے۔

جے کے برطانیہ سے توہین آمیز معاہدہ کی وجہ سے امریکہ کے لوگوں کی اکثریت انگلستان سے جنگ کرنے کے حق میں تھی۔ فیڈرلسٹوں نے سوچا کہ فرانس سے ٹکر لینے کے لئے یہ موقع اچھا نہیں ہے۔ اس لئے ہیملٹن نے تجویز پیش کی کہ فرانس کے ساتھ جھگڑے نپٹانے کے لئے ایک کمیشن بھیجا جائے۔ کمیشن کو ملک کا صحیح معنوں میں نمائندہ بنانے کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس کا ایک ممبر ری پبلکن ہو۔ ہیملٹن نے اپنے ایک حواری جنرل ناکس کے ذریعہ یہ تجویز رکھی کہ کمیشن میں ری پبلکن ممبر کی جگہ جیفرسن پُر کریں۔ شاید یہ تجویز جیفرسن کو ملک سے باہر بھیجنے کے لئے پیش کی گئی تھی۔

ایڈمز نے اس کا جواب دیتے ہوئے ناکس کو لکھا کہ "اگر شاہ فرانس اپنے بڑے بھائی مانسیر کو راجدوت بنا کر بھیجیں تو یورپ کے دیش کیا خیال کریں گے۔ مسٹر جیفرسن کی مثال بھی وہی ہے وہ دیش کے لئے اس بڑے شہزادے کی حیثیت رکھتے ہیں جو گدی کا حقدار ہوتا ہے۔ وہ آزاد امریکی حکومت کے جانشین ہیں"۔ ایڈمز نے اس معاملہ پر جیفرسن سے بھی صلاح مشورہ کیا۔ انہوں نے جیفرسن سے کہا کہ اگر وہ (جیفرسن) میڈیسن سے کہیں تو وہ فرانس جانے کے لئے رضامند ہو جائیں گے۔ جیفرسن کو اس بات پر شک تھا مگر انہوں نے میڈیسن سے کہنے کا وعدہ کر لیا۔

میڈیسن نے فرانس جانے سے انکار کر دیا۔ اگلی دفعہ جب جیفرسن اور ایڈمز

ملے تو جیفرسن نے میڈیسن کا قصّہ چھیڑ دیا۔ ایڈمز کو اس ذکر سے اس قدر پریشانی ہوئی کہ وہ جلدی ہی جیفرسن سے علیحدہ ہو گئے۔ جیفرسن کو شبہ ہُوا کہ اس دوران میں ضرور کچھ نہ کچھ ہُوا ہے۔ میڈیسن. جیسے کٹر ری پبلکن کو فرانس بھیجنے کا سوال اُٹھتے ہی تمام کیبنٹ نے مستعفی ہو جانے کی دھمکی دے دی۔ یہ آخری موقع تھا جب پالیسی کے معاملہ میں ایڈمز نے جیفرسن سے مشورہ کیا تھا۔

ایڈمز نے فرانس کو جو کمیشن بھیجا اُس میں یہ تین ممبر تھے۔ جنرل پن کنی (وہی فیڈرلسٹ جس کا پہلے ذکر آ چکا ہے) جان مارشل (ایک فیڈرلسٹ) اور البرج گیری۔ کمیشن میں صرف گیری ہی ایک ری پبلکن نمائندہ تھا۔ گیری اعلان آزادی پر دستخط کرنے والے نیتاؤں میں سے ایک تھا۔ بعد میں وُہ میڈیسن کے ماتحت وائس پریذیڈنٹ بھی بنا۔

فرانس کا وزیر خارجہ اس وقت ٹیلی رنڈ تھا اُس نے کئی دنوں تک کمیشن کو انتظار میں رکھا۔ آخر ایک رات کو تین فرانسیسی انہیں خفیہ طور پر ملے۔ تاریخ میں ان فرانسیسیوں کو مسٹر ایکس، مسٹر وائی اور مسٹر زیڈ کے خفیہ ناموں سے پکارا گیا ہے۔ ان خفیہ آدمیوں نے کمیشن کے ممبروں کو مشورہ دیا کہ وہ اپنا کام نکالنے کیلئے فرانسیسی سرکار کے نیتاؤں کو رشوت دیں۔

جب امریکن کمیشن کے تمام ممبروں کو اپنے کانوں پر یقین نہ آیا تو وہ فرط حیرت میں چلّا اٹھے۔ مگر فرانس کے انوکھے ناموں والے یہ اصحاب صرف کندھوں کو جھٹک کر رہ گئے۔

کمیشن کے ممبروں نے مسٹر ایکس، مسٹر وائی اور مسٹر زیڈ سے کئی اور ملاقاتیں کیں انقلاب فرانس اب اخلاقی کس مپرسی کی حالت میں تھا۔ اب اس میں پہلا سا جوش نہیں

رہا تھا اور اب فرانس نپولین کی طرف جھک رہا تھا جس نے جلدی ہی اسے فتح کر لیا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ ٹیلی رانڈ جیسے شخص کا اس قدر اعلیٰ عہدے پر ہونا ہی اس بات کا ثبوت تھا کہ اس طرح کی ذلیل اور کمینی حرکت ممکن ہو سکتی ہے۔ میڈیسن اس غیر ایماندارانہ کرتوت پر حیران رہ گئے۔ انہیں ڈر تھا کہ امریکہ یقینی طور پر انگلستان کی طرف راغب ہو جائے گا

فیڈرلسٹوں کے اخبار فرانس کے خلاف نفرت پھیلانے میں لگے ہوئے تھے۔ کانگرس نے نیوی کی وزارت کا محکمہ قائم کر دیا تھا۔ ہیملٹن جس نے کچھ ماہ پہلے فرانس کو بھیجے گئے امن کمیشن کے لئے جیفرسن کا نام تجویز کیا تھا اب اس کے سر پر بھی اپنے سرپھرے پیروکاروں کی طرح جنگ کا بھوت سوار تھا۔ مگر اس کی وجہ ایکس وائی زیڈ والا معاملہ نہیں تھا۔

وینیزولا کا فرانسسکو مرانڈہ ایک خوش قسمت سپاہی تھا۔ وہ ایک دلیش بھگت بھی تھا جس نے امریکہ کے انقلاب میں فرانسیسیوں کے ساتھ خدمات انجام دیں۔ پھر وہ انقلاب فرانس میں بھی لڑتا رہا۔ اب وہ سپین کے خلاف دکھنی امریکہ کے انقلاب کے خواب دیکھ رہا تھا۔ لندن میں وہ امریکہ کے راجدوت روفس کنگ سے ملا اور اسے اپنی سکیم کا گرویدہ بنا لیا۔ کنگ نے اس سکیم کے بارے میں ہیملٹن کو لکھا۔ سکیم یہ تھی کہ کسی طرح سپین کو فرانس کا ساتھی بنایا جائے۔ پھر امریکہ فرانس کے خلاف اعلان جنگ کر دے۔ دوسرے لفظوں میں یہ جنگ سپین کے بھی خلاف ہو گی۔ پھر امریکہ اور انگلستان مل کر سپین سے دکھنی امریکہ کی نوآبادیات چھین لیں۔ امریکہ کو اس سے یہ فائدہ تھا کہ فلوریڈا اور کو باکی نوآبادیات امریکہ میں شامل ہو جاتیں۔

ہیملٹن کے لئے اس سکیم کا سب سے شاندار حصہ وہی تھا جس میں وہ خود دکھنی امریکہ میں امریکی فوجوں کی کمان سنبھالنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اُس نے فرانس کے خلاف بہت زہریلی باتیں لکھنی شروع کر دیں۔

ری پبلکن پارٹی کا مسلّمہ لیڈر ہوتے ہوئے جیفرسن کو بھی نکتہ چینی اور گالیوں کا نشانہ بنایا جاتا۔ جیفرسن کے ساتھ ہر وقت جاسوس لگے رہتے تھے جو ان کے سیدھے سادھے بیانوں کو توڑ مروڑ کر اس طرح بنا دیتے تھے کہ فیڈرلسٹ اخبار ان بیانوں کو اُنہی (جیفرسن) کے خلاف استعمال کر سکیں۔

امریکہ میں جنگ کے جنون، جاسوسوں کی تلاش اور جیکبن کلبوں سے نفرت نے ایسی صورت حال پیدا کر دی تھی جو ری پبلکن پارٹی کو زک پہنچانے اور اسے ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے بے مثال تھی۔ بڑے بڑے مدبّروں جن میں ہیملٹن بھی تھا کی وارننگ کے باوجود بھی فیڈرلسٹوں نے دو نئے قانون بنا دیئے۔ ان کی وجہ سے امریکہ میں دہشت کا دور دورہ شروع ہو گیا۔

ری پبلکن خود گھبرائے ہوئے تھے اور اس قدر مضبوط نہ تھے کہ اس طوفان کا مقابلہ کر سکیں۔ کانگرس میں فیڈرلسٹوں کے خلاف صرف ایک ہی شخص نے جنگ کر رکھی تھی اور وہ تھا البرٹ گیلیٹن۔ فرانس کا مخالف گروپ البرٹ کے خلاف بھی بہت زہر اگل رہا تھا۔

البرٹ گیلیٹن جینوا (سوئٹزرلینڈ) میں پیدا ہوا۔ وُہ ایک شریف اور امیر گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ ۱۷۸۰ء میں وُہ نئی ری پبلک میں قسمت آزمائی کرنے کے لئے میسے چیوزٹس میں آیا تھا۔ وہ بہت صاف سوچتا تھا، بڑا متحمل مزاج تھا اور لیڈرانہ اوصاف

رکھتا تھا۔ ان خوبیوں نے اسے جلدی ہی اتنی فیڈرلسٹ پارٹی کا ایک سرکردہ لیڈر بنا دیا تھا۔

یہ بات کہ گیلیٹن سوئٹزرلینڈ میں پیدا ہوا تھا فیڈرلسٹوں کے ہاتھ میں ایک اچھا ہتھیار تھی۔ اُن کا کہنا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کے لوگ فرانسیسیوں کے بھائی بند ہیں اسلئے گیلیٹن کو فرانس کا حامی سمجھنا قدرتی بات تھی۔ اس پراپیگنڈہ کی وجہ سے گیلیٹن کے دوست بھی اس کا ساتھ دینے سے ڈرتے تھے۔ اسی غصہ میں کانگرس نے غیر ملکیوں کا بل پاس کر دیا۔ اس بل کے ماتحت امریکہ کا شہری بننے کے لئے غیر ملکی لوگوں کو چودہ سال تک امریکہ میں رہنا ہوتا تھا اور پریذیڈنٹ اس غیر ملکی کو جسے وہ خطرناک خیال کرتا ہو امریکہ سے نکل جانے کا حکم دے سکتا تھا۔ یہ بل فرانسیسیوں اور فیڈرلسٹ پارٹی پر نکتہ چینی کرنے والوں پر چوٹ کرنے کے لئے پاس کیا گیا تھا۔

مگر یہ بل لاگو نہ کیا گیا۔ اسے لاگو نہ کرنے کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ امریکہ میں کئی بھاگ کر آئے ہوئے یا جلا وطن، بادشاہ کے حامی فرانسیسی تھے جو فیڈرلسٹوں کو بہت عزیز تھے۔ دوسرے غیر ملکی زیادہ تر انگریز تھے جن کو فیڈرلسٹ کسی قیمت پر نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔

ری پبلکنوں کو غیر ملکی لوگوں کے اِس قانون سے سخت نفرت تھی۔ وہ امریکہ کو ایک ایسا سورگ بنانا چاہتے تھے جو دنیا بھر کے مظلوم لوگوں اور ظلم کے دشمنوں کو پناہ دے سکے۔

غیر ملکیوں کے لئے قانون کیونکہ لاگو نہیں ہو سکا تھا اس لئے بغاوت کا قانون (سیڈیشن لاء) جو کہ غیر ملکیوں کے لئے نہیں بلکہ امریکنوں کے لئے ہی تھا بڑے زور شور

سے لاگو کر دیا گیا۔ یہ قانون ان لوگوں کو جرمانہ اور قید کی سزا دیتا تھا جو سرکاری طریق کار کی مخالفت کرتے تھے۔ یہ قانون ڈیموکریٹک کلبوں کو ختم کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ زیادہ ضروری بات یہ تھی کہ اس قانون کے ماتحت امریکی قانون یا کسی سرکاری افسر پر نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی تھی۔ سزا دینے کے لئے فیڈرلسٹ جج کو صرف اتنی تسلی کرنی ہوتی تھی کہ اس فعل سے امریکہ کی حکومت یا اس کے افسر کی بدنامی ہوتی ہے۔ یہ تسلی کر لینے کے بعد وہ ری پبلکن مصنف یا ایڈیٹر کو جیل میں ڈال سکتا تھا۔

اگرچہ ری پبلکن پارٹی کے ایڈیٹروں کو جیل میں ٹھونسا جا رہا تھا مگر اس قانون دسیڈیشن یعنی بغاوت کا قانون) سے ری پبلکن پارٹی کو کچلا نہ جا سکا بلکہ اس کے برعکس جیسا کہ ہملٹن کو ڈر تھا دیش بھر میں فیڈرلسٹ پارٹی کے اس ظالمانہ قانون کے خلاف نفرت پھیل گئی۔ اور یہ قانون جن ڈیموکریٹک کلبوں کو ختم کرنے کے لئے بنایا گیا تھا وہ ہر جگہ عالم وجود میں آنے لگیں۔

اس عرصہ میں ڈیموکریٹک کلبوں کی حمایت کے بھروسہ پر جیفرسن ان دونوں قانونوں (غیر ملکیوں کا قانون اور بغاوت کا قانون) کے خلاف لڑ رہے تھے۔ یہ قانون ودھان کے خلاف تھے کیونکہ ان میں تقریر کرنے اور اکٹھے مل بیٹھنے کی آزادی پر روک لگائی گئی تھی۔ یہ ایسے قانون تھے جو اُن لوگوں کی حفاظت کے لئے بنائے گئے تھے جو کہ ودھان کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔

۱۷۹۸ء میں کانگرس کے اجلاس کے التوا کے دوران میں جیفرسن ورجینیا میں تھے۔ ماؤنٹی سیلو میں انہیں دو آدمی ملنے کے لئے آئے۔ وہ اپنے ساتھ ان غیر جمہوری قانونوں پر حملہ کرنے کا پلان لائے تھے۔ یہ لوگ تھے، ولسن کیری نکولس جو ورجینیا کا باشندہ تھا اور جیفرسن کا زبردست حامی تھا اور جان بریکن رج جو ایک نوجوان تھا اور جیفرسن کے چار دن

میں ڈوبا ہُوا تھا۔ ان کا پلان یہ تھا کہ ریاستی سرکاروں سے ایسے ریزولیوشن پاس کرائے جائیں جو اس بات کا اعلان کریں کہ یہ قانون آئین کے منافی ہیں اس لئے انہیں لاگو نہیں کیا جاسکتا۔ جیفرسن نے جیسا بھی وُہ چاہتے تھے اُنہیں ریزولیوشن لکھ دئے۔ بریکن رِج نے کچھ تبدیلیوں کے ساتھ انہیں نقل کر لیا اور انہیں کن ٹکی کی قانون ساز اسمبلی میں پیش کر دیا گیا۔ میڈیسن نے ورجینیا کے لئے ریز ولیوشن تیار کئے جو پاس کر دِئے گئے۔

جیفرسن اور اُن کے ساتھی، جانتے تھے کہ یہ ریزولیوشن فیڈرلسٹ ریاستوں میں پاس نہیں ہو سکیں گے لیکن اُنہیں یہ بھی معلوم تھا کہ ان سے رائے زنی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ قانونوں کے حق میں اور خلاف ہونے والی بحثوں سے تمام سچائی لوگوں کے سامنے آجائے گی اور وہ جانتے تھے کے مجموعی طور پر لوگ ان ظالمانہ قانونوں کی مخالفت کریں گے۔

اِس دوران میں فیڈرلسٹ اس بات سے قطعاً بے خبر تھے کہ امریکہ میں جنگ کی اسپرٹ تیزی سے ختم ہو رہی ہے۔ ہائی کمان کے لئے سازشیں جاری تھیں۔ اگرچہ جنگ کا اعلان ابھی نہیں کیا گیا تھا۔ واشنگٹن کو امریکی فوجوں کا کمانڈر انچیف ہونا تھا مگر اب، وُہ کافی بوڑھے ہو چکے تھے اس لئے یہ کام اب ان کی جگہ چھوٹے کمانڈر کو انجام دینا تھا۔ ہیملٹن یہ چاہتا تھا کہ فوجوں کی کمان اس کے حوالے کر دی جائے۔ بدقسمتی سے کمان کے لئے دوسرے اعلیٰ افسر کا انتخاب، ایڈمز نے کرنا تھا اور ہیملٹن سے ان کی دلچسپی گھٹتی جا رہی تھی کیونکہ وُہ ہر وقت انہیں یہ بتانے کی کوشش میں لگا رہتا تھا کہ پریذیڈنٹ کو کیا کرنا چاہیئے۔

آخرکار ودھان کے مطابق پریذیڈنٹ کو ہی فوجوں کا کمانڈر انچیف بنا دیا گیا۔

ہیملٹن نے ایڈمز کے ارادہ کا خاموشی سے انتظار نہ کیا اور اُس نے واشنگٹن کی

حمایت حاصل کی۔ آخر جب واشنگٹن نے ایڈمز کو مختصر سا نوٹ بھیجا تو ہیملٹن کو فوجوں کا چھوٹا کمانڈر بنا دیا گیا۔

جلد ہی دیش میں جنگی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ فوجی تو میں اس طرح اپنے سپاہیوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں کہ وہ شہری آبادی کو خاطر میں ہی نہیں لاتے۔ اخباروں میں فوجی سپاہیوں کی شہریوں پر سختی کی خبریں چھپنے لگیں۔ امریکی سویلینز اور ری پبلکنز کے علاوہ دشمن کا تو کہیں نام و نشان ہی نہیں تھا۔

جب ایکس وائی زیڈ کے کاغذات لے کر مارشل اور پن کنی فرانس سے آ گئے تو گیری وہیں رہ گیا۔ آخر کار اس نے ٹیلی رنڈ (فرانس کا وزیر خارجہ) سے راہ و رسم پیدا کر لی۔ اس نے گیری کو بتایا کہ فرانس کی سرکار کوئی ناخوشگوار قدم نہیں اٹھانا چاہتی اور فرانس امریکہ سے لڑائی کرنے کو ہرگز تیار نہیں۔ فرانس امریکہ کے ایسے راجدوت کا خوشی سے سواگت کرے گا جو انٹی ری پبلکن اور برطانیہ کا حامی نہ ہو۔ فرانس نے بھی اپنا راجدوت اس بات کے ڈر سے نہیں بھیجا تھا کہ شاید امریکہ اس کا سواگت نہ کرے۔ ٹیلی رنڈ نے دوستی کا ثبوت دیتے ہوئے گیری کو ایک نیا فرمان بھیجا جو کہ فرانس سرکار نے جاری کیا تھا۔ اس کے ماتحت فرانس کے تمام مسلح جہازوں کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وہ نقدی کی صورت میں اس بات کی ضمانت دیں کہ وہ بغیر اجازت کے امریکی جہازوں پر کوئی حملہ نہیں کریں گے۔

گیری اس اچھی خبر کو لے کر جلدی سے امریکہ پہنچا مگر جنگ کے لئے آمادہ فیڈرلسٹوں پر اس رپورٹ کا یہ اثر ہوا کہ وہ سمجھنے لگے کہ فرانس ڈر گیا ہے اور اب اسے شکست دینا آسان ہے۔ گیری کی خبر جیفرسن کے لئے بہت اچھی تھی اور وہ چاہتے تھے کہ اس صورت حال سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روشناس کرایا جائے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک

حیران کن پہلو بدلا - آپ شاید یہ سوچتے ہوں گے کہ جیفرسن اور ایڈمنڈ پینڈلٹن میں کوئی چیز بھی ایک جیسی نہیں ہو گی مگر ان میں کئی باتیں ایک سی تھیں۔ دونوں مخلص تھے، انصاف پسند تھے اور امن چاہتے تھے۔ جیفرسن نے ایڈمنڈ کو کہا کہ گبری کی اس قدر بڑی رپورٹ کو کوئی شخص بھی پڑھنا پسند نہیں کرے گا۔ تم اسے واقعات کا ایک مختصر سا خلاصہ بنا دو تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ صحیح صورتِ حال جاننے کے قابل ہو سکیں اور جنگجو فیڈرلسٹوں کی زبان بند ہو جائے۔

جنگ کا جنون کم ہوتا گیا۔ لافے ایتھ نے پیشکش کی کہ اگر واشنگٹن اسے مناسب خیال کریں اور امن قائم کرنے میں مددگار سمجھیں تو وہ امریکہ آنے اور ہر بات کو واضح کرنے کے لئے تیار ہے۔ ٹیلی رنڈ ایڈمز کو ذاتی طور پر جانتا تھا اور اس نے امریکہ میں ان کی (ایڈمز) جائے رہائش پر کچھ خوشگوار لمحے گزارے تھے۔ ٹیلی رنڈ نے پریذیڈنٹ کو ایک ذاتی پیغام بھیجا کہ گزرے ہوئے واقعات کو بھلا دیا جائے۔

جیفرسن کے ایک دوست ڈاکٹر لوگن نے جو غیر سرکاری طور پر حالات کا جائزہ لینے کے لئے فرانس گیا تھا، ٹیلی رنڈ سے بات چیت کی۔ فرانس کی ہر سرکردہ شخصیت نے اسے (ڈاکٹر لوگن) یقین دلایا کہ فرانس کی امریکہ کے ساتھ لڑائی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس خبر سے فیڈرلسٹ اس سے اور بھی بگڑ گئے۔ کانگرس نے وہ بل پاس کر دیا جو "لوگن بل" کے نام سے مشہور تھا۔ اس بل کے ماتحت کوئی امریکی بھی غیر ملکی حکومت کے کسی افسر کے ساتھ تحریری یا زبانی امریکہ اور فرانس کے آپسی جھگڑے کی بات نہیں کر سکتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں امریکہ کے ایک عام شہری کے لئے غیر ملکی افسروں کی موجودگی میں امریکہ کے بدلیشی معاملوں پر بات تک کرنے کی مناہی کر دی گئی تھی۔

جمہوریت کے ان مایوس کن دنوں میں ری پبلکن پارٹی کے حامیوں پر نہیں بلکہ فیڈرلسٹوں پر مصیبت آ پڑی۔ ایڈمز سب باتوں پر غور کر رہے تھے۔ پہلے گیری کی رپورٹ، پھر لوگن کی اور اب ہالینڈ میں امریکی راجدوت ولیم مرّے کی رپورٹوں سے ظاہر تھا کہ جنگ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور فرانس اپنے کیے پر نادم ہے۔ ایڈمز ایک ایماندار انسان تھے اور نپولین کی طرح اُن میں ملک گیری کی ہوس نہیں تھی۔ اُنہوں نے جنگ کا اعلان نہ کرنے کا فیصلہ کر لیا اور فروری ۱۷۹۹ئ میں مرّے کو فرانس کی ریپبلک کا راجدوت بنا دیا۔

ری پبلکن طرز کی حکومت کے حق میں جو رَو چلی تھی جیفرسن اس سے دو طرح سے تحسین کے مستحق تھے۔ پہلا یہ کہ اُنہوں نے ہمیشہ لوگوں کو صحیح واقعات سے روشناس کرانے کی کوشش کی اور دوسرا یہ کہ اُنہوں نے لوگوں کے سامنے جدوجہد کرنے کے لئے ایک باقاعدہ پروگرام رکھا۔ جیفرسن کا پہلا کام تھا لوگوں کے سامنے تمام واقعات اور حالات کو پیش کرنا۔ اس کے لئے اُن کا یہ پلان تھا کہ گیری کی رپورٹ کے متعلق پینڈلٹن کے پمفلٹ کی ہزاروں کاپیاں چھاپی جائیں اور وہ گھروں کو جانے والے کانگرس کے ممبروں میں تقسیم کی جائیں۔ جیفرسن نے نہ صرف خود ہی خطوں کا ایک نہ ختم ہونے والا تانتا باندھ دیا بلکہ اپنے دوستوں اور خاص طور پر میڈیسن پر بھی برابر یہ زور دیا کہ وُہ بھی لکھیں اور تقریریں کریں۔

ایک بات جس پر ہمیشہ ری پبلکن اخبار اور رسالے زور دیتے آئے تھے وُہ تھی جنگ کے بھاری اخراجات۔ یعنی ایک غیر ضروری جنگ کے لئے غیر ضروری اخراجات کیوں اُٹھائے جائیں۔ گیری کی رپورٹ اور دوسرے پمفلٹوں سے یہ صاف ظاہر تھا

کہ فرانس جنگ کرنا نہیں چاہتا اور نہ ہی وُہ امریکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس لئے فرانس سے جنگ کرنا غیر ضروری ہی تو تھا۔

جہاں تک جیفرسن کے پروگرام کا تعلق تھا وُہ غیر ملکیوں کے قانون اور بغاوت کے قانون دونوں کے ہی مخالف تھے۔ اور انہیں لوگوں کی آزادی کے لئے خطرہ سمجھتے تھے وُہ پیشہ ورانہ مستقل فوج کے بھی خلاف تھے۔ قومی بچاؤ کے لئے وُہ ایسی فوج کو ترجیح دیتے تھے جس کا ہر شہری ایک سپاہی ہو مگر پیشہ ور سپاہی کوئی نہ ہو۔

حکومت کو جہاں تک ممکن ہو سکے کفایت شعاری اور سادگی سے کام کرنا چاہیئے اور بادشاہت اور امیر طبقہ کی حکومت کا سلسلہ ختم ہونا چاہیئے۔ وُہ اس بات کے خلاف تھے کہ ریاستوں سے اختیارات لے کر فیڈرل گورنمنٹ کو دئے جائیں یا کانگرس کے اختیارات لے کر پریذیڈنٹ کو دِئے جائیں۔

اُنہوں نے لکھا کہ "میں تمام دلیشوں کے ساتھ آزادانہ تجارت کرنے کا حامی ہوں مگر کسی سے بھی سیاسی تعلقات رکھنے کا حامی نہیں"۔ انہوں نے اپنے فرانسیسی دوستوں کو صلاح دی تھی کہ وُہ آزادانہ تجارت کو اپنائیں کیونکہ ایک کھیتی باڑی کرنے والے دلیش کو اس بات کی ضرورت ہے کہ صنعتی مال کی قیمتیں کم ہوں۔ دوسرے دلیشوں سے سیاسی جوڑ توڑ کے خلاف اُن کی رائے اس وقت کے بہت سے امریکنوں کی نمائندگی کرتی تھی۔ اُن کا خیال تھا کہ پُرانی دنیا (امریکہ کے سوا دوسرے یورپی ممالک) سے سیاسی گٹھ جوڑ نئی دنیا (امریکہ) میں جمہوریت کی ترقی کے راستہ میں پیچیدگیاں پیدا کر دیں گے۔

وُہ مذہبی آزادی اور پریس کی آزادی کے حامی تھے اور آئین کے منافی اُن تمام قانونوں کے خلاف تھے جو استدلال سے نہیں بلکہ طاقت سے سرکاری افسروں کے رویہ کے خلاف

شہریوں کی جائز یا ناجائز نکتہ چینی یا شکایت کو دبا دیتے تھے۔ وُہ ترقی حاصل کرنے کی خواہش میں پیچھے ہٹنے کی بجائے آگے بڑھنے کے حامی تھے۔ آخر میں جیسا کہ اُنہوں نے خود کہا ہے وُہ سائنس کے ہر شعبہ کی ترقی کی حوصلہ افزائی کرنے کے حق میں تھے۔

جیفرسن ان اصولوں پر ایک سیاسی پارٹی کی بنیاد رکھنا چاہتے تھے لیکن فیڈرلسٹ جاسوسوں نے اُنہیں اِس قدر تنگ کر دیا تھا کہ اُنہوں نے ورجینیا میں خاموش گھریلو زندگی گزارنے کے متعلق سوچنا شروع کر دیا۔ گھر کی خاموش زندگی میں کم از کم سرکاری افسر باغیانہ بیانات کی تلاش میں ان کی چِھٹیوں کی اس قدر جانچ پڑتال تو نہیں کریں گے۔ اپنے کام کو ختم کر کے ۱۸۰۰ء کی گرمی اَور خزاں کے موسم میں جیفرسن ماؤنٹی سیلو چلے گئے جہاں وُہ اپنی جاگیر کی دیکھ بھال اَور کھیتی باڑی کا کام کرنے میں لگ گئے۔



جیفرسن کی سادگی کا ثبوت یہ ہے کہ وہ واشنگٹن کے بازاروں میں سے پیدل چل کر کانگرس کے پہلے اجلاس میں شریک ہونے کیلئے گئے۔

۱۶- پریذیڈنٹ جیفرسن

جن دنوں جیفرسن ماؤنٹی سیلو میں آرام کر رہے تھے ان دنوں جون ۱۸۰۰ء میں راجدھانی مستقل طور پر نئے شہر واشنگٹن میں تبدیل ہو گئی تھی۔ واشنگٹن دریائے پوٹومیک پر ایک بڑا شہر تھا اور جیفرسن نے ہیملٹن کے پہلے مالی بل کے سلسلہ میں امداد حاصل کرنے کے لئے اس شہر کو راجدھانی بنانے کی سودا بازی کی تھی۔

واشنگٹن کا شہر اچھا یا برا جیسا بھی تھا وہ جیفرسن کی اپنی راجدھانی تھا۔ فلاڈلفیا کا شہر امیرانہ سہی مگر ان کی راجدھانی نہیں بن سکا تھا۔ اسی نومبر میں جیفرسن کو امریکہ کا پریذیڈنٹ

چُن لیا گیا۔

اُن کا چناؤ جائز و ناجائز ہر طریقہ سے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر لڑا گیا تھا۔ ہیملٹن نہ صرف یہ چاہتا تھا کہ ری پبلکن پارٹی کا امیدوار ہار جائے بلکہ وُہ یہ بھی چاہتا تھا کہ ایڈمز دوبارہ پریذیڈنٹ بننے نہ پائیں۔ ہیملٹن، ایڈمز سے نفرت کرتا تھا اس لئے کہ اُنہوں نے فرانس سے صلح کر کے "غداری" کا ثبوت دیا تھا۔ پہلے تو ہیملٹن نے اس بات کی کوشش کی کہ واشنگٹن کو پھر امیدوار کھڑا کیا جائے۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا خط ماؤنٹ ورنن پہنچتا دیش پتا واشنگٹن کا دیہانت ہو گیا۔ پھر ہیملٹن نے ایڈمز پر نکتہ چینی کی اور اسے اخباروں میں چھپوا دیا۔ اس نے فیڈرلسٹوں سے اپیل کی کہ وُہ اپنے ووٹ پن کنی کو دیں۔ اِن حملوں کا نتیجہ صرف یہ ہُوا کہ لوگوں نے زیادہ تعداد میں ری پبلکن اُمیدوار کو ووٹ دِئے۔

دوسری بار امریکی لوگوں نے اعلان آزادی کے اصولوں پر عمل کیا تھا اور قدیم یورپ کے اصولوں کی مخالفت کی تھی۔ ایڈمز اور پن کنی دونوں ہار گئے اور جیت جیفرسن اور آرن بّر کی ہوئی۔

مگر جیفرسن اور بّر دونوں کو برابر کے ووٹ مِلے تھے۔ اب ایک ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی جس کے بارے میں ودھان میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ ودھان میں تو یہ درج تھا کہ دوسرے درجہ پر سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے والے کو وائس پریذیڈنٹ بنایا جائے گا۔ اور حقیقت یہ تھی کہ بّر کو وائس پریذیڈنٹ بنانے کے لئے ہی ری پبلکن پارٹی کے حامیوں نے ووٹ ڈالے تھے۔ ودھان میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اگر زیادہ ووٹ حاصل کرنے والوں میں کوئی اُلجھن پیدا ہو جائے تو ایوان نمائندگان اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ کون پریذیڈنٹ ہو اور کون وائس پریذیڈنٹ۔ ایوان نمائندگان میں ووٹ

لینے کا جو طریقہ رائج تھا اس کے مطابق فیڈرلسٹوں کی تعداد زیادہ تھی۔

ہیملٹن کو بّر سے نفرت تھی اور اس قدر نفرت شاید اُسے دنیا میں اور کسی کے ساتھ نہ ہوگی۔ وُہ بّر ہی تھے جنہوں نے نیویارک کی ریاست کو اس سے جیت لیا تھا۔ آرن بّر ترقی کے بہت خواہاں تھے اور اس لحاظ سے وُہ ہیملٹن سے ملتے جلتے تھے۔ بّر اپنے پریذیڈنٹ بننے کے لئے کوئی ترکیب نہیں لڑا سکے تھے اور نہ ہی اُنہوں نے کھلے لفظوں میں اسے چھوڑنے کا اعلان کیا تھا۔ اُن کے اعمال غیر واضح تھے اور اسی وجہ سے بہت سے ری پبلکنوں اور خود جیفرسن کو بھی اُن پر بھروسہ نہیں رہا تھا۔

جہاں تک جیفرسن کا تعلق ہے اُنہوں نے کانگرس کے فیصلوں کو ماننے کا اعلان صاف لفظوں میں کر دیا تھا۔ پریذیڈنٹ کو چُننے کے لئے بند کمرے میں ایوان نمائندگان کی میٹنگ ہوئی۔ سینیٹ کے ممبر گواہوں کے طور پر میٹنگ میں شریک ہوئے۔ سولہ ریاستوں میں ہر ریاست کو ایک ووٹ دینے کا حق تھا۔ پہلی بار جب ووٹ لئے گئے تو جیفرسن کو آٹھ اور آرن بّر کو چھ ووٹ ملے۔ دو ریاستیں ووٹ دینے کے متعلق کچھ فیصلہ نہ کر سکیں تھیں جیتنے والے امیدوار کو نَو ووٹوں کی ضرورت تھی اس لئے ووٹ پھر لئے گئے مگر نتیجہ وہی نکلا۔ ہاؤس نے ایک بار پھر ووٹ لئے مگر ووٹوں کی حالت وہی رہی۔ تمام رات ووٹوں کا سلسلہ جاری رہا مگر صبح تک کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ کئی دن گزر گئے مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ ووٹوں کی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ مارس گورنیر جیفرسن سے ملا اور اُنہیں مشورہ دیا کہ وہ زیادہ ووٹ حاصل کرنے کے لئے فیڈرلسٹوں سے سودا بازی کریں مگر جیفرسن نے اُن سے کسی قسم کا ناطہ جوڑنے سے انکار کر دیا۔ ایک ہفتہ گزر گیا۔ آخر چھتیسویں بار ووٹ لینے پر میری لینڈ اور ورمانٹ کی ریاستیں جیفرسن کے حق میں ہو

گئیں جس سے اُنہیں دس ووٹ حاصل ہو گئے۔

فیڈرلسٹوں کو اب ایسے وقت کا سامنا تھا جب دیش میں اُن کی حکومت کو ختم ہونا تھا۔ مگر انہوں نے ابھی ہمت نہیں ہاری تھی۔ ۴ مارچ کو نئے پریذیڈنٹ کا عہدہ سنبھالنے تک ایڈمز پریذیڈنٹ تھے اور کانگرس پر بھی اُن کا قبضہ تھا۔ کانگرس نے اپنے کئی وفادار فیڈرلسٹوں کو فائدہ پہنچانے کا کام تیزی سے شروع کر دیا۔ ہیملٹن کے پلان پر چلتے ہوئے کانگرس نے ایک ایسا قانون پاس کر دیا جس کے ماتحت بہت سی نئی فیڈرل عدالتیں قائم کی جانی تھیں اور ججوں کو زندگی بھر کے لئے مقرر کیا جانا تھا تاکہ ری پبلکن حکومت کے بننے پر انہیں ہٹایا نہ جا سکے۔ جیفرسن اس وقت وائس پریذیڈنٹ اور سینیٹ کے پریذیڈنٹ تھے۔ اُنہوں نے اس قانون پر اعتراض کیا کہ ملک میں اس وقت پہلے ہی ضرورت سے زیادہ عدالتیں ہیں۔ مگر ہیملٹن کے پلان سے اس بات کا کوئی تعلق نہ تھا۔

قانون جلدی ہی پاس کر دیا گیا۔ جج مقرر کر دیئے گئے اور سینیٹ نے ان کی تقرری کی منظوری بھی دے دی۔ وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ ۳ مارچ کی شام ہو چکی تھی اور کئی ایک تقرریوں پر ابھی دستخط کرنے باقی تھے۔ رات کو دیر تک چیف جسٹس اور قائمقام وزیر خارجہ جان مارشل اپنے میز پر بیٹھا تقرریوں کو پُر کرنے اور دستخط کرنے میں لگا رہا۔

جیفرسن نے لیوی لنکن کو پہلے سے ہی اپنا اٹارنی جنرل چُن لیا تھا۔ جیفرسن کے خاندان سے جو واقعہ معلوم ہوا ہے وہ اس طرح کا ہے کہ جیفرسن نے لنکن کو بلایا اور اپنی گھڑی اسے دے کر یہ حکم دیا کہ جس وقت رات کے بارہ بجیں وزارت خارجہ کا محکمہ سنبھال لیا جائے۔ رات کے ٹھیک بارہ بجے لنکن جج مارشل کے دفتر میں داخل ہوا اور سنجیدگی سے

کہا "مجھے مسٹر جیفرسن نے حکم دیا ہے کہ میں اس محکمہ اور اسکے تمام کاغذات سنبھال لوں"۔

"کیوں - مسٹر جیفرسن کو ابھی یہ حق حاصل نہیں ہوا"۔ بڑی حیرانی سے چیف جسٹس اور قائمقام وزیر خارجہ نے کہا" اور ابھی تو بارہ نہیں بجے"۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی گھڑی باہر نکالی۔

اس پر لنکن نے اپنی گھڑی نکالی اور مارشل کو دکھادی" یہ پریذیڈنٹ کی گھڑی ہے اور اب اس وقت سے اُن کی حکومت شروع ہو گئی ہے"۔ لنکن نے کہا۔

جج مارشل نے میز پر پڑی نامکمل تقرریوں کو حسرت بھری نگاہ سے دیکھا۔ مگر اس کی جیب میں بھی کچھ تقرریاں تھیں اور جن آدمیوں کو یہ دی گئیں اُنہیں "جان ایڈمز کے آدھی رات کے ججوں" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

پریذیڈنٹ بننے کے بعد جیفرسن کا پہلا کام کیبنٹ کو چُننا تھا۔ اُن کی پارٹی کے دو سرکردہ ممبر جیمز میڈیسن اور البرٹ گیلیٹن تھے۔ جیمز میڈیسن کا وزیر خارجہ بنایا جانا قدرتی تھا۔ البرٹ گیلیٹن کو وزیر خزانہ کا وہی محکمہ سونپا گیا جو کسی وقت ہیملٹن کے پاس تھا۔

جیفرسن اور ان کی کیبنٹ نے فوراً ہی فیڈرلسٹوں کی برائیوں سے ایڈمنسٹریشن کو صاف کرنا شروع کر دیا۔ اُنہوں نے بغاوت کے قانون کی خلاف ورزی کرنے کے جرم میں گرفتار لوگوں کو رہا کر دیا۔ جن سے جرمانے لئے گئے تھے اُنہیں واپس کر دئے۔ "آدھی رات کے ججوں" کی تقرریاں منسوخ کر دیں۔ غیر ملکیوں کے قانون اور بغاوت کے قانون کی خلاف ورزی میں جن لوگوں کو تکلیفات اُٹھانی پڑی تھیں، جیفرسن نے خود اُن تمام کو دوستی اور حوصلہ افزائی کے خط بھیجے۔

تھامس پین ابھی فرانس میں ہی تھا۔ وُہ ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں دُکھ کے دن کاٹ رہا تھا۔ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ جس قوم کو بنانے میں اُس نے اس قدر کام کیا تھا اس نے اسے بالکل ہی بھلا دیا تھا۔ جیفرسن نے اُسے خط لکھا کہ اب امریکہ تقریباً ویسا ہی ہو گیا ہے جیسا کہ وُہ انقلاب کے فوراً ہی بعد تھا جب کہ لوگ آزادی اور انسانی حقوق پر وشواس رکھتے تھے۔ کیا پین جس نے امریکہ کو ایسا بنانے کے لئے زندگی بھر محنت کی تھی واپس اپنے دیش میں آنا پسند کرے گا؟ پریذیڈنٹ نے اسے امریکی نیوی کے اُس جہاز میں واپس آنے کے لئے جگہ کی پیشکش کی جو اُن دنوں فرانس کا دَورہ کر رہا تھا۔ پین عام تجارتی جہاز میں سمندر پار کرنے کی جراٗت نہ کر سکتا تھا۔ ایسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ برطانوی نیوی کے جہاز اس کو پکڑ لیتے اور جیل میں بند کر دیتے۔ برطانوی حکومت نے ابھی ٹام پین کو بھلایا نہیں تھا اور اس کی کھوج جاری رکھی تھی۔

پین نے جیفرسن کی دعوت کو خوشی سے قبول کر لیا۔

دسمبر ۱۸۰۱ء میں کانگرس کا دوبارہ اجلاس ہُوا۔ وہاں جا کر سالانہ ایڈریس پیش کرنے کی بجائے جیفرسن نے اپنا سندیش لکھ کر بھیج دیا۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جو اِسوقت سے لیکر وُڈرو ولسن کے علاوہ سب پریذیڈنٹ کرتے رہے۔ فیڈرلسٹ اخباروں نے اس پر نفرت کا اظہار کیا اور کہا کہ کیا جو چیز شاہ انگلستان کے لئے ٹھیک ہے وہ جیفرسن کے لئے ٹھیک نہیں؟ بات یہ تھی کہ جیفرسن نے سندیش اس لئے لکھ کر بھیجا تھا کہ اُن کی تحریر تقریر کے مقابلہ میں اچھی تھی۔ اگر اُنہیں شاہ انگلستان کا خیال اُس وقت آتا تو وہ اپنا ارادہ بدل دیتے کیونکہ اُنہیں جس چیز سے بالکل کوئی لگاؤ نہیں تھا وُہ تھی لوگوں کو اپنی شان و شوکت سے مرعوب کرنا۔

انہوں نے سکوں پر پریذیڈنٹ کی تصویر بند کرادی۔ تحفے تحائف لینے کا سلسلہ بند کر دیا۔ اُنہوں نے اپنے جنم دن منانے کی بھی مناہی کر دی۔ ان سے پہلے ایڈمز اور واشنگٹن کے جنم دن منائے جاتے تھے۔ غرضیکہ اُنہوں نے ہر وہ رسم روک دی جس سے شاہانہ جاہ و جلال جھلکتا تھا۔

جیفرسن آٹھ سال تک امریکہ کے پریذیڈنٹ رہے۔ ان آٹھ سالوں میں سب سے اہم جو واقعہ ہوا وہ لوئیزیانہ کی خرید کا تھا۔ جب امریکہ کی سرحد دریائے مس سی پی تک پہنچ گئی تو مشکل یہ پیش آئی کہ نیو اورلینز پر کون قبضہ کرے۔ اگر پچھمی علاقہ کنٹکی اور اوہیو کے کسان مس سی پی کے ذریعے اپنی زرعی پیداوار مکسیکو کی خلیج میں نہیں بھیجتے تھے تو اُن کی تباہی یقینی تھی۔ زمین کا راستہ ایک کچی پگڈنڈی کے سوا کچھ نہ تھا۔ جب تک یہ علاقہ سپین کے قبضہ میں تھا کوئی تکلیف نہیں تھی کیونکہ سپین بہت کمزور دیش تھا۔ مگر جب ۱۸۰۲ء میں نپولین نے اس پر قبضہ کر لیا تو اُس نے سپین اور امریکہ کے درمیان تمام معاہدے منسوخ کر دیئے اور نیو اورلینز کے علاقہ میں امریکی اجناس کی درآمد بند کر دی۔

پچھمی علاقہ میں جنگ کے نعرے بلند ہونے لگے۔ اب کی دفعہ پوربی علاقہ کے فیڈرلسٹ امن بحال رکھنے کے حق میں تھے۔ جیفرسن نے دیش کو جنگ کی آگ میں جھونکنے سے انکار کر دیا اور وُہ اپنے اس فیصلہ پر قائم رہے۔ اُنہوں نے رابرٹ لونگسٹن کو امریکی راجدوت بنا کر فرانس میں بھیج دیا تاکہ وہ اس معاملہ میں کوئی نہ کوئی سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرے۔ لونگسٹن نے نپولین سے بات چیت شروع کر دی اور ۶۰ لاکھ ڈالر میں نیو اورلینز خریدنے کی پیشکش کی۔ مگر اسے کامیابی کی امید نظر نہ آئی۔ اس نے امریکی سرکار کو لکھا کہ شاید یہ بات چیت کامیاب نہ ہو سکے۔ جیفرسن نے بات چیت میں لونگسٹن

کا ہاتھ بٹانے کے لئے جیمز منرو کو بھیج دیا۔

اس سے پہلے کہ منرو پیرس پہنچتا نپولین نے فوراً ہی فیصلہ کر لیا۔ وُہ انگلستان کے خلاف جنگ کا اعلان کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت برطانوی بحری بیڑا دُنیا بھر میں سب سے مضبوط تھا اور پھر نپولین لوئیزیانہ کے دور افتادہ علاقہ کی کس طرح حفاظت کر سکتا تھا اس کے علاوہ جنگ کرنے کے لئے نپولین کو دولت کی ضرورت تھی۔ اس لئے نپولین نے ۱۵۰ لاکھ ڈالر میں نیو اور لینز اور لوئیزیانہ کا تمام علاقہ امریکہ کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

لونگسٹن ششدر رہ گیا۔ امریکہ کے علاقہ کے برابر وسیع علاقہ خریدنا کچھ معمولی بات نہ تھی۔ اگرچہ اس قدر بڑا علاقہ خریدنے کی اسے ہدایت نہیں کی گئی تھی مگر اُس نے حوصلہ سے کام لیتے ہوئے یہ سودا کر ہی لیا۔ منرو بھی اب پیرس پہنچ گیا تھا اور اُس نے لونگسٹن سے اتفاق رائے کیا۔ اپریل ۱۸۰۳ء میں اُنہوں نے معاہدہ پر دستخط کر دیئے۔

جیفرسن کو اس پر بہت حیرانی ہوئی اُنہیں خیال بھی نہیں تھا کہ فرانس اپنا علاقہ اتنی آسانی سے اُن کے حوالے کر دے گا۔ مگر دوسری طرف ان کا ضمیر انہیں ملامت کر رہا تھا کہ کیا وہ دھان اُنہیں اس طریقہ سے علاقہ حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ آخر دھان میں ترمیم کرنے کا خیال ان کے ذہن میں آیا مگر اس بات کے لئے وقت کہاں تھا۔ ہو سکتا تھا کہ اس عرصہ میں نپولین اپنا ارادہ بدل دیتا۔ آخر معاہدہ طے پا گیا۔

سینیٹ میں فیڈرلسٹوں نے طوفان مچا دیا کیونکہ وُہ جانتے تھے کہ لوئیزیانہ میں زیادہ تر جمہوریت پسند اور ایسے کسان لوگ آباد تھے جو جیفرسن کے حامی تھے اور امریکہ میں شامل ہونے والے یہ لوگ پچھم کی طرف بڑھتے ہوئے آخر شانت ساگر تک پہنچ گئے۔

لوئیزیانہ کے علاقہ سے آخر لوئیزیانہ، ارکنسو، مسوری، آئیوا، دکھنی ڈکوٹا، نیبراسکا

کنساس اور اوکلہوما کی ریاستوں کی تشکیل کی گئی۔ کولوراڈو، مونٹانہ، وایومنگ، نارتھ ڈکوٹا اور منے سوٹا کی ریاستوں میں بھی اس علاقہ کا بہت سا حصہ شامل کیا گیا۔ لوئیزیانہ کے علاقہ کا بہت سا حصہ ابھی معلوم نہیں کیا گیا تھا۔

جیفرسن چاہتے تھے کہ اتر پچھمی علاقوں کی کھوج لگانے کے لئے ایک تجربہ کار مشاہد کی ضرورت ہے۔ جب وہ فرانس میں تھے تو انہوں نے لیڈیارڈ کے شوق کو ہوا دی تھی کہ وہ ان علاقوں کو دریافت کرے۔ ۱۷۹۲ء میں کیپٹن گرے نے شانت ساگر کے ساحل کے ساتھ ساتھ دریائے کولمبیا دریافت کیا تو جیفرسن کا اشتیاق پھر بھڑک اٹھا۔ اس سال انہوں نے امریکی فلاسفیکل سوسائٹی کو مشورہ دیا کہ اِس علاقہ میں اپنی مہم بھیجے۔ وہ خود جیفرسن اور کچھ دوسرے اس مہم کا خرچ برداشت کریں گے۔

یہ مہم واقعی شروع ہوگئی اور انیس سال کے نوجوان میری ویدر لیوس کو اس کا انچارج بنایا گیا۔ لیوس نے ماؤنٹی سیلو سے دس میل کی دوری پر پرورش پائی تھی۔ لیکن اس مہم کا دوسرا لیڈر جو ایک فرانسیسی سائنسدان تھا فرانس سرکار نے کہیں اور بھیج دیا تھا اِس لئے یہ مہم ناکام رہی۔ ۱۸۰۱ء میں لیوس پریذیڈنٹ کا پرائیویٹ سیکرٹری بن گیا اور پھر تو اُن میں پچھمی علاقہ دریافت کرنے پر ضرور کئی بار بات چیت ہوتی ہوگی۔

۱۸۰۳ء میں مہم بھیجنے کا موقع پھر ہاتھ آیا۔ کانگرس انڈین قبیلوں میں تجارتی دفتر قائم کرنے کے ایکٹ پر بحث کر رہی تھی۔ پریذیڈنٹ نے کانگرس کو ایک خفیہ پیغام بھیجا کہ اس سلسلہ میں مسوری کی وادی کے انڈین کو نظرانداز نہ کیا جائے۔

اس پیغام کو خفیہ طور پر بھیجنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ یہ علاقہ فرانس کے قبضہ میں تھا۔ تجارت کے لئے راستے بنانے اور ان راستوں پر تجارت کرنے کے امکانات معلوم کرنے کے لئے پہلے مہم روانہ کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

کانگرس نے اس مہم کے اخراجات کے لئے پریذیڈنٹ کے نام تھوڑی سی رقم منظور کی۔ کچھ رقم جیفرسن نے اپنی جیب سے دی اور لیوس کو نئی مہم کا انچارج بنا دیا گیا۔ دو سال تک اکٹھے کام کرنے کے بعد بھی جیفرسن کو یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ لیوس اس کام کے لئے ایک آدرش انسان ہے۔ وہ ایک اچھا لیڈر، جنگلوں کا واقف کار اور انڈین کے کریکٹر، رسم و رواج اور عقیدوں کو جاننے کے علاوہ قدرت کی نیرنگیوں کو بھی قریب سے دیکھنے کا عادی تھا۔ غرضیکہ اس میں وہ تمام باتیں تھیں جو کہ جیفرسن ایک مہم کے سلسلہ میں اُمید کرتے تھے۔

لیوس نے اپنے پرانے فوجی ساتھی ولیم کلارک کو اپنے ساتھ لے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ لیفٹیننٹ کلارک، جارج روگرز کلارک کا چھوٹا بھائی تھا۔ یہ جارج روگرز کلارک وہی صاحب ہیں جنہوں نے جیفرسن کے ورجینیا کے گورنر بننے سے پہلے امریکہ کے لئے اتر پچھمی علاقہ پر قبضہ کیا تھا۔ اپنے بھائی کی طرح ولیم کلارک بھی جنگلوں کی سیاحت کرنے اور انڈین سے لڑنے میں بڑا ماہر تھا۔

۱۸۰۳ء کے آخر میں لیوس اور کلارک اپنی مختصر سی پارٹی کو دریائے مسوری کے دہانے پر سینٹ لوئیس کے موسم سرما کے کوارٹروں میں لے گئے جہاں اُنہوں نے اپنی مہم کے آدمیوں کو ٹریننگ دی تاکہ وہ موسم بہار میں روانہ ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔ اس اثنا میں خبر ملی کہ نپولین نے لوئیزیانہ کا علاقہ فروخت کر دیا ہے۔ اب تو ہم امریکہ

کے علاقہ میں ہی کی جاتی تھی اور اب فرانس یا سپین کی مداخلت کا کوئی ڈر نہ تھا۔

۱۴ مئی ۱۸۰۴ء کو مہم تین کشتیوں میں روانہ ہوئی۔ اس مہم میں ۱۴ فوجی سپاہی، ۹ والنٹیئر، ایک ترجمان اور اُس کی انڈین بیوی اور کلارک کا حبشی غلام شامل تھے۔ سفر کے کچھ حصہ میں ان کے ساتھ مزید سولہ آدمی بھی تھے۔ وُہ سردی انہوں نے مندن انڈین کے ساتھ اُتری ڈکوٹا میں گزاری۔ وُہ مسوری دریا کے ساتھ ساتھ اوپر کو چلتے گئے۔ آخر وُہ ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں دریا کے تین حصّے ہو جاتے تھے۔ اِن حصّوں کا نام لیوس نے "جیفرسن" "میڈلیسن" اور "گیلیٹن" رکھ دیا۔ پھر وُہ "جیفرسن" کے ساتھ مونٹانہ کے دکھن پچھم کی طرف چل پڑے جہاں شوشون انڈین نے اُنہیں پہاڑیوں کو پار کرنے کے لِئے گھوڑے دِئے۔ وُہ کینوز میں دریائے کولمبیا کے کنارے نیچے کو جاتے ہوئے ۱۵ نومبر ۱۸۰۵ء کو اِس کے دہانے پر پہنچ گئے۔

ڈیڑھ سال کے عرصہ میں مہم نے تقریباً چار ہزار میل کا سفر طے کیا۔ وُہ مہم کے دوران کئی ایسے انڈین قبیلوں سے مِلے جنہیں گوری نسل کے لوگ پہلے کبھی نہیں مِلے تھے۔ انہیں کئی جنگلی جانور دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مثلاً جنگلی ریچھ، پہاڑی بکری اور کالے رنگ کے ہرن۔ اُنہوں نے مختلف جگہوں سے مٹی، نمک، معدنیات اور پودوں کے نمونے بھی اکھٹے کِئے۔ یہ پہلی پارٹی تھی جو مکسیکو کے اُتر میں براعظم کو پار کر کے شانت ساگر تک پہنچ گئی تھی۔ اور اسی وجہ سے اس نے اورگن کے علاقہ پر امریکہ کا حق جما دیا جیفرسن کو جو امید تھی یہ مہم ہر لحاظ سے اس پر پوری اُتری تھی۔

سردی کا موسم سمندر کے ساحل پر گزارنے کے بعد یہ پارٹی ۲۳ مارچ ۱۸۰۶ء کو واپس روانہ ہوئی۔ روانگی سے چھ ماہ بعد یہ سینٹ لوئیس پہنچی۔ جانے میں جس

قدر عرصہ لگا تھا سینٹ لوئیس تک واپسی پر اس سے تہائی وقت صرف ہُوا۔ حالانکہ راستہ میں پیلے رنگ کے پتھر کو دریافت کرنے میں اُنہیں رکنا پڑا تھا۔لیوس اور کلارک اپنے وقت کی اس بہت رومانی مہم کو کامیابی سے ختم کر کے واپس واشنگٹن پہنچے۔ مہم کے لیڈروں کو انعام کے طور پر بہت سی زمین دی گئی۔کیپٹن لیوس کو لوئیزیانہ علاقہ کے اُتری حصّے کا گورنر بنا دیا گیا اور کلارک کو علاقائی فوج کا بریگیڈئر جنرل بنا دیا گیا۔بعد میں اسے انڈین ایجنٹ مقرر کر دیا گیا۔

ہیملٹن کا یہ خیال تھا کہ سرکار کو ہمیشہ امیر لوگوں کا مقروض رکھا جائے۔اس سے ایک طرف تو امیر لوگوں کو سرکار سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے گا اور دوسری طرف وہ سرکار کی امداد بھی کریں گے کیونکہ اُن کا سرمایہ سرکار کے پاس لگا ہُوا ہوگا مگر جیفرسن کا خیال عجیب تھا اور کسی سرکار نے آج تک اس خیال پر عمل نہیں کیا تھا۔ وُہ خیال یہ تھا کہ ہر نسل اپنے قرضوں کو خود ادا کرے۔جیفرسن یہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ قرضہ تو لوگ خود لیں اور ادائیگی ان کے بچے کریں۔

چنانچہ جیفرسن اور گیلیٹن نے یونائیٹڈ سٹیٹس بنک (امریکہ کے بنک) کے سرکاری حصّے فروخت کر دیئے۔اُنہوں نے زمین کو سستے داموں پر بیچ کر لوئیزیانہ کی قیمت ادا کی۔سرکاری اخراجات کو کم کیا اور اُن غیر ضروری دفتروں کو جو محض جاہ پسند فیڈرلسٹوں کو کھپانے کے لیئے قائم کیئے گئے تھے ختم کر دیا۔اُنہوں نے غیر ملکوں کو بھیجے جانے والے راجدوتوں کی تعداد میں کمی کر دی اور نیوی کو گھٹا دیا۔بچت کے ان طریقوں کے بعد کانگرس کے لِئے دلیش میں ٹیکسوں کو کم کرنا ممکن ہو گیا تھا۔

جیفرسن کے عہدہ کی پہلی میعاد پوری ہونے کو تھی۔ سارا دلیش ری پبلکن پارٹی

کی حکومت سے خوش تھا اور جیفرسن کو بہت زیادہ شہرت اور ہر دلعزیزی حاصل ہو گئی تھی۔ اُنہیں اب دنیا کا مسرور ترین انسان ہونا چاہیئے تھا۔ مگر سیاسی زندگی کے اس عروج پر اُنہیں گھریلو صدمہ نے آلیا۔ اُن کی لڑکی مارہ تھا کا دیہانت ہوگیا۔ جیفرسن نے اپنے سکول کے پرانے دوست پیج کو جو اس وقت ورجینیا کا گورنر تھا لکھا "میری ساری پونجی کا آدھا حصّہ لُٹ چکا ہے"۔ اُنہی سردیوں میں مارہ تھا کا کنبہ وہائٹ ہاؤس میں آگیا تاکہ جیفرسن اس صدمہ کو بھلا سکیں۔

۱۸۰۴ء کے انتخاب میں جیفرسن کو ۱۶۲ ووٹ ملے جب کہ فیڈرل اُمیدوار سی سی پن کنی کو صرف ۱۴ ووٹ حاصل ہوئے۔ ری پبلکن پارٹی کی اس شاندار فتح نے فیڈرلسٹ پارٹی کو ختم کر دیا۔ جولائی ۱۸۰۴ء میں ہیملٹن کی موت نے پہلے ہی پارٹی کی کمر توڑ دی تھی۔ آرن برّ اور ہیملٹن کے درمیان دشمنی اس قدر بڑھ گئی تھی کہ برّ نے فیڈرلسٹ لیڈر ہیملٹن کو دوبدو لڑائی کا چیلنج بھیجا اور اس لڑائی میں ہیملٹن مارا گیا۔

اِس واقعہ نے برّ کی سیاسی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس دفعہ جیفرسن کا وائس پریذیڈنٹ جارج کلنٹن تھا جو پہلے نیویارک کا گورنر رہ چکا تھا۔ آئین کی بارہویں ترمیم پاس کر دی گئی تھی تاکہ پھر کبھی یہ الجھن پیدا ہی نہ ہو کہ پریذیڈنٹ کون ہو اور وائس پریذیڈنٹ کون ہو؟ اب آئندہ وائس پریذیڈنٹ کو وائس پریذیڈنٹ کے طور پر ہی ووٹ دیئے جانے کا فیصلہ کر دیا گیا۔

جیفرسن اپنے دوبارہ پریذیڈنٹ بننے کا عرصہ عوام کی بہبودی اور تعلیم اور سائنس کی حوصلہ افزائی کرنے میں لگا دینا چاہتے تھے۔ قومی قرضہ کو ادا کرنے کے بعد یہ کام آسان ہو جانا چاہیئے تھا۔ مگر یورپ میں پیدا ہونے والے حالات نے عوام کی

خوشحالی اور خوشنودی کے ان عظیم منصوبوں کو ختم کر دیا۔

یورپ پر قبضہ کرنے کے لئے انگلستان اور فرانس دونوں میں ٹھن گئی تھی۔ انگلستان نے اپنے مضبوط بحری بیڑے کے بل بوتے پر فرانس کی ناکہ بندی کر کے اسے ناکوں چنے چبانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ۱۸۰۶ء میں انگلستان نے یورپ کے پچھمی ساحل کی ناکہ بندی کرنے کا اعلان کر دیا۔ نپولین نے جوابی وار کرتے ہوئے برطانیہ کے جزیروں کی ناکہ بندی کا اعلان کر دیا مگر نپولین کی ناکہ بندی کا مطلب کچھ نہیں تھا کیونکہ اسے عملی جامہ پہنانے کے لئے اس کے پاس جہاز ہی نہیں تھے۔ لیکن انگلستان کی ناکہ بندی امریکہ کی تجارت کے لئے تباہ کن ثابت ہوئی۔ جلد ہی امریکہ کے ساحل پر فرانس کے جنگی جہاز پہنچ گئے۔ انگلستان کے جہاز بھی اردگرد منڈلانے لگے اور امریکی جہازوں پر قبضہ کرنے لگے جو کہ غیر جانبدار ملکوں کے حقوق کی صریحاً خلاف ورزی تھی۔ بہت سے امریکیوں نے انگلستان کے خلاف جنگ شروع کرنے کا شور مچایا۔ بعض امریکیوں کے تجربے مختلف تھے۔ اُنھوں نے نپولین کے خلاف جنگ کرنے پر زور دیا۔ امریکہ، فرانس اور انگلستان میں سے کسی ایک کے خلاف بھی جنگ کرتا تو دوسرے کی خواہ مخواہ مدد ہوتی۔ نپولین اور جارج سوم میں سے جیفرسن کو کوئی بھی نہیں چُنتا تھا۔ دونوں ہی ظالم تھے اور وُہ دونوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اُن کی لڑائی نے یورپ میں ظلم اور بھرشٹاچار کو بڑھا دیا تھا۔ پھر امریکہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا ساتھی کیوں بنے اور خاص طور پر اس وقت جب کہ اسے خود ترقی کرنے کے لئے پُرامن حالات کی ضرورت تھی۔

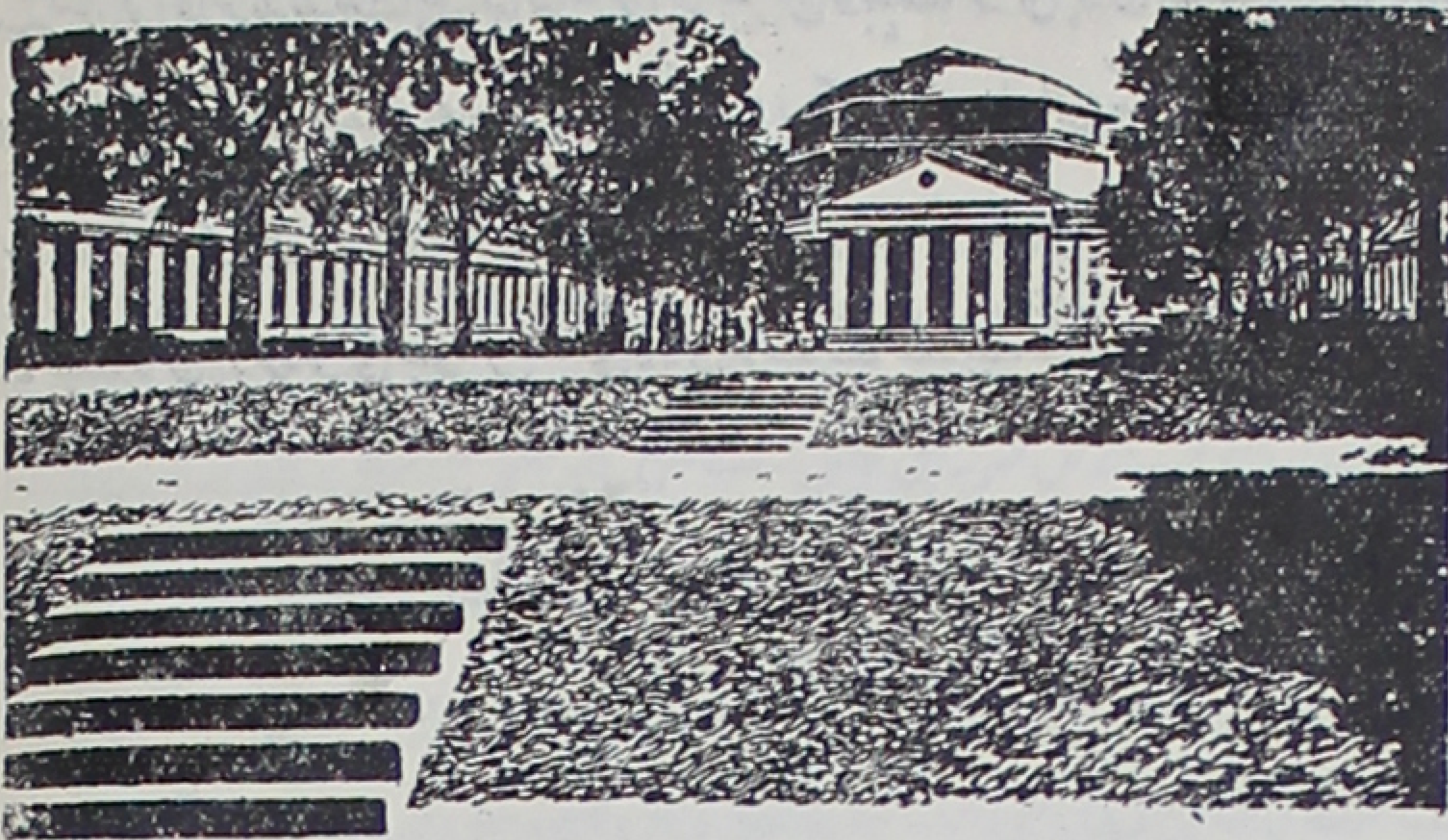
لیکن اٹلانٹک میں برطانوی اور فرانسیسی بحری فوجوں کی فرعون مزاجی اس حد تک بڑھ گئی کہ جیفرسن کو کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑا۔ اُنھوں نے پھر اپنے پسندیدہ تجارتی حربے

سے کام لیا۔ دسمبر ۱۸۰۷ء میں اُنہوں نے کانگرس سے ایمبارگو ایکٹ پاس کرایا جس کے ماتحت امریکی جہازوں کو کسی بھی یورپی بندرگاہ پر جانے کی روک لگادی گئی۔

ایک سال تک تو یہ قانون اچھی طرح کام دیتا رہا۔ پھر امریکہ کی جہازوں کی صنعت نے دم توڑنا شروع کردیا۔ اس کے بعد کاشتکاروں کی باری آئی جن کی اجناس دوسرے ملکوں میں نہ بھیجی جانے کی وجہ سے گل سڑ رہی تھیں۔ شکایتیں بڑھتی چلی گئیں حتےٰ کہ مارچ ۱۸۰۹ء میں جبکہ جیفرسن کے عہد صدارت کے کچھ ہی دن باقی رہ گئے تھے یہ قانون منسوخ کردیا گیا اور اس کی جگہ نان انٹرکورس ایکٹ پاس کردیا گیا جس کے ماتحت صرف فرانس اور انگلستان سے تجارت کرنے کی مناہی کردی گئی۔ ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ میں ہی جیفرسن اپنی تمام مقبولیت جو کہ اُنہیں چھ سال تک حاصل رہی کھو بیٹھے تھے۔ ۱۸۰۸ء میں اُنہیں کانگرس کے اس ایکٹ پر دستخط کرکے قدرے تسکین حاصل ہوئی جس کے ذریعہ مستقبل میں غلاموں کی درآمد بند کردی گئی تھی۔

جب اگلے چناؤ کے لئے اُمیدواروں کو چُنا جارہا تھا تو آٹھ ریاستوں کی قانون ساز اسمبلیوں نے ریزولیوشن پاس کئے جن میں تیسری بار بھی جیفرسن کو پریذیڈنٹ بنانے کی سفارش کی گئی۔ اگرچہ ایمبارگو ایکٹ سے ان کی مقبولیت کو کافی دھکا پہنچا تھا مگر اس چیز سے کچھ تلافی ہوگئی۔ دوسری کئی ریاستیں بھی اس قسم کے ریزولیوشن پاس کرتیں مگر جیفرسن نے فوراً ہی تیسری بار پریذیڈنٹ بننے سے انکار کردیا اُنہوں نے کہا کہ اگرچہ ودھان میں اس بات پر کوئی پابندی نہیں کہ کوئی شخص کتنی ہی بار پریذیڈنٹ بن جائے مگر اس قسم کی پابندی کا ہونا اچھی بات ہے تاکہ یہ عہدہ زندگی بھر کے لئے کسی ایک شخص کی ملکیت یا وراثت کی صورت اختیار نہ کرنے پائے۔ ایسے عہدوں کی محدود معیاد ہی جمہوریت کے لئے مفید ہوتی ہے

میڈیسن کو اگلا پریذیڈنٹ چُن لیا گیا۔ جس پر جیفرسن کو بہت خوشی ہوئی کیونکہ اُنہیں میڈیسن سے اپنے بچے کی طرح محبت تھی۔ دیش کی باگ ڈور ایک ایسے انسان کے ہاتھ میں تھی جو دیش کو اعلان آزادی میں بتائے گئے راستہ پر چلائے گا۔ جیفرسن ۶۶ سال کی عمر میں اپنی سیاسی زندگی سے سبکدوش ہو کر ماؤنٹی سیلو میں کھیتی باڑی کرنے کے لئے چلے گئے۔



جیفرسن نے اپنی زندگی کے آخری سال تعلیم کا پرچار کرنے میں لگا دِئے۔ انہوں نے ورجینیا یونیورسٹی کی بنیاد رکھی اور اس کی خوبصورت عمارت کا نقشہ تیار کیا

۱۷۔ جیفرسن امر ہو گئے

واشنگٹن سے واپس آنے کے فوراً ہی بعد کچھ نوجوان اپنی تعلیم کے سلسلہ میں مشورہ لینے کے لئے جیفرسن کے پاس آئے۔ اُن ودیارتھیوں کی تعلیم کی نگرانی کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ تمام علموں کا مقصد ایک ہی ہے اور وُہ ہے انسان کی آزادی اور خوشی۔

جونہی جیفرسن نے اپنے نوجوان شاگردوں کے ساتھ اُن کے مسئلوں پر بحث کی اُن کے ذہن میں تعلیم کے سلسلہ میں اپنے وُہ منصوبے دوبارہ اُبھر آئے جن کے لئے وُہ کئی سال تک کوشش کرتے رہے تھے۔ ورجینیا کے ایک نوجوان قانون ساز کی حیثیت سے اُنہوں نے

لوگوں کو مفت تعلیم دلانے کا ایک ایسا ٹھوس پلان تیار کیا تھا جس میں چھوٹے سکول سے لے کر یونیورسٹی تک کی تعلیم شامل تھی۔ مگر میڈیسن کی امداد کے باوجود ریاست کے قدامت پسند لیڈروں نے اِن سکیموں کو پروان نہیں چڑھنے دیا تھا۔ اب جیفرسن نے اپنے پلان کے اس حصہ کو عملی جامہ پہنانے پر کمر باندھ لی جو یونیورسٹی کی تعلیم سے تعلق رکھتا تھا۔

جیفرسن کا ایک نوجوان دوست جوزف کیرنٹن کیبل تھا جو ان کی طرح ہی تعلیم کے مسئلہ میں دلچسپی رکھتا تھا۔ اُنہوں نے کیبل کو مجبور کیا کہ وُہ ریاستی اسمبلی کا ممبر بن کر اُن قانونوں کو پاس کرانے میں مدد دے جن کے ماتحت بچوں کو ابتدائی تعلیم اَور نوجوانوں کو یونیورسٹی کی تعلیم حاصل ہو سکے۔ کیبل ہاؤس آف ڈیلیگیٹس کے لئے امیدوار کھڑا ہُوا اَور کامیاب ہو گیا۔ ۱۸۱۰ء میں وُہ ریاستی سینیٹ کا ممبر چُنا گیا اَور اُنیس سال تک وہاں رہا۔ اُس نے میڈیسن اَور منرو کی کیبنٹ میں شامل ہونے سے انکار کر دیا۔ وُہ ورجینیا میں ہی رہنا چاہتا تھا جہاں وُہ ریاست کے تعلیمی قانونوں کی نگہداشت کر سکے جو کہ اس کی زندگی کا مقصد تھا۔

یونیورسٹی قائم کرنے کے مقدس مقصد میں کیبل کو جس قدر جدوجہد کرنی پڑی اُس میں اسے کئی دشمنوں کا سامنا ہُوا۔ سب سے پہلا اَور اہم دشمن تھا تعلیم کے متعلق لوگوں کی بے تعلقی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو جمہوریت پر وشواس رکھنے والے ہر شخص کو سمجھنی اَور برداشت کرنی پڑتی ہے۔ دوسرا مخالف ولیم اینڈ میری کالج تھا جو ریاست میں اپنے مقابلے پر کسی یونیورسٹی کو نہیں دیکھنا چاہتا تھا اَور آخر میں بعض لوگوں کی تنگدلی تھی جو یہ سمجھتے تھے کہ جیفرسن اِس "بے دین کالج" کی مدد سے ایک ایسی وچار دھارا چلانا چاہتے ہیں جو فرقہ بندی کے بندھن کو ختم کر دے گی۔

ان کوششوں کا کئی سال تک کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ آخر جیفرسن کو ریاست کی مدد کے بغیر ایسی یونیورسٹی قائم کرنے کا موقع مل گیا جیسی کہ وُہ چاہتے تھے۔ ۱۸۱۴ء کی ایک صبح تو جب کہ جیفرسن پہاڑی پر سیر کر رہے تھے تو وُہ اپنے گھر کے نزدیک ایک چھوٹے سے سکول کے پاس سے گزرے۔ یہ سکول بڑی مشکل میں تھا اور جس وقت جیفرسن گھوڑے پر سوار پاس سے گزرے تو اتفاق سے اس وقت سکول کے ڈائرکٹر اپنی مشکلات دور کرنے پر سوچ بچار کر رہے تھے۔ ڈائرکٹروں کے بورڈ کا پریذیڈنٹ جیفرسن کا بھانجا یعنی اُن کے دوست ڈبنے کار کا لڑکا پیٹر کار تھا۔ پیٹر نے کہا "کیوں نہ ہم صلاح مشورہ کے لئے مسٹر جیفرسن کو بلالیں۔ وُہ ہمیشہ ہی تعلیم میں دلچسپی لیتے ہیں"۔

جب جیفرسن نے ان کی باتیں سُنیں اور انہیں تعلیم کے متعلق اپنے سدھانت بتائے تو اچانک ان کے دماغ میں ایک نیا خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ اس چھوٹے سے سکول کو ایک ایسی یونیورسٹی میں بدل دیا جائے جو اُن کے خوابوں میں لبسی ہوئی ہے۔

جیفرسن کو بورڈ کے ممبروں کو اپنے ٹھوس پلان کے ذہن نشین کرانے میں زیادہ دیر نہ لگی اور اُنہوں نے ایک سنٹرل کالج قائم کرنے کا کام شروع کر دیا۔ جیفرسن نے اگرچہ وُہ خود قرضہ کے بوجھ میں دبے ہوئے تھے ایک ہزار ڈالر اس تعلیمی ادارہ کے لئے دیئے۔ تین سال بعد سنٹرل کالج قریب قریب مکمل ہو چکا تھا۔

آخر کار کیبل اور اس کے دوستوں نے ریاستی اسمبلی میں بڑی کوشش سے ریاست میں یونیورسٹی قائم کرنے کا بل پاس کروالیا۔ جیفرسن نے فوراً ہی کافی حد تک مکمل سنٹرل کالج ریاستی سرکار کے حوالے کر دیا۔ اس سے نہ صرف ریاستی سرکار کو ہی نئی عمارت کے خرچ کی بچت ہو گئی بلکہ جیفرسن کو بھی یہ فائدہ ہو گیا کہ وُہ کالج اُن کے گھر کے بالکل نزدیک

ہی تھا جیسا کہ اُن کی خواہش تھی۔

جیفرسن کے دوست جانتے تھے کہ وُہ ایلبے مارل کی کاؤنٹی میں یونیورسٹی بنانے کی خواہش میں حق بجانب ہیں اور اُنہوں (دوستوں) نے اس سلسلہ میں جیفرسن کی مدد بھی کی۔ وُہ جانتے تھے کہ اس کالج کی جو ابھی پروان چڑھ رہا ہے اس قدر محبت سے دیکھ بھال اور کون کرے گا۔ کون دلچسپی لے گا۔ اور بل پاس کروانے کا سہرا کس کے سر پہ تھا یہ ۷۴ سال کا بوڑھا انسان چالیس سال تک اس یونیورسٹی کے لئے جد وجہد کرتا رہا تھا۔ اور اب جب کہ وُہ عالم وجود میں آ گئی تھی اس کی باگ ڈور اُنہی کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے تھی۔

سب سے پہلے جیفرسن کی یہ خواہش تھی کہ یونیورسٹی کی عمارت شاندار ہو۔ وُہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ صرف بے ترتیب کمروں کا ہی مجموعہ ہو۔ اُن کے خیال کے مطابق اس شاندار ادارہ کے لئے دیش کے قابل ترین انسانوں کی خدمات حاصل کی جانی تھیں۔ یہ ادارہ صرف دیکھنے میں ہی خوبصورت نہ ہو بلکہ اس سے عقل کو جلا بھی مل سکے۔ اس طرح اس یونیورسٹی کا نام ہو گا۔ دُنیا بھر کے قابل اُستاد اس میں کام کریں گے اور یہ ودیارتھیوں کے سامنے کلاسیکل آرٹ کی مثال پیش کرے گی۔ یونیورسٹی کی عمارت کے سلسلہ میں جیفرسن پھر پالیڈیو کی کتاب کی طرف رجوع ہوئے جو فن عمارت کے متعلق خدائی کتاب کا درجہ رکھتی تھی۔

جیفرسن کا پلان یہ تھا کہ یونیورسٹی صرف ایک عمارت پر ہی مشتمل نہ ہو بلکہ یہ پہلے سے ہی سوچ سمجھ کر بنائی گئی ایک تعلیمی بستی ہو جس میں پروفیسروں کی رہائش کا بھی علیحدہ انتظام ہو۔ نچلی منزل پر ودیارتھیوں کے پڑھنے کے لئے ایک یا دو بڑے کمرے

ہوں اور اُوپر پروفیسر کا رہائشی مکان ہو۔ ان رہائشی مکانوں کے ساتھ ہی ودیارتھیوں کے رہنے کے یک منزلہ کمرے ہوں۔ مختلف مضمونوں کے لئے مختلف شعبے (سکول) ہوں اور تمام شعبوں کے درمیان اس قسم کے راستے بنائے جائیں جن کے اُوپر چھت ہو تاکہ بارش اور موسم کی دُوسری خرابیوں میں ودیارتھی ایک سکول سے دوسرے سکول تک جاسکیں۔ کسی خاص پروفیسر کے ودیارتھیوں کے رہنے کی جگہ اُس پروفیسر کے ساتھ ہی ہو کیونکہ جیفرسن جانتے تھے کہ کالج کے دنوں میں پروفیسر سمال کے ساتھ اُن کا میل ملاپ کس قدر مفید ثابت ہوا تھا۔

یونیورسٹی کی عمارت روٹنڈا رومن پنتھیں کے قدیم مندر کے نمونہ پر تیار کی گئی تھی اور پروفیسروں کے رہائشی مکانوں کا نمونہ بھی پرانے وقت کی مشہور عمارتوں سے لیا گیا تھا۔ جیساکہ تھیٹر آف مارسی لس، دی ٹمپل آف فارچون وغیرہ۔ ان عمارتوں سے ودیارتھیوں کو یونانی، لاطینی، تاریخ اور کلاسیکل آرٹ سیکھنے کا موقعہ ملتا تھا۔

ورجینیا کی یونیورسٹی میں بہت سی عجیب باتیں کی جاتی تھیں۔ ایک بات تو یہ کہ وہاں کوئی پریذیڈنٹ مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ ہر سال پروفیسروں کو اپنے میں سے ہی ایک شخص کو چیئرمین چُننا تھا۔ پروفیسروں کو یہ بھی آزادی تھی کہ وُہ اپنے نصاب (کورس) کی کتابوں کا انتخاب خود کریں۔ پروفیسروں کے رہائشی مکان اُنہیں قرعہ اندازی کے طریقہ سے دئے جاتے تھے۔

جب مارچ ۱۸۲۵ء میں یونیورسٹی کا آغاز کیا گیا تو اُس میں کل سات شعبے یعنی سکول تھے۔ اگرچہ جیفرسن کا پلان تو دس شعبوں کو قائم کرنے کا تھا مگر جس قدر سرمایہ موجود تھا وہ صرف سات شعبوں کے لئے ہی کافی ہو سکتا تھا۔ یہ سات سکول قدیم

زبانیں، موجودہ زبانیں، حساب، نیچرل فلاسفی (فزکس)، مارل فلاسفی (اخلاقیات) کیمسٹری اور ڈاکٹری پڑھاتے تھے۔ اگلے سال لاء یعنی قانون کے متعلق آٹھواں شعبہ بھی کھول دیا گیا۔ اس یونیورسٹی میں صرف دو قسم کی ہی ڈگریاں دی جاتی تھیں۔ ایک "گریجویٹ" کی اور دوسری "ڈاکٹر" کی۔ گریجویٹ کی ڈگری اُسے دی جاتی تھی جو اِن شعبوں میں سے کسی ایک شعبہ کی تعلیم مکمل کرتا تھا اور ڈاکٹر کی ڈگری اُسے دی جاتی تھی جو ایک سے زیادہ شعبوں میں گریجویٹ ہو جاتا تھا اور جو یہ ظاہر کرتا تھا کہ وُہ اپنی تعلیم جاری رکھے گا اور سائنس کے متعلق کوئی کھوج کرے گا۔ شروع شروع میں ۱۱۶ ودیارتھیوں کے ساتھ یونیورسٹی چلائی گئی۔ ان ودیارتھیوں کو آزادی تھی کہ وُہ جس شعبہ میں چاہیں تعلیم حاصل کریں اور جو کورس پسند کریں لے لیں۔ تعلیم حاصل کرنے کا یہ اختیاری سسٹم جیفرسن نے یورپ میں دیکھا تھا لیکن امریکہ کے لئے یہ چیز بالکل نئی تھی۔

جیفرسن نے ایک اور عجیب بات کی جسے لوگوں نے بہت بُرا مانا اور وُہ یہ تھی کہ یہ یونیورسٹی کسی خاص چرچ کے ماتحت نہیں تھی۔ یہ فرقہ بندی اور ذات پات کے بندھن سے آزاد تھی۔ اُن دنوں ہر کالج کا ایک مذہبی پیشوا یعنی پادری ہوتا تھا۔ ورجینیا کی یونیورسٹی میں بھی مختلف فرقوں کے پادریوں کو ہر اتوار کو اُپدیش کرنے کے لئے بلایا جاتا تھا مگر ودیارتھیوں پر کوئی پابندی نہیں تھی کہ وُہ گرجا میں ضرور جائیں۔

جیفرسن کا ایک اور اچھوتا خیال ودیارتھیوں کی اپنی سرکار بنانا تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ ودیارتھیوں کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کی سزا کا فیصلہ ودیارتھیوں کا اپنا ہی بورڈ کرے۔ اُنہوں نے امتحانوں میں آنرز سسٹم شروع کرنے کی بھی حمایت کی مگر اُن کے اس پلان پر اُن کی موت کے سولہ سال بعد عمل کیا گیا۔

جیفرسن نے ہر پروفیسر اور ودیارتھی سے میل ملاپ رکھنے کی کوشش کی۔ ہر شعبہ کے ممبر ماؤنٹی سیلو میں اکثر مدعو کئے جاتے تھے۔ ہفتہ میں ایک بار وہ چار یا پانچ ودیارتھیوں کی ایک ٹولی کو اپنے گھر بلاتے تھے۔ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد وہ ہر ودیارتھی سے باتیں کرتے۔ اب انہیں کچھ کم سُنائی دینے لگا تھا۔ اس لئے اگر ایک سے زیادہ شخص ایک وقت بولنا شروع کر دیتے تو وہ کچھ نہ سمجھ سکتے تھے۔ ودیارتھیوں کی آزادی میں مداخلت نہ کرتے ہوئے وہ کھانے کے کمرے کے ساتھ ہی دوسرے کمرے میں کچھ دیر کے لئے اکیلے بیٹھ جاتے تھے تاکہ ودیارتھی آزادی سے کھانا کھا سکیں۔

جیفرسن نے یونیورسٹی کے لئے نئے نئے منصوبے باندھنا بند نہیں کیا تھا۔ اُن کی عمر اسّی سال سے اُوپر تھی جب اُنہوں نے یونیورسٹی میں علم نجوم کے لئے ایک مشاہدہ گاہ اور جسمانی ساخت کے علم کے لئے ایک لیبارٹری کھولنے کا پلان تیار کیا۔ مگر اس وقت انہیں بنانے کے لئے سرمایہ کی کمی تھی۔

مستقبل کے متعلق سوچنے اور منصوبے باندھنے سے ہمیشہ ہی جیفرسن کو ایک روحانی مسرّت حاصل ہوتی تھی۔ جو یونیورسٹی اُنہوں نے بنائی تھی وہ ان کی موت کے بعد بھی قائم رہے گی اور ترقی کرے گی۔ ہو سکتا ہے کہ دُنیا تھامس جیفرسن کا نام بھول جائے مگر اُن کا یونیورسٹی بنانے کا کارنامہ ہمیشہ زندہ رہے گا اور آنے والی نسلوں کے ہزاروں نوجوانوں کی ذہنی نشوونما کرتا رہے گا۔ ہو سکتا ہے کہ یہ یونیورسٹی کوئی ایسا ہونہار سپوت پیدا کرے جس پر امریکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناز کرتا رہے۔

یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ جیفرسن یونیورسٹی کی عمارت اور اس کے مستقبل کے منصوبوں میں ہی اس قدر کھو گئے تھے کہ اُنہیں اپنی وہ اُمنگیں بھی بھول گئی تھیں

جنہیں لے کر وُہ وہائٹ ہاؤس سے دست بردار ہوتے تھے۔ وُہ اب بھی اپنی پھلواڑی کی دیکھ بھال کرتے تھے۔ یونیورسٹی کا جو پودا اُنہوں نے لگایا تھا سچ پوچھئے تو یہ بھی اُن کے جیون کی پھلواڑی کا ایک حصّہ تھا۔ وُہ ایک بوڑھے شاہ بلوط کے درخت کی مانند تھے جو خوبصورت پھولوں اور سبزی کی کیاریوں کے درمیان کھڑا تھا۔ اُن کی پھلواڑی کے سب سے پیارے پھول تھے اُن کے نواسے۔۔۔۔ جنہیں وُہ بہت محبت کرتے تھے۔

جب بوڑھے جیفرسن ہمیشہ کے لئے رہنے کی غرض سے گھر آئے تو اُن کے نواسے گھر ہو یا باغ اُن کے ساتھ ساتھ رہتے۔ جیفرسن اُن کے کھیل کی نگرانی کرتے اور انہیں نئے نئے کھیل سکھاتے۔ جو جیت جاتا اُسے انعام دیتے۔ وُہ ان کی پڑھائی کے متعلق ان سے سوال پوچھتے اور اُن کے سوالوں کے جواب بھی دیتے۔ جب بچہ پڑھنا سیکھ جاتا تو اُسے خط لکھتے اور جب لکھنا سیکھ جاتا تو اسے خط لکھنے کے لئے کہتے۔ جب وُہ بچوں سے دُور چلے جاتے تو اُن کے لئے اچھی اچھی نظمیں بھیجتے۔

جوں جوں جیفرسن بوڑھے ہوتے گئے اُن میں تحصیل علم کی خواہش بھی بڑھتی گئی۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی اُنہیں اپنی شخصیت میں کمی دکھائی دیتی ہے۔ وُہ اپنی باقیماندہ زندگی سے عقل اور عمل کے تمام مواقعات حاصل کرنا چاہتے تھے اور آخری دم تک وُہ زندگی سے دلچسپی لیتے رہے اور کام میں لگے رہے۔ ایک بار اُنہوں نے اپنی بیٹی سے کہا تھا کہ "میں حیران ہوں کہ اگر انسان زندگی بھر کام کرتا رہے تو وُہ کیا کچھ نہ کر ڈالے"۔

رات کو وُہ کسی وقت بھی سونے کے لئے جائیں صبح سورج نکلنے کے ساتھ ہی اُٹھ بیٹھتے تھے۔ گھر کے تمام لوگ سوئے ہوئے ہوتے تھے مگر وُہ ناشتہ کرنے سے پہلے اپنے خط پڑھتے تھے اور اُن کا جواب لکھتے تھے۔ وُہ جلدی ہی ناشتہ کر لیا کرتے تھے۔ ناشتہ کرنے

کے بعد وُہ آدھا گھنٹہ تک مطالعہ کرتے تھے۔ پھر وُہ اپنے باغ میں جاتے اور گھوڑے پر بیٹھ کر اپنے کھیتوں کی دیکھ بھال کرتے۔ مگر بعد ازاں اُنھوں نے یونیورسٹی جانا شروع کر دیا۔ وہاں سے واپس آکر یا تو اپنا مطالعہ شروع کر دیتے یا پھر اپنے کام کرنے کی میز پر آکر نئے ماڈل بنانے لگتے۔ ایک بجے سے تین بجے تک وُہ گھوڑ سواری کرتے۔ شام کو وُہ دوستوں سے خوش گپیاں کرتے یا بچوں سے کھیلتے۔ رات کے نو بجے اپنے کمرے میں جاتے اور ایک یا دو گھنٹہ تک مطالعہ کرنے کے بعد سو جاتے۔

جیفرسن اس قدر مقروض ہو گئے تھے کہ وُہ اس خیال کے آتے ہی پریشان ہو اُٹھتے اور یونیورسٹی کی عمارت ہی ایک ایسی جگہ تھی جہاں وُہ اپنی گھریلو پریشانیوں کو بھلا سکتے تھے۔ آہستہ آہستہ اُن کی جاگیر کے چھوٹے چھوٹے حصّے قرضوں کی ادائیگی میں ہاتھ سے جاتے رہے۔ حتےٰ کہ زمین کا ایک ٹکڑا بھی ان کے پاس نہ رہا۔ ان کے پاس بہت زمین تھی مگر وُہ ہر سال کم ہوتی چلی گئی۔ ۱۸۰۷ء میں اُنھوں نے جو ایمبارگو ایکٹ بنایا تھا اُس نے ان کے فارموں پر بہت بُرا اثر ڈالا اور پھر ۱۸۱۲ء کی جنگ کی وجہ سے تو اُن کی کپاس اور تمباکو کی فصل بِک ہی نہ سکی تھی اور ضائع ہو گئی تھی۔

جنگ کے دوران میں برطانوی فوجوں نے کانگرس کی لائبریری کو آگ لگا دی تھی۔ جیفرسن نے دیکھا کہ دیش کی بھلائی کرنے اور اپنا قرضہ چکانے کا یہ ایک اچھا موقع ہے۔ اُنھوں نے اپنی وہ لائبریری جو دیش کی بہترین لائبریری تھی اور جسے اُنھوں نے پچاس سال تک بڑی محبت سے اکٹھا کیا تھا، امریکی سرکار کے ہاتھ بیچ دی اور جس قدر رقم ملی قرضوں کی ادائیگی میں ختم کر دی۔ اگرچہ اس سے اُن کے تمام قرضے ادا نہیں ہوئے تھے مگر پھر بھی کافی فرق پڑ گیا تھا۔ لیکن مالی مشکلات نے اُن کا ساتھ نہ چھوڑا اور وُہ پھر قرضوں کے

بوجھ تلے دب گئے۔ بات دراصل یہ تھی کہ ورجینیا کا رہنے والا سابق گورنر ولسن نکولس جو جیفرسن کا پُرانا سیاسی دوست تھا اور جس کی لڑکی سے تھامس جیفرسن رنیڈاف کی شادی ہوئی تھی دیوالیہ ہو گیا تھا۔ جیفرسن نے اس کے لئے بیس ہزار ڈالر کی ضمانت دی تھی۔ اب وُہ رقم بھی اُن کو ہی ادا کرنی تھی۔ یہ قرضہ جیفرسن کو مالی طور پر ختم کرنے کے لئے کافی تھا۔

آخر اُنہوں نے مایوس ہو کر اپنی جاگیر بیچنے کی کوشش کی حتےٰ کہ ماؤنٹی سیلو کو بیچنے کی پیشکش بھی کر دی مگر اُنہیں کوئی امیر خریدار نہ مل سکا۔ اُنہوں نے کیبل سے کہا کہ وُہ معلوم کرے کہ کیا قانون ساز اسمبلی اُنہیں اپنی جائداد کو نیلام یا لاٹری کے طریقہ سے فروخت کرنے کی اجازت دے گی۔ اسمبلی نے اس بات کی اجازت دے دی۔ مگر جب سارے دلیش میں اُن کے دوستوں تک یہ خبر پہنچی کہ ماؤنٹی سیلو کا رہا تما اپنے رہائشی مکان تک کو بیچنے لگا ہے تو اُنہوں نے اخباروں میں اُن کی مدد کے لئے اپیل کی اور چندہ وصول کیا گیا۔ نیویارک شہر کی طرف سے اُنہیں ۸۵۰۰ ڈالر، فلاڈلفیا سے ۵۰۰۰ ڈالر اور بالٹی مور سے ۳۰۰۰ ڈالر بھیجے گئے۔ ابھی تو اس کام کا آغاز ہی ہوا تھا۔

۱۸۲۴ء میں لافے ایتھ واپس امریکہ آیا تو وُہ ماؤنٹی سیلو میں جیفرسن سے ملنے بھی گیا۔ دونوں دوست آج سے چھتیس سال پہلے انقلاب فرانس کے دنوں میں آخری بار ملے تھے۔ لافے ایتھ کی واپسی کی وجہ سے ان کی زندگی کے آخری سال خوش خوش گزرنے لگے۔ جب وُہ آخری بار ملے تھے تو اس وقت وُہ دونوں جوان تھے اور جس دُنیا میں وُہ رہتے تھے وُہ آج کی دُنیا سے بالکل مختلف تھی۔ لافے ایتھ کی عمر اب ۶۷ سال کی تھی اور جیل کی تکلیفوں نے اُسے مستقل طور پر ناکارہ کر دیا تھا۔ جیفرسن کی عمر ۸۱ سال کی تھی اور اب

وُہ چراغِ سحر کی طرح تھے۔ مگر وُہ ہمیشہ ایک دوسرے کو خط لکھتے رہے تھے اور ان کی دوستی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی۔ صرف یہی نہیں زندگی کے متعلق اُن کے نظریے بھی وہی تھے۔

جیفرسن جانتے تھے کہ اب وہ زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہیں گے۔ جب ایڈمز نے انہیں ایک خط میں لکھا کہ "کیا اُن کے دل میں ابھی زندہ رہنے کی خواہش ہے"؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ مَیں زندہ رہنا چاہتا ہوں کیونکہ مَیں سمجھتا ہوں کہ میری زندگی مفید اور شادکام ہے —— وُہ ہمیشہ پُر امید رہتے تھے جیفرسن کو کبھی اکتاہٹ یا اُداسی محسوس نہیں ہوتی تھی کیونکہ اُنہوں نے بچپن میں ہی کسی دلچسپ کام میں لگے رہنے کا گُر سیکھ لیا تھا۔ اگرچہ وُہ نکتہ چینی کو بہت محسوس کرتے تھے اور اُن پر نکتہ چینی کی بھی بہت گئی تھی مگر اب اُنہوں نے اسے برداشت کرنا بھی سیکھ لیا تھا۔ کیونکہ وُہ خود اس بات کے حامی تھے کہ ہر شخص کو تقریر کی آزادی ہونی چاہیئے۔

جیفرسن کو صرف ایک ہی ڈر تھا اور وُہ کہا کرتے تھے کہ اب وُہ زیادہ دیر تک بڑھاپے کی زندگی بسر نہیں کرنا چاہتے اور نہ ہی سُنی سنائی کہانیاں دُہرا کر دوسروں کو دق کرنا چاہتے ہیں۔ اُن کا یہ ڈر بھی جاتا رہا کیونکہ اب اُنہیں ایک تکلیف ہوگئی تھی اور وُہ سمجھ گئے تھے کہ اب موت یقینی ہے۔

ایک دن وُہ اپنے برآمدے کے باہر ٹہل رہے تھے۔ جونہی اُنہوں نے سیڑھی پر قدم رکھا تو وُہ ٹوٹ گئی اور وُہ گر پڑے۔ جس سے اُن کا بایاں ہاتھ ٹوٹ گیا۔ اسّی سال سے زیادہ عمر کے آدمی کے لئے یہ بہت بڑی تکلیف تھی۔ کئی سالوں سے اُن کا ہاتھ اور انگلیاں ویسے ہی ناکارہ ہو چکی تھیں اور اب تو لکھنے وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ ایک

اَور تکلیف جو اُنہوں نے اپنے کنبہ والوں کو نہیں بتائی تھی وُہ پیچش تھی۔ پیچش اَور بڑھاپے کی دوسری تکلیفوں نے اُن کی رہی سہی طاقت بھی نچوڑ لی اَور وُہ اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ چلنے پھرنے سے بھی لاچار تھے۔ صرف باغ میں ہی دو چار قدم چل لیتے تھے مگر گھوڑسواری کا اُنہیں اب بھی شوق تھا۔

جس دن وُہ گھوڑسواری نہیں کرتے تھے اُنہیں مزہ ہی نہیں آتا تھا۔ وُہ روز گھوڑے پر سیر کرتے تھے اَور آس پاس کے لوگ ہر روز اِسی انتظار میں رہتے تھے کہ ابھی وُہ جھکی ہوئی حالت میں گھوڑے پر سوار یہاں سے گزریں گے۔

اُنہوں نے اپنے سنگِ مزار کی عبارت بھی خود ہی لکھی تھی۔ یہ ایک عجیب بات تھی کہ جس شخص کو زندگی میں اس قدر کامیابی اَور اِس قدر عزت حاصل ہوئی ہو اُس نے صرف تین باتوں پر ہی اکتفا کیا۔ اُن کو اپنے پریذیڈنٹ بننے پر فخر نہیں تھا بلکہ اس بات پر فخر تھا کہ اُنہوں نے اپنے دیش کو کچھ ایسی چیزیں دی ہیں جو اُسے ایک عظیم اَور قابلِ تعریف دلیش بنادیں گی۔ اُن کا پریذیڈنٹ ہونا زمانہ ماضی کا ایک واقعہ ہے۔ مگر اُن کے یہ تین کارنامے شاندار مستقبل کی طرف اشارہ کرتے ہیں:-

یہ مقبرہ تھامس جیفرسن کا ہے

جو

اعلانِ آزادی اَور ورجینیا میں مذہبی آزادی کے

قانون کے مصنف اَور ورجینیا کی یونیورسٹی کے

جنم داتا تھے۔

۴ جولائی ۱۸۲۶ء کے منحوس دن جیفرسن بستر علالت پر موت کی گھڑیاں گن

رہے تھے۔ ورجینیا کی یونیورسٹی کے ناظم کی حیثیت سے اُن کا جانشین کون ہوگا؟ یہ سوال انہیں شدّت سے تنگ کر رہا تھا۔ اُن کا خیال تھا کہ میڈلین اس خلا کو پورا کریں گے اور یہ سوچ کر انہیں یک گونہ تسکین ملتی تھی۔ اِس کے بعد اُن پر غشی کا دورہ پڑ گیا اور وُہ بے ہوشی کے عالم میں بولنے لگے۔ وُہ اس زمانہ کی باتیں کر رہے تھے جب کہ ۵۰ برس پہلے امریکی نوآبادیات نے آزادی کا اعلان کیا تھا۔ اُن کے ہاتھ ایسے ہل رہے تھے گویا وُہ کچھ لکھ رہے ہوں۔ وُہ حفاظتی کمیٹی کو ہدایات دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے "کمیٹی کو چوکنا رہنے کی تنبیہہ کر دی جائے"۔

رات کو اُن کی حالت پھر سُدھر گئی اور اُنہوں نے اپنے تیمارداروں سے پوچھا "کیا آج چار تاریخ ہے"؟ اِس پر سب خاموش رہے اس لئے کہ کسی میں بھی یہ بتانے کی ہمت نہیں تھی کہ آج چار تاریخ نہیں ہے کیونکہ وُہ سب جانتے تھے کہ اِس سے جیفرسن کا کیا مطلب ہے؟

"آج چار تاریخ ہے؟" اُنہوں نے ایک بار پھر پوچھا۔

اُن کے داماد نے اثبات میں سر ہلایا ——— "اوہ" اُن کے منہ سے نکلا اور چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی ——— آج واشنگٹن میں یومِ آزادی کی ۵۰ ویں سالگرہ منائی جارہی ہوگی جس کی دعوت جیفرسن کو بھی ملی تھی مگر وُہ کیسے جا سکتے تھے؟ آج تو وُہ تاریخ کے اس باب کو مکمل کرنے والے تھے جو اُن کی زندگی کے ساتھ شروع ہُوا تھا۔ وُہ پوری تسکین کے ساتھ لیٹ گئے۔ تاریخ اُن کی ہم نوا رہی اور یومِ آزادی کے دن ہی ۴ جولائی ۱۸۲۶ء کو ایک بجے دوپہر اُن کا دیہانت ہوگیا۔

اُسی دن برین ٹری میسے چیوزٹس میں ۹۱ سال کی عمر میں جان ایڈمز لبترِ مرگ

پر پڑے تھے۔ یوم آزادی کی ۵۰ ویں سالگرہ کے دن غروب آفتاب کے ساتھ ہی
اُن کی زندگی کا سورج بھی ڈوب گیا۔ اُن کے آخری الفاظ تھے:۔
"تھامس جیفرسن امر ہیں"۔

(دھلی پرنٹنگ پریس - دہلی)

بنسی لال کاتب ۲۴/۱۱/۵۳